

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَفِي الْفَنَاءِ لَا يَمُوتُ

۲۸۹	۳۲۹	۶۶	۱۰۲
۶۵	۱۰۳	۲۸۸	۳۳۰
۱۰۳	۶۶	۳۲۹	۲۸۹
۳۲۸	۲۸۹	۱۰۵	۶۶

Checked.
981

سلوک قلندری

ارشادات قدوة السالكين في بدء العارفين حضرت مرشدی و مولائی
مولوی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ بائیں چشتی القادری مدظلہ العالی
(جلد اول)

بامعنی گوید اسرار مشق و مستی و تائبے خیر میر دور رخ خود پرستی
سخن بامر و محارای الالے غزنی کم و کہ محارای تنی داند زبان اہل دربار
(جامع)

شاہ سید علی رضا رضا اہی غریب الپوش قلندر

غزل

سرسیت در حقوق محبت بجائی با
 ما نوح راز طوقان سرگشته کردیم
 انگشتری سلیمان بادلو داده ایم
 حکمیه در افکنیم به آتش خلیل را
 ما آره را تبارک سر ذکر یا کشیم
 دندان مصطفی را اید دست بشکنیم
 که چاشنی زهر حلق حسن کنیم
 بجای نه راجه کار بود از بلائی غم
 فرعون را ندادیم اے دوست در در
 ما پروریم دشمن و ما می کشیم دوست
 حافظ همیشه ناله کشد در بلائی غم
 مشتاق از دودیده شدار تباری ما
 منوی زنجیر یافته قوت عساکر ما
 یعقوبی و یحیی کند در قضا ما
 قربان کند اگر چه سپرد رنسا ما
 یحیی کشیم دم نه زمره در قضا ما
 ایوب نما برآمده از بر مهتاب ما
 که تیغ بر حسین کشد کبریا ما
 سکان را رسد که خاص و آشنای ما
 زیرا که از داشت مرده و پائین ما
 کس را مجال نیست به چون چرا ما
 باشد که خود علاج کند در دایه ما

بسم الله الرحمن الرحيم

پیماچہ

cked
67

الحمد لله الذي استعينه واستغفره ومن به وئول عليه فعود
بالله من شرور القسنا ومن سيئات اعمالنا من
يهدى الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي
له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله ابعد
فخير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم

وکل محدثہ بدعتہ وکل بدعتہ ضلالتہ وکل ضلالتہ فی السار
 اس فقیر حقیر سراپا تقصیر نے جب حالات زمانہ پر نظر کی اور
 عامہ خلائق کے خیالات سے یک گونہ آگاہی حاصل کی تو یہ
 محسوس ہوا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ عام طور پر علم فلسفہ و ہنریت و
 سہ سہ کا چرچا ہے اور تعلیم عام ہو گئی ہے عوام الناس کے
 خیالات مذہب کی طرف سے ہٹتے جا رہے ہیں اور ہمارے
 گروہ اہل سنت و الجماعت میں بلحاظ عقاید متعدد فرقے ہو گئے
 ہیں جو عام طور پر اگرچہ طریقہ سنت کا اظہار کرتے ہیں مگر بڑے
 حد تک بہت ہی مختلف ان خیال ہیں اور صحیح عقیدہ سے بہت
 دور اگر ہمارے مسلمان بھائی اپنے برگزیدہ نبی اہی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تعلیم کی صحیح طریقہ پر پیروی کریں تو آج پھر ان کو وہی

عروج حاصل ہو سکتا ہے جو پچھلے زمانہ میں حاصل تھا۔ بہر حال
 عام طور پر جو زرہیلے خیالات ہمارے بھائیوں میں پھیلے ہوئے
 ہیں۔ ان کا ذکر مجھلاً ذیل میں کیا جاتا ہے جس سے ناظرین کرام کو
 اندازہ ہو سکا کہ بعض ایسی فروعات اور ضعیف اختلافات ہی جب
 قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ قوم کے زوال و مذلت کا باعث
 ہوتے ہیں اور جاہل اعمال خیر ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل سنت ^{و اجماع}
 بلحاظ عقائد عمومی اس وقت تین گروہ پر منقسم ہو گئے ہیں وہ یہ ہیں۔
 ۱) ایک گروہ ان علماء و فضلاء کا ہے جو بالکل پابند شریعت
 اور ظاہری احکام کا نہایت شدت کے ساتھ متبع ہے۔ اس گروہ کا
 عمل نہایت پاکیزہ ہے اور اس کا وجود اوائل زمانہ اسلام سے
 باعث اصلاح معاشرت مسلمین ثابت ہوا ہے۔ لیکن فی زمانہ

چونکہ اس گروہ کے اکثر ارکان علوم جدید مثل مہیت و فلسفہ و مہندسہ وغیرہ سے نابلد محض ہیں اور سوائے فقہ و حدیث کے دیگر دنیوی علوم میں ان کو بالکل دست نگاہ نہیں ہے اس وجہ سے آج کل کے تعلیم یافتہ طبقے پر ان کا کوئی خاص اثر نہیں اور یہ تعلیم یافتہ گروہ ایسے علما کو ٹٹا کا خطاب دیکر ان کی پیردی کو تضحیع اوقات پر محمول کرتا ہے۔

(۲) دوسرا گروہ اہل صوفیہ و متاخرین اور درویشوں کا ہے جو علوم باطنیہ کے حامل ہیں۔ اس گروہ کا وجود بھی اوائل زمانہ اسلام سے نہایت مفید اور باعث اصلاح عقائد و ترقی نفس خلائق رہا ہے لیکن آج کل کے متقدمین قوم کچھ تو عوام الناس کی بے توجہی اور دنیا طلبی کی وجہ سے صحیح تعلیم

تصوف کو اپنے معتقدین و متبعین میں پھیلانے سے تامل کرتے ہیں
 اور کچھ تو اس خوف سے بھی کہ اگر ان نوجوانانِ ملک کو صحیح تعلیم دیکر
 تزکیہ نفس کی جانب مائل کرایا جائے گا تو وہ مذہب ہی سے کنارتل
 ہو جائیں گے۔ اور اسی لئے رسمی مریدی و بحیت پر اکتفا کیا جاتا ہے
 چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر طالبین یا تو سادہ شرک میں مبتلا
 ہو جاتے ہیں یا سرے ہی سے اس علم سے ان کی عقیدت ذلیل
 ہو جاتی ہے چونکہ جو حقائق جو قائل و معارف سینہ بسینہ فقرا و صوفیاء
 اسلام کو بھیچے ہوئے ہیں وہ ان تک نہیں بھیچے تھے اور اس طریقہ سے بجز
 پابندی رسمیات کوئی خاص فائدہ مرید کو نہیں ہوتا تو اس کا لازمی
 نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ گردہ جبل و خود غرضی کی صفات
 سے متصف کیا جاتا ہے۔

(۳۱) تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو علوم جدیدہ سے واقفیت حاصل کرنے اور ملک میں اچھی خدمات حاصل کرنے کے بعد دنیاوی وجاہت و امتیاز کے علاوہ دینی سلومات کے بھی مدعی ہیں۔ اور ان کا اکثر و بیشتر حصہ عمر علاوہ علوم جدیدہ کے علوم دین سے تعلق کتب کے مطالعہ میں گزرتا ہے اور چونکہ سرور گرد و متذکرہ صدر کے متعلق اولیٰ کے دلوں میں عظمت و حیثیت باقی نہیں رہی ہے اور ہماری قوم کے اکثر علماء و مشائخین نے قناعت و تکمل کو جو ان کے لئے باعث عزت تھا ترک کر دیا ہے اور امر اور حکام کے محتاج ہو گئے ہیں اس وجہ سے یہ تعلیم یافتہ طبقہ اپنے معلومات دینی کے حصول کا ذریعہ علماء و مشائخین کو نہیں بناتا بلکہ رسمی مریدی یا شاگردی کے بعد ان سے مختلف العقیدہ ہو کر مطالعہ کے ذریعہ

اپنی معلومات دینی کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ ہر علم کے حصول
 کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی استاد کامل کا ہونا ضروری ہے اور
 بلا استاد کامل کسی علم کا بھی صحیح اکتساب ناممکن ہے اس
 لئے اس کا لازمی نتیجہ صلاحیت ہے اور ایسے صوفیاء کے کلام میں (جو اپنے
 آپ کو نمائی الشد کے ہوئے تھے اور یہ مقام ان کو ریاضاتِ شاقہ
 اور تزکیہٴ نفس و تصفیہٴ قلب و تجلیہٴ روح کے بعد حاصل ہوا تھا
 اور ان کے اپنے واردات و مشاہدات سے متعلق تھا)
 کہیں بظاہر مسائل شرعیہ سے اختلاف دکھائی دیتا ہے۔
 درحالیکہ حقیقتاً بلحاظ مقامات ان کا کلام بالکل صحیح و موجب قرآن
 و حدیث ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :
 سبند از سعدی کہ راہ صفا تو ان وقت جو در پے مصطفیٰ

علاوہ اس کے اس زمانہ کے جہاں کے خوف اور فتنہ سے بچنے کے خیال
 سے بعض صوفیاء و محققین مثل عمر خیام و حافظ شیرازی و اخیر سرور
 وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اشارات و استعارات کے ذریعہ
 علم تصوف و علم توحید کو بیان کیا ہے۔ ان نثر گواران کے کلام کو
 بغیر واقفیت اصطلاحات اور بلا استاد کے اگر پڑھا جائے تو
 سوائے گمراہی کے کیا حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا فرماتے
 ہیں ۔

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر
 ہست بس پیر آفت و خوف و خطر
 ہر گاہ بے مرشد سے در راہ شد
 ابو ز غولان گمراہ دور چاہ شد

ہر زمانہ میں ہر فن کے نقالوں کی کثرت رہی ہے اور
 عادت اللہ ایسی ہی ہے کہ اہل سے نقل میں زیادہ چمکے
 دمک ہو جاتی ہے اور اکثر مردمان ظاہر میں ظاہری وجاہت کے
 گردیدہ ہو کر ایسے حضرات کے پیرو ہو جاتے ہیں اور آخر میں
 پشیمان ہوتے ہیں۔ فیقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ۔ (ابوداؤد و ترمذی)
 ترجمہ: میں اس کے نہیں کہ ڈرتا ہوں میں اور پاست اپنی کے
 سرداروں کو گمراہ کرنے والوں سے۔

ابن اسود اور زمانہ کی حالت کے نظر کرتے ہوئے اس فقیر
 کو یہ خیال یہاں کہ نکات علوم وقائق وحقائق و معارف سے
 متعلق جو ارشادات و اسرار توحید سینہ بسینہ اس فقیر کو اپنے

مرشد و مولانا مولوی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ بانی چشتی اعلیٰ
 مظلہ عالمی سے پھونچے ہیں۔ ان کو بحسبہ شایع کردادے تاکان
 کے ملاحظہ کے ببیاطالبان راہ حق کو صحیح نکات علم دینی سے
 کما حقہ واقفیت و آگاہی ہو اور اس علم کے متعلق عام تعلیمیات
 طبقہ کو جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ رفع ہو۔
 بالآخر یہ عرض ہے کہ فقیر اس کتاب کو اپنے مرشد زادہ
 میان احمد انوار الحق صاحب کمال اللہ تعالیٰ و طلال الشریعہ کے
 نام سے معنون کرتا ہے۔

کن یا صوفیان خام یاری : کہ باشد کارخان فاطمائی
 فان بعلم لا شرف شرفا : ولا رذال مذموم مذمورا
 سبحان ربک رب العزت عما یصنعون و سبحانہ

عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ۝

کتاب الفقراء

شاہ سید علی رضا رضائے الہی عرف پڑس پوش قلندر
 جشتی قادری احنبل السوسى الحمیدى - خلیفہ حضرت مولانا
 سی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ بالیمین جشتی قادری
 مددہ العالی۔

هو هو هو

بسم

من رشحات قلم عرفان رقم حضرت پیر دم ش قبلہ
قطع

دم سے سید علی رضا کے : بحر عرفان موجزن ہے
عرفان میں کتاب کی بھی : پیر کا گنا بھی نور ہے
مشرک بھی غیب سے چمک اٹھا : علی بھی دستِ طاعت زن ہے

گر چاہو سراقی طریقت : کرو از بریں سخن بہر
۱۲۵۳

(۱) تحفہ علی رضائی مصباح القلوب - (۲) سنادین مخزن عرفان
۱۹۳۲

از دم قدم علی رضا شاہ : قطعیت سے درید پادِ عنصر
۱۲۵۳

عرفان و وقائے و حقائق : ہم اسل گزین ازین تہج
تاریخ زبانیہین است ناظر : مقبول عصر ہے شہر دہلی
۱۳۲۲

سوی نور احمد ناظر

فهرست مضامین

ردیف	تفصیل مضامین	نشان بک
۳	۳	۱
۱۲	۱	۱
۱۳	۱	۱
۱۹	۱۳	۳
۲۰	۱۹	۴
۲۹	۲۱	۵

ردیف	تفصیل مضامین	صفحات	تعداد
۱	۲	۳	۴
۶	اصول نکات علم و قافی مع اشعار ستاره	۳۰	۳۹
۷	اصول نکات علم و قافی ایضاً	۵۰	۷۹
۸	اصول نکات علم و قافی ایضاً	۸۰	۱۱۶
۹	مثنوی حضرت پیر و مرشد قبله و دیگر اشعار	۱۱۷	۱۲۸
۱۰	مسئله تجدد امثال	۱۲۹	۱۳۷
۱۱	رساله تبیان التوحید مصنفه حضرت پیر و مرشد قبله	۱۳۸	۱۴۹
۱۲	رساله حضرت خواجہ خواجگان عثمان اردونی قدس سره العزیز	۱۷۰	۱۸۵
۱۳	قصید حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۶	۲۰۰
۱۴	کتاب لیا عرفان و عدت مصنفه حضرت پیر و مرشد قبله و عزیزی	۲۰۱	۲۷۰

هذه الشجرة الطيبة اصلها ثابت وفرعها

في السماء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اختار من عباده من جند متالفين
 وجعلهم من جملة أتباعه واصفياءه وشرفهم على
 الفضلاء والصلاة والسلام على سيدنا وحبينا محمدا
 وآله واصحابه الكرام إلى يوم الدين وإلى يوم ينظر الحق
 واليقين. أما بعد فهذا سلسلتي من مشايخي في
 طريق الحق رضوان الله عليهم أجمعين بركاتكم
 يا أرحم الراحمين.

(١) خرقه خلافت واجازت همه ارشاد و ظاهري و باطني من جانب
 رب الجليل و رب العزت العرش العظيم جل جلاله و عظم شأنه العظيم

وقدیم الذات عن حضرت سید الکوین رسول رب العالمین خواجہ
ہر دو سہرا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم را رسید۔

(۲) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت مدنیۃ العلوم والمطالب امام المشرق و مغرب
امیر المؤمنین و امام الأشجعین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ
و جہہ را رسید۔

(۳) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی

حضرت ابی القری الحن البصری الانصاری رضی اللہ عنہ را رسید

(۴) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت ابی الفضل عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۵) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی

حضرت خواجہ ابی الغنیض فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ را رسید.

(۶) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
و باطنی حضرت خواجہ خواجگان ولی کامل سلطان ابراہیم ابن
ادہم البلیخی رضی اللہ عنہ را رسید.

(۷) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
و باطنی حضرت خواجہ سید الدین خدیفۃ المرعشی رضی اللہ عنہ
را رسید.

(۸) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
و باطنی حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہ
را رسید.

(۹) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجه ابراهیم مشا و علو وینوری رضی الله عنه را رسید
 (۱۰) بعد ازین خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری و
 باطنی حضرت خواجه سلسلت چشتیان خواجه خاجگان ابی اسحق شامی
 رضی الله عنه را رسید.

(۱۱) بعد ازین خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری و
 باطنی حضرت خواجه قدوة الدین ابی احمد ابن خرسانته الحشمتی
 رضی الله عنه را رسید.

(۱۲) بعد ازین خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری
 و باطنی حضرت خواجه ناصر الدین ابی محمد ابن احمد چشتی رضی الله عنه
 را رسید.

(۱۳) بعد ازین خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری و

باطنی حضرت خواجه ناصر الحق والدین ابی یوسف رضی الله عنه را رسید
 (۱۴) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری و
 باطنی حضرت خواجه قطب الحق والدین سودوچشتی رضی الله عنه
 را رسید.

(۱۵) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری
 و باطنی حضرت خواجه مخدوم حاجی شریف زندقی رضی الله عنه
 را رسید.

(۱۶) بعد از این خرقه خلافت همه ارشاد ظاهری و باطنی حضرت
 خواجه عثمان بارونی رضی الله عنه را رسید.

(۱۷) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری
 و باطنی حضرت خواجه خواجگان سلطان الهستد غریب النواز

خواجہ معین الدین حسن بنجری شمس الاجیری رضی اللہ عنہ راسید۔
 (۱۸) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ
 راسید۔

(۱۹) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر اجمودنی رضی اللہ عنہ
 راسید۔

(۲۰) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و
 باطنی حضرت خواجہ سلطان العارفین نظام الدین محمد امین احمد
 بدایونی بخاری رضی اللہ عنہ راسید۔

(۲۱) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اودھی چشتی رضی اللہ عنہ
 رارسید۔

(۲۲) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ ابوالفتح الولی الاکبر الصادق سید محمد حسینی الملقب
 گیسو دراز بنده نواز رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۲۳) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ شاہ جمال الدین عبداللہ مغربی رضی اللہ عنہ
 رارسید۔

(۲۴) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
 و باطنی حضرت خواجہ شاہ کمال الدین و احد الاسرار بیابانی رضی اللہ عنہ
 رارسید۔

(۲۵) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت همه ارشاد ظاہری
و باطنی حضرت خواجہ سید شاہ میران جی شمس العشاق رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۶) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی
حضرت خواجہ سید برہان الدین محبوب سبحانی بیجا پوری رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۷) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی
حضرت خواجہ حاجی الحق چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۸) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
باطنی حضرت خواجہ حاجی محمد چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۹) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت

خواجہ جنید ثانی چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۰) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری باطنی

حضرت خواجہ شاہ ہدایت اللہ اعنی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۱) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین بخاری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۲) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ سید جمال الدین چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۳) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجہ سید محمد الملقب بر شاہ میر رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۴) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری

و باطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین شمس خاندان چشتی رضی اللہ عنہ

را رسید-

(۳۵) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری و

باطنی حضرت خواجہ سید علاء الدین رضی اللہ عنہ را رسید-

(۳۶) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری و

باطنی حضرت خواجہ سید برہان الدین پروردگار رضی اللہ عنہ

را رسید-

(۳۷) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری و

باطنی حضرت خواجہ سید سلطان محمود اللہ شاہ حسینی الملقب بہ

شاہ جی صاحب رضی اللہ عنہ را رسید-

(۳۸) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد

ظاہری و باطنی حضرت محمد کمال اللہ شاہ گہاروی رضی اللہ عنہ را رسید-

(۳۹۰) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری باطنی
 فقیر شاه احمد حسین چشتی را رسید -

(۳۹۱) بعد از این خرقه خلافت و اجازت همه ارشاد ظاهری باطنی
 و خرقه درویشی هم شاه سید علی رضا را داده از نکات علوم و قرائن
 و حقائق و معارف آنگاه نمود خلافت و اجازت بر رضا و رغبت
 خود داده ام -

اللهم بحمات هذه الاسماء وبحمات النبي
 صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم تسليماً كثيراً
 كثيراً ابرحمتك يا المرحم المرحمين.

این چند کلمه برائے سند و اجازت فقیر گردانیدن و گران
 را در سلسله چشتیه عالمیه اندر رضا و رغبت خود بمقام حیدر آبا و دکن

محلہ زیدنی بازار درگروہ پاکبازان حیدر آبادی بہ این شاہید علی رضا
 رضائے الہی عرف پلاس پوش قلندر را تحریر نموده داده ام خداوند
 این فقیر و تابان این فقیر را بر جادہ شریعت غرہ مستحکم بدار و
 در شاہدہ توحید وجودی مدام مستغرق بدار آمین یا رب العالمین
 بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین ہ

المرقوم ۲۰ صفر المظفر ۱۲۵۲ھ

الہد

شاہ احمد حسین چشتی قادری

فرہنگ

کشف و شہود = مرتبہ عین اللہ را گویند +

چلیپا = عالم طبائع را گویند +

دیر = عالم انسانی را گویند +

کلیسا = عالم حیوانی را گویند +

طامات = معارف را گویند +

جفا = پوشانیدن دل سالک از مشاہدہ +

جور = بازداشتن سالک از سلوک خروج +

خشم = ظہور صفات قہر را گویند +

دلدار = صفت باسطی را گویند +

دلبر = صفت قابضی را گویند +

زلف = غیب و هویت را گویند +

گیسو = ظاهر طالب را گویند +

میتخانه = عالم لاهوت را گویند +

باده = عشق را گویند +

وصل = عبارت است از نسیان خود به شهود نور وجود حق تعالی +

بتکده = بتخانه - شرابخانه - دیر - خرابات و عالم معنی = باطن عارف

کامل را گویند +

پیر میان = پیر خرابات - خمار - بادو فروش = مرشد را گویند +

ستی = فرو گرفتن عشق با جمیع صفات +

مست و خراب = استغراق را گویند +
 مست و شیدا = اهل حزن و ذوق را گویند +
 اقامت = غلبه عشق را گویند +
 رجعت = از مقام وصول به قهر بطریق انقطاع را گویند +
 فلاشی = معاشرت - مباشرت = اعمال را گویند +
 ادبایش = آنکه غم ثواب و عقاب نکند +
 قلندر و قلاش = اهل صفا و اهل ترک و اهل فنا را گویند +
 شمع = نورانی را گویند +
 کباب = پرورش دل در تجلیات حق +
 صبحی = محادثه را گویند +
 صبح = طلوع احوال و اوقات و اعمال را گویند +

بامداد = مقام بازگشت احوال و اوقات +
کفر = تاریکی را گویند +

بت و شاید معانی = مقصود را گویند +

وفا = عنایت ازلی را گویند +

عکساری = صفت رحمانی را گویند +

خال سیاه = عالم غیب را گویند +

تفرید = عبارت است از تنها کردن دل از جمیع ماسوی الله +

ترسا = مرد در دجانی را گویند که از صفات ذمیمه و نفس اماره خلاصی

یا قیّم باشد و متصف به صفات حمیده باشد +

ترساجیم = واردات غیبی را گویند که از عالم غیب در دل سالک نفوذ نماید +

گبر و کافر = کسی که بیزنگ در وحدت شده و در سایه از ماسوی الله

بر تافتہ +

مئے = ذوق را گویند کہ از دل سالک سرزند و او را خوش وقت گرداند +

ساغر و پیانه = کسی کہ مشاہدہ انوار غیبی و ادراک مقامات کند +

زنار = علامت یک رنگی و یکجہت شدن را گویند +

یار - دلبر - صنم - دوست - محبوب = تجلی صفات را گویند +

غمزہ - بوسہ - فیض = جذبہ باطن را گویند +

لب و دہان = صفت حیات را گویند +

چشم - ابرو - جمال = کلام و الہام غیبی را گویند +

کلاہ چار ترک = ترک فنا - ترک بقا - ترک یاد - ترک ریب را گویند -

شیدا = اہل جذبہ و اہل شوق را گویند +

ساقی و مطرب - فیض رسانندگان معنی را گویند +

شراب و بادہ = بمعنی محبت است +

مئے محل = خون عاشقان کہ از راہ دیدہ در جام کنارش ریزند +

اتحاد = عبارتست از استغراق درستی حق جل و علی +

سعادت = عبارتست از خلاص شدن بدیدن حق تعالی +

شفاعت = عبارت است از حق تعالی باز ماندن +

نعت

ذات احدیتر ہے اسی تو ہی محمد	حق سستی تیرا تجھ سستی حق کا ہو دیکھ محمد
کام خدا کا نیت نامی جسکو کہیں بجا دیکھیں	کام ترا ہی ہستی یعنی فائے نام محمد
نین کو دکھانا جو نیکو راہی حقیقتی یعنی خدا کو	آپ نہیں ہو ہے کو دکھانا تجھ کو جو ماورائے
شاہد بر غریب رہ دیکھنے اپنا طلعت ہو	ذات تیرے آئینہ کیا کند کو تیری جام محمد
ہر حقیقت پر شک شبہت ذات تری و صانع	ذات صفات حضرت ذوالجلال و ذوالاکرام محمد
واجب ملک نظر و عار شاہد واحد جلہ مراتب	تو ہی خدا کا فدیہ تیری نور کے اقسام محمد

کنت نبیا آدمین الطین سے ہر تعلقین کہ حق نے
 تجھ کو ابوالارواح کیا تجھ جد کو ابوالجسام محمد
 نوح و ایل و موی و عیسیٰ تجھ سے شفا خواہ تھا
 یوسف و ذوالقرنین و یاسندی سر کے دام محمد
 تیری تصرف میں ہمیشہ ملک بنو شہر و لاہ
 جب تھی آئے فرق پر او کی پاک سر و اقدام محمد
 تیرے تیرے پائش بریں عرب و شرافت و مضاف
 شمس و قمر کو تیری جن کے نور میں چلنے کی تھی
 کون لبابا حق کی طرف کفوف کے میں پیغام محمد
 گرتوں آغا علیاں کو راہ ہدایت کون دکھاتا
 جس نے بھولا یاد ترا وہ ذکر الہی میں دام محمد
 عین خدا اور غیر خدا جو ہر دو میں تجھ کو بوجھا
 حال ترا ہے حقیقت فعل تیرا ہر امر طرقت
 ہو یہ مرا شہیر جو تجھ دیدار کی گلزار گلین
 رویت حق اور تیری شفا مطلق حاصل تمام محمد

هو هو هو

رأب مهمل وثنية ولا تعسر علينا يا رب

أصول الصوف

جملة تشبيه

محمد الرسول الله است

فرق

غيريت

جملة تنزيه

لا اله الا الله است

جمع

عينيت

تنزيه مع التشبيه تشبيح التنزيه

(دووات كاشيت) لا اله الا الله محمد الرسول الله

همه است

(جمع الجمع)

الفرق بلام جمع

تشريك

الجمع بلا فسق

تعطيل

الجمع الجمع

توحيد

تشريك

تعطيل

توحيد

ملاحظه ہو حدیث ترمذی شریف

رُبَاعِی

منظور ہے عامی کو فقط چہرہ فرق ہے خاص محب لجمہ جمع یعنی غرق
کرتا ہوا خاص یہہ دونوں ضد کو باہم جیوں شرق بہ غرب جمع اور غریب شرق

(*)

ثبوت بیان جملہ تنزیہ مع التشبیہ

فرق والا ہے جمع سے محروم
زافیت ہر دو جانب مذموم
پیر شہمیر ہے مرا مخدوم
خواد نہ کمال یا مظلوم

جمع والا ہے فرق سے بے بہر
صاحب جمع جمع ہے مامون
کیوں نہ ہو بندہ آلہ نما
ہمز توحید سے نہیں خالی

(*)

”ثبوت بیان جملہ تنزیہ“



<p>مادری اس کی کیفیت معلوم کا عدم ہے یہ ہستی مہیوم نص قطعی نہ ظنی مکتوم وحد کلا لا شریک کا مفہوم ہے کتاب مجید میں مرقوم ہے نہ الا کہ اسم بے مہیوم عباد اور رب ہے لازم و ملزوم رہ الحاد و شرک سے مہیوم</p>	<p>حق ہے موجود غیر حق معدوم جنب میں ہستی حقیقی کے اس پہ ہے لا الہ الا اللہ اور اسی مدعا پہ ہے شاہد ظاہر و باطن اول آخر حق من جمیع الوجہ غیر خدا منظری منظری کی نسبت سے عینیت غیرت حقیقی کے</p>
--	---

اول حق و بعد خلق پر کس کو نظر	خلق اول و بعد حق کسی کا منظر
کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق	کوئی ناظر حق فقط رہے بیخاک

(*)

موجود دو یک مقید و یک مطلق	سب کوئی کہیں اس کو خلق اور کو حق
پرائس حقیقت وجودی الحق بن	یک دیکھ نہ دو بنگا احوال حق

(*)

موجود وجود حق سحر شے جبھے	دعویٰ انا الحق اوس سے بل کہھے
ہے عجب عجب سوز بیا ویدان	پر عید وہ حیثیت سے عین ربھے

(*)

جیو میں پو نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا؛ آستارا ہو نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
 پیو کی ذات صفت باطل ظاہر کمراد میں تو نامی نہ میاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

متلبس ہو وہ یک پیو صدا جلوہ نما	در لباس دو جہاں تھا مجھے معلوم تھا
پیو ہر بہت بجز نیست نہیں پیو کا غیر	عین ان یہ بیاں تھا مجھے معلوم تھا
پیو زمین و زمان پیو مکیں پیو مکان	پیو توں پیو ہی جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
پیو کو پیر سے پانا ہے وگرنہ تو محال	پیو توں فیض نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
پیو نے پیر کی گھونگٹ میں دکھایا جمال	یہ عجب نازباں تھا مجھے معلوم نہ تھا
پیو نے پیر نہا آپ سوا ہے ورنہ	پیو بے نام و نشان تھا مجھے معلوم تھا
میں تو سمجھا تھا مہر اپو ہے سید سجدا	سر سر دہم و گمان تھا مجھے معلوم تھا
پیر نے پیو کو ہر شے میں بتایا ہے مجھے	نہیں تو وہ پیو کہاں تھا مجھے معلوم تھا
پیو کو سجدہ کھلانے مرے تیرے کمال	پیر شہیر ضماں تھا مجھے معلوم تھا

(۶)

افراط و تفریط سے اے عارف باللہ	توحید الہی کو نگہ رکھ گے و بگاہ
--------------------------------	---------------------------------

افراط و تشریک ہے تفريط و تعطیل
 اس فوج کے درمیان وہ ایک ہے یونچون
 اثبات و موجود ہے تشریک شریعت
 توحید ہے اثبات و موجود احد کا
 ارباب یقت کئے توحید و تشریک
 تعطیل ہے عنیت اوصاف مع الذات
 اوصاف کے ذریعے کہتا ہے کوئی عین
 اوصاف میں درذات میں جو ساطع کا
 ہے غیر کی ہستی کا حقیقت میں جو اثبات
 ہر شے میں تجھے ذات خدا کی نظر آتا
 ہاں عین حقیقی حق اور غیر مجازی

اوسط رہ توحید ہواے سائر الی اللہ
 زلفین کے مابین رخ و لبس و دلخواہ
 تعطیل سے ہے نفی وجود اور صفت اللہ
 ناصد جیسے ناند ہے نہ امثال نہ اشبا
 ہے دل کا توجہ سوسے اللہ سوسے اللہ
 رکھ راہِ حق میں قدم اس سے حذر چاہ
 اثبات کمالات کا تافی ہے وہ مگر
 ہے فرق جو بولوں تو نہ ہو قصہ یہ کوتاہ
 تشریک اسے نفی کرے کافی فی اللہ
 توحید حقیقی ہے بلے باقی با اللہ
 عالم کو سمجھ پڑ نکو تعطیل میں ناگاہ

ہے معرفت اللہ میں توحید و تشبیک
یعنی کہ خدا خلق کا اور خلق خدا کا
جانے جو جدا ذات و حقیقت کو خدا کے
شہمیر کا میں اور یہ مراقب نہ میرا
واللہ و باللہ کہ میں نہیں کمالا

دیدار حق درویش غیر کسے سخن آگاہ
آئینہ تو توحید ہے اور پردہ تو شرک آہ
وہ صاحب قنطیل ہے در معرفت اللہ
العبد دانی یدہ ملک المولاء
ہے مجھ میں جو دسا ہے سوا اللہ ہی اللہ

(+)

کہہ زائد حصول کمال اب نہیں تو کب
انی قریب تجھ کو کہا جب حبیب نے
دع نفس کمال کہا تجھ کو دوست جب
جنی اسطے ہوا ہے تو مخلوق کا سما
ناحق خیال غیر میں کھو یا تمام عمر

محبوب کا شہود جمال اب نہیں تو کب
انصاف کر کہ اوس کا وصال اب نہیں تو کب
اپنی دست کے عدو قتال اب نہیں تو کب
عوفان ایزد متعال اب نہیں تو کب
چھوڑ گیا راست کہہ یہ خیال اب نہیں تو کب

تھیں یہ کیا ان زوال نہیں تو کب
 حاصل ہوئی وہ قال وہ حال نہیں تو کب
 اے غافلان وہ وقت ال نہیں تو کب
 اس محبت سے توبہ کمال اب نہیں تو کب

پانا خودی زوال خدائی کا ہے کمال
 جو قال میں حال ہے اور حال میں قال
 جب اسکو کہا ہے خدا اہل ذکر سے
 جس حق میں لایق اس بہا و تہ کی ہے

(*)

رکھا نہیں وہ کسی سر پر وہ خودی تو خودی ہے
 ہوا کی لہر کہ جس کا مطلب بیان ساری کتاب میں ہے
 خبر نہیں کہ آپ کیا ہے اگرچہ دن آتا ہے میں

کہا ہے قرآن میں سخن افریقہ سمجھو اسکو نکالیں
 وہی ہوا دل ہی ہے آخر وہی ہو غلط ہے ہاں
 مثال ہی ہے حال اپنا رہے ہمیشہ درویش

(*)

”اصول نکات علم قائم“

منزل ناسوت۔ سراہ شریعت۔ نیکو جلی

نفی	{	اثبات معبودین۔ تشریک۔ افراط
شُرک جلی		اثبات الوداد۔ توحید۔ اوسط۔
تعطیل جلی		نفی وجود و صفات حق۔ تعطیل۔ تفریط

کلمہ شریعت۔ لا معبود الا اللہ

اس ذات کو اے عباد محسود کہو | تم جس سے ہستی اوس کی نہ افزو کہو
 جس ذات اوپر وجود اوس کا زاید | بالذات کہاں سے ہو و گموجود کہو

منزل ملکوت - سراج طریقت - ذکر قلبی

نفی { توجه بغير حق - تشریک - افراط
توجه بحق - توحید - اوسط
صفت عین ذات - تعطیل - تفريط
شک خفی
کلمه طریقت - لا مقصود الا الله

منزل جبروت - سراج حقیقت - ذکر روحی

نفی { اثبات موجودین - تشریک - افراط
اثبات موجود واحد - توحید - اوسط
حقیقتی غیر اعتباری - تعطیل - تفريط
شک خفی
کلمه حقیقت - لا موجود الا الله

منزل الاهوت - سراه معرفت - نکر سہری

نفی اثبات - تشریک - انسراط
 اثبات کا اثبات - توحید - اوسط
 حق تکلمے وجود اور ذات کو جدا جاننا - تھیل - تفریط
 کلمہ معرفت - لامشہود لا الہ

(+)

کفر حق (سچا انکار) کفر باطل (جھوٹا انکار)

منزل اہا ہوت - سراه توحید - حق کو نفی

قرب نوافل لا اسرار علمی فنا علمی بقا

قرب فرائض ولاعبادہ حالی فنا حالی بقا

(مقام قرب)

قریبی بالارستی رفتن است : قرب حق از قید ہستی رفتن است

حق کی پیمائی سے جو کوئی آشنا ہوا
 بحر زلال سے جو نمک جا ہوا تیرن
 اس قول حق سے کہ فی حق نہ
 معلوم ہوئی حقیقت توحید اوس کی تیں
 جس قدر من عرف کا کھلا جس کے پیر
 جتنا قدر عرف کے معمر کو حل کیا
 جتنا فنا و محو ہوا اپنی ذات سے
 ضدوں کے جمع کا ہنر ایسے جس کے ہاتھ
 مطلق کیا جو اپنے مفید صفات ذات
 حاصل کیا جو علمی و حالی قنابت
 کرتا جو قطع پانچ رہاں چار منزلان
 وہ گم ہوا نہ بندہ ہوا نہ خدا ہوا
 وہ گھل گیا نہ ملح ہوا اور نہ ماہ ہوا
 جو حق سحوتوں نہ کس کو سمجھ مدعا
 لا رب عبد کا کہ جسے کشف عطا ہوا
 اس قدر قد عرف کا نقاب وں پہ ہوا
 اتنا اسیر حیرت و محو فنا ہوا۔
 اتنا وجود حق سے حصول بقا ہوا
 اثبات و نفی غیر حق اوس کا روا ہوا
 وہ متصف بذات و صفات خدا ہوا
 اس کو مقام کن فیکون کا عطا ہوا
 آخر مقام قرب او سے منتہا ہوا

پایا نوافل اور فرائض کے قرب کو	سری خفی کہ جس سے ادا بے قضا ہوا
ماہل کلام بعد حصول کمال کے	بندہ تو بندہ ہی ہے پر اسٹہ نما ہوا
جو وحدت الوجود بلا وحدۃ الوجود	پایا مودوں کا وہی مقتدا ہوا
شہیر سا ملا جسے صفا کمال ہے	وہ مستحق منصب قرب و لقا ہوا

(۴)

صورت و حیہ سی جبریل جو چوتھے تھے عیاں	وحیہ دراصل نہ تھے اس میں نہیں گنجیاں
عین جبریل نہ تھی صورت و حیہ لکین	غیر جبریل بھی ہونا نہیں رکھتا اسکا
صورتاً اگرچہ نہ تھی صورت و حیہ سیل	ایک معنی نہ وگر بلکہ یہاں بود یہاں
ہذا اگرچہ میرا ہے منزلیہ الذات	مکمل و صورت سے قدوس و کلام و جہاں
صورت شکل ہو لیکن تشبیہ صفات	متمثل ہوئی در دیدہ اہل عرفان
حق کہا جاوہ صورت کو نہ غیر حق نیز	جو نہ تمثیل جن جبریل کے گذرایہ بیاں

خارجی تین میں یکساں پر عینی کے حجاب	کر کے آئینہ تو ہر یک میں ہوا و سکو نگراں
یک تو پردہ ہے کشف اوس کے اسامی بسیار	جیو بدن جسم جس شخص طلل جہاں
دو ہی پردہ لطیف اوس کو ہیں جن میں انقا	برزخ و قلب سنان دل و عرش جہاں
سو بھی پردہ الطف ہے طلیف جس کا	ناطقہ روح و روحا ہے و جانغیر جہاں
ہر یک آئینہ کثرت کو ہے شامل حق کا	وحدت، فوہن احوطت و محبت سیراں
داخل پردہ بھی اس وحدت مطلق کو ہیں	تین اقسام ہیں سما و صفا و فعالاں
ذات فعل میں فاعل ہے صفت جو صوف	اسم کو آئینہ کر دیکھ مسسلی کو رواں
جمع غیریت ذاتی بہ حقیقی وحدت	سخت کل ہے کمالا نہیں امر آساں

(+)

اس شغل میں دن رات رہ میں نین بس حق موجود ہے
یہ کام کر یہ بات کہہ میں نین ہوں حق موجود ہے

دیدار مطلق ہے یہی کفّار اصدق ہے یہی
 سرانا الحق ہے یہی میں نین ہوں حق موجود ہے
 اوراد میں اجل یہی اشغال میں اکمل یہی
 افکار میں افضل یہی میں نین ہوں حق موجود ہے
 حیون شریع میں معبود و تئوں معرفت میں بود و
 ہے شرک یہ مقصود جو میں نین ہوں حق موجود ہے
 اول بھی حق آخر بھی حق باطن بھی حق ظاہر بھی حق
 غائب بھی حق حاضر بھی حق میں نین ہوں حق موجود ہے
 جب مجھ صفات و ذات نین افعال نین آثار نین
 خوش نفی ہے اثبات نین میں نین ہوں حق موجود ہے
 اوس کی مری ہے یہ شناسنظر ہوا منظر انا

اللہ بقائندہ فنا میں نین ہوں حق موجود ہے

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہے عدم

لحظہ بہ لحظہ دمدم میں نین ہوں حق موجود ہے

ظل ہے نمود سایہ اور ظل میں مظل ہے جلوہ گر

ظل میں مظل ہے معتبر میں نین ہوں حق موجود ہے

ناخاک آئے گل ہوں میں نافرص و ح و دل ہوں میں

حق ہے خدا باطل ہوں میں میں نین ہوں حق موجود ہے

کج خشک اور جسوہ کہاں کان شیر تر برہ کہاں

خود رشید کان درہ کہاں میں نین ہوں حق موجود ہے

ہونا نہیں نین ہر کتہ تین تین ہے سو ہر سو نہ کیس

جم ہے سو ہے اور نین سو نین میں نین ہوں حق موجود ہے

معلوم ہوں معدوم ہوں موجود ہوں سوہوم ہوں
 ہوں اسم بے موسوم میں میں نین ہوں حق موجود ہے
 عاری حیات و علم سے بے قدرت و بے خواست ہوں
 احوال اپنا کیا کہوں میں نین ہوں حق موجود ہے
 میں ہوں اسم شہناہے حق میں بے بصر بنیا ہے حق
 میں گنگٹ ہوں گویا ہے حق میں نین ہوں حق موجود ہے
 تھا حق نہ تھا میں اولامیں نار ہوں متقبل
 الان کما کان سن دلا میں نین ہوں حق موجود ہے
 تقلید میں نقصان ضرر شہیر سے تحقیق کر
 کہہ تو کمالا بے خطر میں نین ہوں حق موجود ہے

کشف اسم ذات لسانی ہو یا دلی
 ہے ذکر قلب شغل مسی امر و راہ
 آثار و فعل و صف اپنی نظر نکال
 جتنا ہے وہ نظریہ تجلی و استتار
 غالب محجب کہ یاد بسر دور ہو ترا
 مانع نہ کوئی شغل بشر اوں نظر کے ہو
 من حیث ذات کل خالق ہو عین حق
 کہ غیر وہم اور ترا کیا حجاب ہے
 کامل کسی طبیب و حارت کی کہا دوا
 اول پس کو بوجھ کما ہی جو تو ہو کون
 ارض سما و جبال کے انصاف عیوالم سے

کہتے ہیں اہل کشف یقین کو سترین سطحی
 کہ مختفی پس کو اسے دیکھ مخفی
 رکہہ بر وجود ذات اگر مرد و اسلی
 کہتے ہیں ذکر روحی شہود اس کو سب دلی
 میری دہی ہے دیکھ تو اذ عین کاملی
 تو ہے خفی اے ساک ساک نبی علی
 ہر شے میں اس کو دیکھ کے رکہہ اس کشا غلی
 تو اوں کے جدا نہیں ہے جزئی سے جیون کلی
 تا ہو و پل میں دور تر اور داحولی
 خلاق خلق تجھ کو کیا ہے خلقت لی
 افضل کیا ہے ظلم ترا اور جہلی

ظالم ہوا اپنے نفس پہ جاہل ہو غیر سے	تا ہووے ظلم عادل و جہل عاقل
کائن ہو حق سے اور ہو بائن تو اکبر	اس جد و جہد پہ نہ کر قصہ و کار علی
شہید و شہید گریہ جب دل کا اُمینہ	کیتا ہے رنگ غیر سے صافی و صیقل
دیکھا جمال حق کو تب اس میں کمال	درین بے چگونگی و بے تمثلی

(+)

محو و محو و فسق و جمع و جمع جمع	چونکہ دانستی شدی تو شمع جمع
محو چہ بود خویش تن کردن فتا	صحو چہ بود یافتن از حق بقا
از من و مائی بکلی شوق فتا	گر ہمیں خواہی کہ تا بد آن فتا
فرق چہ بود غیر را انکاشت	جمع غیرش را عدم پنداشت
صاحب تعطیل اہل جہنم و ان	کوندید از حق دریں عالم نشان
ہر کہ گوید نیست کلی ہر سچ غیر	در یقین اوست مسجد عین دیر

صاحب جمیع ایش و ش نیست فرق	جان او در بحر وحدت گشته غرق
جمع جمع است اینکه خود گوید عیال	در مرا یا بی همه فاش و نهان
عین خواند هر چه آید در نظر	باز غیرش خواند از وجه دیگر
صاحب این مرتبه کامل بود	زانکه این آن هر دو را شامل بود
صحو آید محو و فرق بود جمیع	جمع جمع است بشمار داری ستیع
جمع جمع آمد مقام عارفان	نیست زین علی کمال کا طمان
مشهد اهل کمال این شهید است	قید هست و نیست عین نبی شدت
چشم بینا هر که دارد در جهان	از پس هر ذره حق بیند عیان
هر که در صورت بود خیر و شر	دوست بیند او بود صاحب نظر
زانکه هر چه در جهان دارد ظهور	هست او را بهره از ظلمات نور
هر چه دارد در جهان نقش وجود	دو جهت در وی توان پیدا نمود

آن یکے صورت دگر محسنے بود	ہر چہ گوئی غیر ازین دعوائے بود
از رہ صورت نماید غمِ دوست	چون نظر کردی بمعنی جملہ اوست
حسن لیسے را باید بے گمان	دیدہ مجنون کہ تا بید عیان
روئے عذرا کے براندازد نقاب	تا بید دیدہ دامتق پر آب
عاشق و معشوق غیبا ز یاد نیست	در حقیقت غیر او دیار نیست
فہم و دانش کو کہ تا گویم سخن	پر کنم جام و سبوا ز بادہ من
پردہ بردارم ز اسرار یقین	فانش بتایم بہ عالم یوم دین
و انما یم ہم درین جا سن عیان	آنچہ موجود است در دار جہاں
دیدہ کوتایا بید او عیان	گوش کو تا بشنود راز نہاں
چون ندیدم ہیچ محرم در جہاں	لاجرم دارم نہاں اسرار جان
یار نہاں است در زیر نقاب	ہمچو دریا کو نہاں شد در حجاب

پرده بردار و جمال یار بین
 نیست گردان چهره موہوم را
 خار و گل نگیر کہ از یک شاخ دست
 گر بصورت گل نماید غیر خار
 گر بہ گویٰ خار و گل صد مہند
 و رہی گویٰ کہ خار و گل یکیست
 مرد عارف ہر چہ می گوید رواست
 چون نداری ذوق عرفان آفتہ
 ہر چہ بنود مر تر اسکر مشو
 بر تر از فہم و خیال ما و تو نہ
 تو نداری ذوق ارباب صفا

دیدہ و اکن چہرہ اسرار بین
 پرده بکشاشاد معلوم را
 آتش و پیش تو این معنی درست
 خار و گل عین است از اصل و تبا
 ہم بوجہ این سخن باشد پسند
 عارفان را کہ دریں معنی شکست
 عارف ارگوید جواب این ہم خطاست
 قول رندان دانشو لا شک فیہ
 صدق آور تاکہ رہ یابی بدو
 ہست عاشق را ہزاران گفتگو
 گشتہ زان ہنکر اہل خدا

تائیل اول قیامی هم مشو	آیت لایحه تله از حق شنو
دوق عاشق از مقام دیگر است	سیر عشق از فهم و عقلت بتر است
هر یک در خور و خود و بهره یافت	مهر و لیش بر همه ذرات یافت
کرد از مهرش نبات استادگی	دید از قهرش جماد افتادگی
گشت انسان منظر نوع صفات	یافت حیوان بهره زو حسن نبات
هر چه بود از و س از و پیدا نمود	منظر کاش بجز انسان نبود
یافت فیض بحکم دادگر	باز هر صفت شد از نوع دیگر
لیک هر یک در خور خود یافت	گر چه این خوب بر همه یکسان یافت
هم بخت در روزنه افکنند تاب	در درون خانه نور آفتاب
تا شود این خانه پر نور و ضیا	روزن از هر سو کش این خانه را
پر شود خانه ز نور آفتاب	سقف و دیوارش اگر سازی خراب

چون حجاب نور حق دیوار است	نیست کن خود را که این هستی خطاست
گر تو ذوق نیستی دریافتی	در قضا و واسطه خوش نشأتی
من نمی دانم که تو در چیستی	چون نوشیدی تو جام هستی
چون تو برخیزی نماز من می	هر دو عالم پر از خود بینی همه
از چه در ما و منی چسبیده	مرز منو تو گویا نه شنیده
چون تو از هستی خود بر رفتی	در صفای صرف بزم آراستی
چون نه گرد کشف این حالتی	کے شوی واقف ز کمن خود بگو
پرده خود از میان بردار زود	تا عیان بینی بروئے یار زود
شد حجاب ذات اسماء و صفات	پرده اسم و صفت شد کائنات
تا تعین بر نه خیزد از میان	حق بود پنهان نشاید شد عیان
کشف در معنی بود رفع حجاب	بود تو آمد بروئے تو نقاب

چهره معنی نهال در صورت است	معنی صورت نقاب حدت است
چسبست ازل کشف دو بداند چهل	آنکه بیند روئے جانان اوعیان
دین تعین شد حجاب رُجوع دست	چونکه بر نیز و تعین جمله اوست
اسخه تو جو یائے آفی روز و شب	در توئی شد اوعیان اے بوالحب
چون دلت صافی شود از جمله این	پرده ماد تو بر خیزد زمین
نیست گرد و صورت بالا و پست	حق عیاں گردد نقش هر چه هست
جمله اسرار جهان منصور وار	دانشا گویاں انا الحق آشکار
پنجه سپندار را از گوش جان	گر بر آری بشنوی گفتار شان
آئینه جان را مصفا کن ز زنگ	تا نماید روئے جانان بیدنگ
گر بقائے یار داری آرزو	دل بود دل آئینه دیدار جو
آئینه دل صاف کن از هر عیار	تا عیان به نماید رخسار یار

<p>دل مصفا کن ز زنگ غیر دوست تا عیان بینی که هستی جمله دست</p>	<p>سُدر راه تو توئی آمد بدان ورنه خود پیدا است در کون مکان</p>
--	--

(۴۷)

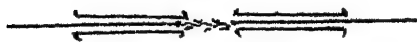
<p>از کمال و اصلان ارشاد است خود فراموشی نه کار هر کس است</p>	<p>در جهان آنانکه بیهوده اند ز فرمود تو قبل مو تو بهر حلیت</p>
<p>هر که خود را گم کند از حق بر است و اصلان حق بهمین اهل حق اند</p>	<p>مرگ این نبود چو جان از تن رود تا بیکه باشی تو محبوب خودی</p>
<p>بلکه زین مرگ از تو ما من رود چونکه گفتی بنده ام سلطان شوی</p>	<p>در حقیقت ما من سدره است من نه گوید هر که از حق آگاه است</p>

از خمارا و من هر که برست	وز شراب وصل جانان گشت
کے مقید و اصلا ان حق شود	عارف حق آن بود کو حق شود
در میان بنده و بین خدا	تے زمین آمد حجاب و نسما
بلکہ این ما و منی آمد حجاب	رود برداری بہ یا شمی کامیاب

(۴۴)

خورشید رخت چو گشت پیدا	قدرات دو کون شد ہویدا
مهر رخ تو چو سایہ انداخت	زان سایہ پدید گشت اشیا
دریا ئے وجود موجزن شد	موج بہ فگند سوے صحرا
این جملہ چہ بود عین آن موج	و ان موج چہ بود عین دریا
ہر چیز کہ ہست عین کل است	پس کل چہ بود سر اسرار جزا
اجزا چہ بود مظاہر کل	اشیا چہ بود ظلال اسما

خورشید چہ بود فلور خورشید	خورشید جمال ذات والا
صحرا چہ بود زمین و امکان	کانست کتاب حق تعالیٰ
اے مغربی این حدیث بگذار	سرد و جہاں مکن ہویدا



اصول نکات علم حقائق

مراعات آفاق

(۴)

واحدیت	وحدت	احدیت
شهادت	مشال	ارواح
ذات مطلق	نقطه	گنج مخفی
عرفان	وجود	عشق

مراعات باطنی

روح	دل	نفس
قوات	نور	سر

مرتبہ آفاق

(+)

احدیث۔ ایک ذات قابل محض بلا صفات اعتبارات
میں حیث الظہور و کلا من حیث البطون۔

وحدت۔ ایک ذات قابل محض اوس کے چار اعتبار۔

وجود۔ علم۔ نور۔ شہید

(وحدت۔ ازل۔ انیت۔ حقیقت محمدی کو کہتے ہیں)

احادیث
اسماء حقیقت انسانی { ایک ذات قابل محض با اعتبارات۔

تفسیر آیات متہ

واجب الوجود ذات خدا کی ہے۔ ممکن الوجود الوجودات میں سے

جب تک علم الہی میں ہیں۔ ان کو معلومات۔ اعیان داخلی اور خارجی
 عالم کہتے ہیں۔ اور ظہور میں آنے کے بعد اعیان خارجی۔ اعیان خارجی
 کا نام کائنات اور عالم بھی ہے۔ پس جو کچھ محض ذات الہی سے تعلق
 رکھے۔ اس کو مراتبہ الہیہ کہتے ہیں۔ جیسا صفات اور اسماء۔ یہہ
 ہمیشہ ہر حال میں ہر مرتبہ میں مثل ذات کے قدیم بے عیب پاک
 منزہ و مقدس ہیں۔ اس کے تین مرتبہ ہیں۔ اس تین کے بعد
 ظہور کائنات ہے۔ اس کو مراتبہ کونیہ کہتے ہیں۔ اس کے بھی
 تین مراتبہ ہیں۔ اس طرح جملہ چھ مرتبہ ہوئے۔ ذات ابتدائی
 مرتبہ لائقین۔ دوسرا تعین اول۔ تیسرا تعین ثانی۔ یہ ہرگز ذات
 کے مراتبہ الہیہ ہیں۔ بعد اس کے مرتبہ روح۔ مرتبہ مثال۔ مرتبہ
 ان سب کے بعد مرتبہ انسان ہے۔ مرتبہ لائقین کے سوائے تیسرا

تک چھ منزل ہوئے۔ اس کو منزلات ستہ کہتے ہیں۔ مرتبہ انسان
مرتبہ جامع ہے۔ یہ مرتبہ سب مرتبوں کا اخیر ہے۔ اس کے سولے
مرتبہ تعین اول سے مرتبہ جسم تک پانچ مرتبے ہوتے ہیں۔ ان کو
حضرات خمسہ کہتے ہیں۔

فائدہ۔ منزل اس کو کہتے ہیں کہ ایک شے اول آپ
جس مرتبہ میں ہے اوسی مرتبہ میں باوصاف خود قایم رکھ کر دوسرے
مرتبہ میں ظہور کرے مثلاً شخص اور سایہ۔ عکس اور شخص۔

ذات الہی شانہ کو اس بات کے نظر کرتے کہ ذات مطلق
و بے قید ہے۔ نہ معنی نہ اسماء اور نہ صفات کا قید اس کو لگا
سکتے ہیں۔ اس وقت ذات مطلق کو ذات سازج۔ مجہول المنعت۔
غیب الغیب۔ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرتبہ عقل کی حد سے دور ہے۔

اس مرتبہ میں بہت محض کہنے کے سوائے دوسرے کسی قسم کی
 پہچانت ممکن نہیں۔ اس مرتبہ کو مرتبہ لائقین اور مرتبہ اہدیت بھی
 کہتے ہیں۔ مثلاً تم نے ایک اجنبی شخص کو دیکھا ابھی اوس نے
 نہ تو تم سے بات کی نہ ہنسنا نہ کوئی حرکت کی اور نہ کچھ اشارہ کیا اور
 نہ کوئی اپنا کمال ظاہر کیا نہ نام و نشان ظاہر کیا تو تم بھی بیان کر گے
 کہ ایک فرد بشر ہے۔ مگر کوئی اس کے صفات اوس کے اسماء یا
 اوس کے کمالات کو بیان نہ کر سکو گے نہ معلوم کہ منہدی ہے یا عجمی
 یا رومی۔ یہی معلوم ہے کہ بہت ہے نیست نہیں۔ لیکن اوس کی
 کنہ یا حقیقت سے واقفیت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرتبہ لائقین کا
 یہی حال ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے صفات و اسماء اس مرتبہ میں
 ایسے پوشیدہ تھے جیسے شجر تخم میں اوس کا کتنہ وہی جانے جلائی

ذات اور انہیت کو اپنے پہ جلوہ گر فرمایا اور بطریق اجمال کے اپنے صفات اور اسماؤ پر نظر کیا۔ اس کو مرتبہ تعین اول و مرتبہ وحدت و مرتبہ برزخ کبریٰ اور حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ جب اپنے اسماؤ اور صفات کے تمامی کمالات کو اپنے علم میں بالتفصیل پایا مثلاً نقاش جس طرح اپنے ذہن میں نقوش اور تصویرات کا نقش مفصل خیال کر کے دیکھتا ہے تو تمام نظر آتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ تمام کائنات کا حال اول سے آخر تک جز سے کل تک اپنے علم میں ملاحظہ فرمایا۔ جو جو نقوش کہ علم الہی میں ثابت ہوئے ان کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔ جیسے کہ کاتب کے علم میں حروف ہیں۔ اگرچہ تمام عالم کے حقائق یہی ہیں۔ لیکن خود بخود خارج میں ظاہر نہیں ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ نقاش کے ذہن میں جو نقش ہے وہ بجا لہرھکر

رنگت یا سیاہی کے لباس سے بعینہ وہی نقوش خارج میں آتے
 ہیں۔ حاصل مدعا یہاں تین مرتبے ہوئے جن میں اہمیت کے
 سوائے اور کچھ نہیں یعنی عین ذات ہے کسی وجہ سے غیریت کا لفظ
 نہیں آیا اس مرتبہ آخر کو واحدیت کہتے ہیں۔ بعد خداے جلّ جلالہ
 نے اپنی حکمتہ بالغہ سے اپنی ذات و صفات کا ظہور خارج میں
 ہونے کے واسطے روح کو پیدا کیا یہ مخلوق اول ہوا۔ یہاں سے
 دہائی کا نام آیا۔ بعد اس کے مثال اس کے بعد جسم اعنی۔ عرش۔
 کرسی۔ افلاک، عناصر۔ موالیہ ثلاثہ یعنی جماد۔ نبات۔ حیوان۔ ان
 تینوں مرتبوں میں داخل ہیں کائنات یہی ہیں۔

قاعدہ :- مرتبہ لائقین کنہ ذات کا مقام ہے دیاں ملائک و
 مقربین و رسل کی عقل عاجز ہے کیونکہ حقیقت واجب کا مرتبہ ہے

ممکنات سے کوئی بھی اوس کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں
مرتبہ تعین اول سے تعین ثانی تک حدیث ہے کہ واقف ہو سکے
اس واقفیت کا نام علم وحدت۔ علم حقائق واسرار ہے۔

ذکر

متحد بودیم باشاہ وجود حکم غیریت بکلی محو بود
”سبحان اللہ! ولکم مَعْنٰ شَیْءٌ“ یعنی اول فقط ذات پاک
اللہ تعالیٰ کی تھی اور کوئی چیز اوس کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ اوس کے
صفات کا ظہور بھی نہ تھا اگرچہ ذات میں تمام صفات موجود تھے مگر
جوشل استغنائی کے سبب اپنے میں آپ مشغول رہنے سے اپنی صفات

اور غیر کی ذات کے طرف توجہ نہیں فرمایا۔ ہر چیز کہ حیاتِ علم
 ارادہ۔ قدرتِ سماعت۔ بصارتِ کلام وغیرہ تمام صفاتِ قدیم
 جیسی کہ اوس کی ذات کے ساتھ موجود تھیں۔ اسی طرح ذوات
 عالمِ ممکنات صفتِ علم میں مندرج تھیں۔ مگر ظہور نہیں رکھتی
 تھیں۔ جیسا کہ تخم میں شجر ہے یعنی تخم کے باطن میں اگر شجر
 پوشیدہ نہ ہوتا تو اوس کو زمین میں بونے۔ یہ شاخ و برگ و گل
 و ثمر کہاں سے ظہور پاتے۔ پس ذاتِ حق اپنے مشاہدہ میں آپ
 ایسی مشغول تھی کہ ملاحظہ صفات کی گنجائش نہ رہی۔ اگرچہ صفات
 بھی قدیم ہیں لیکن ظہور اوں کا بہ نسبت ذات کے بعد ہے۔ غرض
 کریں تو ذات و صفات ایک اعتبار سے واحد ہے۔ اور ایک
 رو سے جدا۔ جیسا کہ آفتاب اور اوس کا نور ایک ہی شے ہے۔

لیکن ایک رو سے آفتاب کو آفتاب کہیں گے۔ اور نور کو نور آفتاب
 حاصل مدعا یہ ہے کہ اس مرتبہ کو جبکہ ذات میں صفات مندرج
 تھے۔ غیب الغیب۔ غیب ہوت۔ غیب مطلق۔ مرتبہ احدیت۔
 مرتبہ لاتعین۔ مجہول الکلیفیت۔ منقطع الاشارات۔ کہ ذات۔
 ذات بحت۔ ذات سافج اور ذات مطلق کہتے ہیں جبکہ
 ذات حق تعالیٰ کی اپنے آپ ظہور فرمائی تو انا ظاہر ہوا یعنی
 میں ہوں کہا۔ اس مرتبہ کو تعین اول۔ مرتبہ وحدت برزخ
 کبریٰ حقیقت محمدی اور تنزل اول کہتے ہیں۔ یہاں جلے غور
 کہ مرتبہ احدیت میں سوائے ایک ذات بحت کے کوئی اعتبار
 نہ تھا۔ اس مرتبہ وحدت میں چار اعتبار پیدا ہو گئے۔ وجود عظیم۔
 نور۔ شہود۔ کیونکہ اول انا کہنے کے لئے ذات کا وجود ضرور ہے

دوسرے اپنے ذات سے آپ خبردار ہونے کے بغیر ان اعداد
 نہیں ہوتا۔ لہذا ذات کو اپنی ذات کا علم ہونا ضرور ہے تیسرے
 اپنے اوپر آپ ظاہر ہو تو ذات کو اپنی ذات کا شہود حاصل
 ہوا۔ چوتھے اپنے آپ پر ظاہر ہونے کے لئے نور درکار ہے کیونکہ
 ظلمت مانع ظہور ہے۔ پس یہ چاروں اعتبارات محض ایک
 ہی ذات کے فرض کئے ہیں۔ لہذا ان میں کسی قسم کی غیریت
 ملحوظ نہیں کیونکہ یہاں ایک ہی ذات موجود ہے۔ علم بھی ذاتی
 ہے۔ ظہور و نور بھی ذاتی ہے۔ اس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنے
 کمالات کا علم جمالی ہے۔ یعنی یہاں بطریق اجمال کے جانا تفصیل
 کمالات کی دوسرے تعین میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ وحدت کے
 مجلی علم کا نام شہوات ہے۔ مرتبہ ثانی کے سلوات منفصلہ کہلائے

اعیان ثابتہ ہے جب ذات الہی اپنے علم کی تفصیل کی طرف
 متوجہ ہوئی نتائج علم قدیم یعنی معلومات جوازل سے علم کے ساتھ
 رکھ کر علم میں پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے مثلاً ہم اگر اپنے علم کے
 طرف متوجہ نہوں تو ہم جو جوبات کہ جانتے ہیں۔ اور جس جس چیز
 کی سمجھ رکھتے ہیں پوشیدہ رہتی ہے۔ جب اوپر ہم خیال کر کے
 تفصیل اپنے خیال اور حافظہ پر نظر کرتے ہیں تو تمام علوم جمع
 حالات جملہ کیفیات آنکھوں کے روبرو ظاہر ہوتے ہیں نقطہ تفصیل
 متوجہ ہونے کے اور خیال کر نیکی محتاج رہتے ہیں۔ اسی طرح متر
 تعین اول میں ذات جب تفصیل علم کی طرف توجہ فرمائی
 ذات کے جمیع صفات ظاہر ہوئے۔ جب اس کی طرف توجہ فرمائی
 اس کے معلومات از جز تا کل۔ اس کی قدرت کی

ظہور پائی۔ اور اس کے تمام مقدرات ثابت ہوئے۔ اسی طرح
 ہر صفت اور ہر اسم کے مظاہر صاف و صریح و مفصل ظاہر ہو گئے اور
 حق تعالیٰ نے معائنہ فرمایا۔ اس مرتبہ کو تیسری ثانی۔ مرتبہ احدیت
 مرتبہ الوہیت۔ مرتبہ ثانیہ۔ تنزل ثانی بھی کہتے ہیں۔ اس
 مرتبہ کے معلومات مفصلہ اعیان ثابۃ ہیں۔ یہ اعیان ثابۃ
 تمام ممکنات کے حقیقتان ہیں۔ یعنی ہماری حقیقت جو علم الہی
 میں ثابت ہے وہ عین ثابۃ ہے۔ علم الہی میں ہم جس طرح تھے۔
 اسی طرح پیدا ہوئے ہیں۔ سرور اس میں کمی بیشی ممکن نہیں ہے۔
 تشریح کے ذہن میں طرح طرح کے نقوش خواہ حیا کی صورت
 خواہ جسمانی۔ بل بوتے پھول پھل کے ہزار ہا کیونکہ
 نقوش ہستہ۔ اصل بود وجود نہیں۔ فقط نقوش

وجود سے قائم ہیں۔ جب نقاش اپنے ذہنی نقوش کا ظہور چاہتا ہے تو کسی چیز پر رنگوں سے وہی نقش ظاہر کرتا ہے گویا وہ نقوش باطن سے ظہور میں آیا۔ اور عدم کے سہی پایا جیسا نقاش کے ذہن میں تھا بعینہ وہی ظاہر ہوا اور موقوف نہیں۔ نقوش خارج میں آنے سے ذہن نقاش میں کسی قسم کا تغیر و تبدل و خلوا لازم نہیں آتا۔ بلکہ وہ نقش اول جس طرح تھا اب بھی نقاش کے ذہن میں باقی و ثابت رہتا ہے۔ باوجودیکہ اس کا مثل خارج میں بھی

ظہور کرے گا۔ پس مخالفت عالمی ہے۔

الحاق
نہایت

جس طرح کی تھی۔ معطی مطلق عالم شہادت میں اویسی طرح اویس
کو عطا کرتا ہے۔ یہاں شکوہ ہے تو انجی عین کی قابلیت کا شکوہ
ہے۔ معطی کا شکوہ بجا نہیں۔ کسی کا ظرف بڑا ہے تو زیادہ پانی پا
اور ظرف چھوٹا ہے تو کم۔ اگر ظرف پاک ہو تو پانی پاک رہے گا۔
اگر ظرف نجس ہے تو پانی نجس رہے گا۔ بہر حال شکوہ اپنے ظرف کا ہے
دریا کا شکوہ بجا ہے بلکہ شکوہ کی گنجائش ہی نہیں۔ جو نادان شکوہ کرے
حقیقت کا رے نا واقف ہے۔ کیونکہ اعیان اور قابلیت (صفات)

کے ذات ہے تب

نہیں

کا

دراچ کہ

معلوم جدید ہونے سے اوس کے آگے ذات کو جہل لازم آتا ہے خود بائید
 دوسرے یہ کہ قدیم ذات میں حادث شے داخل ہونا ضرور
 ہوتا ہے۔ در حالیکہ یہ ہر دو امور مسائل شرعیہ و مستحقات محققین
 سے بھی باطل ہیں۔ کائنات اگرچہ آزادی ظہور کی حادثہ ہے
 لیکن ماہیات اوس کی علم الہی میں قدیم ہیں۔ ماہیات معلومات
 و حقائق و کائنات اور اعیان ثابتہ کا ایک ہی مفہوم ہے۔

خدا ایتعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ عالم کو پیدا کرنے سے

خصوص انسان کے ظاہر ہونے سے اپنا ظہور کامل ہو لیکن کو بواسطہ
 عناصر بعض کو بلا واسطہ عناصر پیدا کیا۔ اذ انا اس ادا اللہ
 شئی فیقول لہ کن فیکون یعنی جب چاہتا ہے اللہ کسی شے
 کو پیدا کرنا پس کہتا ہے اوس کو ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اس

معلوم ہوا کہ جب خدایتعالیٰ اپنے علم میں موجودہ اشیاء کو
 ظاہر ہونے کا حکم دیتا ہے تو وہ ظاہر ہو جاتی ہیں وہ کس طرح
 ظاہر ہوتی ہیں۔ اون کا پہچانا کمال نازک امر ہے۔ بہرہ کی
 سمجھ میں آنا نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ یہ سریرِ بوسیت ہے ہاں
 کسی کو حوصلہ ہو تو اپنے مرشد سے پائے۔ مراقبوں کا خلاصہ
 اسی امر کی دریافت ہے۔ اس سے فنا کے درجہ کو جلد میسر ہو چکا ہو
 حضرت مرشدی و مولائی شاہ کمال الدین کرم کند دی فرماتے
 ہیں ہے اعیان کے ہے لباس سے سچی تری عیاں جو جیوں صورت
 ظروف سے جلوہ تراب کا۔ اب اس قدر معلوم کرنا ضرور ہے کہ اب
 تک جو بیان ہوا وہ تین مرتبوں سے متعلق تھا۔ یعنی مرتبہ لائقین
 وہاں نہ تعین کا قید نہ تنزل کا۔ نہ کوئی اعتبار قیاس کیا جاتا

نہ کسی قسم کا اشارہ ممکن ہے۔ تنزیہ محض ہے۔ ذات قید علم سے
 بھی بری ہے۔ علم بھی ذات پر احاطہ نہیں کیا۔ دوسرا اور تیسرا
 مرتبہ تعین اول اور تعین ثانی ہے۔ تعین اول میں علم ذاتی ہے
 اور تعین ثانی میں علم صفاقی ہے۔ لہذا مرتبہ آخر میں ذات
 لانہایت صفات لانہایت پر محیط ہے۔ لہذا ذات قید علم میں
 آئی تعین علمی ثابت ہوا۔ تعین و تنزل و تقیہ و تجلی کا ایک ہی
 مفہوم ہے۔ ان تینوں مرتبوں میں سوائے ذات کے دوسری
 کوئی چیز کو ظہور نہیں ہے اور یہ مراتب الہیہ ہیں۔ جب کائنات
 کو پیدا کرنا چاہا اول ارواح کو پیدا کیا۔ تعین عینی ہے یہاں سے
 دروازہ غیریت کا کھولا۔ یعنی ماسوی الہ کا ظہور ہوا۔ خدا اور بندہ
 کہنا شروع ہوا۔ بعد ارواح کے عالم مثال ظاہر ہوا اور اس کے بعد

عالم اجسام۔ یہی ہیں مراتب تعین کونینہ۔ ان تمام کا جامع انسان

ہوا۔ مراتب الہیہ و مراتب کونینہ تمام اس میں جمع ہوئے

بیائے طالب جو یائے دلدار

کہ نقطہ در مراتب کرد حرکت

برآمد صورت پر کار دوار

(۳۰)

رو بتاب از جسم و جان را شاکن

تو مکانی اصل تو در لامکان

این دکان بر بند و بخت آن کا

(۳۱)

اولی و ہسم در اول آخری

تو محیطی بر ہمہ اندر صفات

باطنی و ہسم در او دم ظاہری

وز ہمہ پاکی و مستغنی بذات

(۳۲)

ذکر خدا یہی ہے خودی کو بکمال
 جینا یہی ہے اپنی ارادات سے مرکمال
 کہتے ہیں زہد ترک کو دنیا کے لیک میں
 کہتا ہوں حسنی اس سے پسندیدہ ترکمال
 دنیا تری نہیں جو کرے اس کو ترک تو
 تیرا جو کچھ کہ ہے تو اسے ترک کرکمال
 گر پوچھتا ہے مجھ کو ترا تجھ میں ہے سو کیا
 تری خودی ہے تجھ میں سن اے بے خبرکمال
 مے تری خودی کا تجھے بولتا ہوں سن
 خالی ہے وہم غیر نہ چیزے و گرکمال
 مذہب میں بے خودان خدا وان کے یہ خودی

ہے کفر لکبہ کفرستی ہے تبرکمال
 ورنہ خودی خدا کو ہے لایق کہ ہست ہے
 ہے ہست کی خودی صفت ذات برکمال
 ایمان سمجھ تو سانچ کو اور کفر جھوٹ کو
 باطل میں حق میں فرق کا ہے گزہر کمال
 ہے جانا نہیں کو نہیں ہے کو پوچھنا
 نین راست ہے دروغ کرا سجد کمال
 اور ہے کو ہے تہیں کو نہیں بولنا ہے سانچ
 انصاف کر بصر سے بہا کر نظر کمال
 پس ہے سو حق ہے مین سوا لے لینے اوٹ کفر
 وحدت کے بحر کا یہ حق ہے گہر کمال

رکہہ اپنے دل کے درج میں کر دج اس حجت
 ست بیچنے لجا یہ گھر گھر بگھر کمال
 رہ دو قدم ہے نفس عدد پہ رکہہ یک قدم
 دو جے قدم کو دوست کے کوچہ میں کمال
 شہمیر کے سخن کو نتو بھول یاد رکہہ
 ذکر خدا یہی ہے غدی کو بکمال

(۴)

اپنی ہستی میں نہ محتج ہے کسی اصل موم لے ہاتھ میں اور غفلت سوزی کمال انفکاک اس کو نہیں اس سے مجوز قطعاً ورنہ ہر شے سے ہوتا ہے تجلی فسرما	موم کی ذات ہے موجود و وجودی مثلاً نرمی موم سے موجود ہے اما ذہنی موم کو ذات سمجھ اور صفت نرمی کو موم سکھوں کو دکھایا صفت نرمی کو
--	--

سوم موجود وجودی ہوا نرمی ذہنی
 لوگ موجود وجودی سی کر قطع نظر
 سوم موجود وجودی نہ اشکال ایک
 بلکہ موجود ہوا ہے فی الواقع سوم
 سو و تنزیہ کوئی اگر جو کر نسبت سوم
 اور اضافت جو کر سوم کی تشبیہ
 شکل اعیار سے خود سوم کیا گر چہ ظہور
 نہیں موجود مقصود مگر کثرت خلقت
 خلقت کو صوفیہ موجود کہیں حق کو جو
 پس یقین بوجہ کہ در عالم ہستی وجود
 یہ تمامی تھا بیان وحدت کمال

کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا
 کریں موجود اضافی کے طرف چشم کو و
 سوم کی ہستی سے اشکال میں موجود بیا
 ذات اشکال برابر عدم ہست نما
 گر کہیں سوم کے تیس خالق اشکال کیا
 عین اشکال وہی سوم کہیگا نہ سوا
 یاں وجود اور ہی موجود و گرائے انا
 حق مطلق ہی عبارت بوجود کیا
 ایک ہستی سے دو موجود ہی کہنا ہوا
 کوئی نہ موجود ہے جز ہستی مطلق ابد
 لیکن روئے حقائق ہی حق خلق خدا

اول ہو فنا اپنی پیدا رکی ہستی سے
 ایک ذات الہی کو جب شہادتین
 یک شخص نمایان لک عکس کی کسوٹیں
 ایک ہستی مطلق ہے یا انواع ظہور خود
 جب جلوہ نما ہو دے چند بدن مطلق
 اول تو نہ تھا عالم آخر بھی عدم ہے
 ممکن ہے وجود خلق اور ذات خدا واجب
 عنیت و غیریت رب عبد میں کر ثابت
 باکون و دوئی کر گم اغیار کی ہستی سے
 من بعد بقا حاصل کر یار کی ہستی سے
 بس یار نہ قابل بسیار کی ہستی سے
 پھر پوچھو معنی اسرار کی ہستی سے
 موجود ہی کر توبہ اغیار کی ہستی سے
 ذرہ نہ رہے باقی مہیار کی ہستی سے
 بے یو و نمایش ہے جون دار کی ہستی سے
 بالکل تو نہ ہو منکر آثار کی ہستی سے
 باکون و دوئی کر گم اغیار کی ہستی سے

یک اول و یک آخر یک باطن و یک ظاہر
 کر توبہ کمال الدین دو چار کی ہستی سے

بوصف ضدیت جو غیر شے کو عین نا جانے
 خدا کی معرفت کا راز وہ نادان کیا جانے
 تری جبران میں وصل اور وصل میں ہجر اس کو پاتا ہوں
 جو ہو خود سے قناتجھ سے بقایہ مدعا جانے
 ہوئے پر ہیز سے دو چنڈ اور صد چنڈ درماں سے
 یہ بیماری کی بیچارہ فلاطون کیا دوا جانے
 نہ بخلا دیدہ عرفان سے جس کی پردہ غفلت
 ترا دیدار وہ کیا دیکھ جانے کیا دکھا جانے
 حقیقی عینیت اور غیریت نا بوجھ کر خود کو
 کوئی ملی خدا جانے کوئی مشرک جدا جانے
 نہ وہ دے بے خودی اور با خدائی پیر میں حاصل

بغیر از کیف کوئی مستی کی کیفیت کو کیا جانے

کہاں ہے مدعی کو حال خالی قال سے حاصل

جو گزری رات پروانہ پہ کیا مرغ صبا جانے

تصور عقل ہے جاناں کہ زاپہ حیر کی خاطر

ترے کوچہ سے کر کر کوچ جنت کو چلا جانے

کہاں جاتے کمال اللہ کی بندہ منائی کو

مگر شہیر سا کوئی بندہ اللہ نما جانے

(۰۰۰)

وہ تصوف نہیں تصلف ہے

جس کے تئیں شرع و تکلف ہے

بے تشفع ہے بے تخلف ہے

بے تفقہ جبے تصوف ہے

کیوں خلیفہ رسول حق کا ہو

مذہب حق کا جو کوئی مختار

سب سے اول جو حق نہ ہو مشہور	معرفت نین ہے بل تعرف
مہجصولی حضور ہی آخر کار	گرچہ آغاز میں تکلف ہے
وہ ہے عبد عزیز رب عین	مصر عرفان کا جو کہ یوسف ہے
نقد دیدار حق ہے عارف کو	گرچہ زہاد کو توقف ہے
یہ سخن باوجود بے عملی	پیر شہمیر کا تصرف ہے
ایک نکتہ ہے اس کے میں کافی	گر کمالی کوئی تراکف ہے

(۶)

کہتے جو وجود پر مقدم ہے عدم	کچھ نور نہیں سمیں سراپا پر ظلم
ہے مرتبہ غیب ہویت سے مراد	جان ہرزہ عبادت و اشارت باہم

(۶)

عبد رب ہے سو کچھ عجب ہے اسے	ایک رب ہے سو کچھ عجب ہے اسے
-----------------------------	-----------------------------

منتخب ہی سو کچھ عجیب ہے

کل شے منظرِ راتم ہے دلے

(*)

بہر وجہ کمال اس سے ظاہر تر ہے
آئینہ حجاب کیوں ہوا ہے۔ ہر ہی

یا آنکہ خدا بصورت ہر شے
حیرت، خلق بین و حق نابین کو

(*)

مولے کے بھی مرتبہ کو ہو عبدِ رسا
باصنی انصاف بتدہ بہ خدا

جیوں جبکہ مرتبہ کو چھو نچا مولے
یہ حاصل انصاف حق بابت د

(*)

جبریل کو ہونا متمثل جائز
کیوں قادر ذوالجلال ہوئے عاجز

بر صورت وحیہ و عرباے عاور
کہہ صورت خلق سے نہائش کرے

(*)

منقاد ہیں اوس کے امر بجا دی کے
سا لوگ ہیں اسکے سلک شادی کے

ہیں سب رہے تقسیم پر پادی کے
مگر نہ ضلال صرف کے وادی کے

(۳۰)

جیون شیر عیان دروغن اسکے نہا
جیون شیر نہان دروغن اسکے عیان

تھی وحدت حق عیان نہاں جملہ جہا
اب وحدت حق نہاں کثر خلق

(۳۱)

بد نیک و پلید پاک مسلم کافر
ہیں متعفی اسی کے باطن اہم ظاہر

ہستی پستی سعید مقبل مدبر
اطلاق نہ کر بلکہ ذوات اکوان

(۳۲)

جیون کاف کیا جیم کجی کی در خواست
ازماست کہ برماست نہ افزونی کا

کاتب کہا الف کہ لکھ مجھ کو راست
ناحق نہ کرو حق کی طرف تہمت جبر

رب اوسط و عہد لامحالہ اونے
مانند صفا و آب و موج دریا

لا رب ولا عبد ہے رتبہ اعلیٰ
ہر یک میں محقق ہے وجود واحد

(*)

گہ چون گیسیم گہ ہماییم
در کسوت آب و گل گداییم

ماہیچ نہیم جملہ ماییم
سلطان حقیقتیم لیکن

(*)

ہے لاجرم ای کمال کراں کچ تمام
بر ختم رسل حبیب ہے حق خیرانام

ماقل دول احسن قول و کلام
بر ارسال درود و ابلاغ سلام

(*)

اصول نکات عالم معارف



جن کو اہل شہود کہتے ہیں | ذات و دیک وجود کہتے ہیں
تدبیر بہ یک ناکہ نشانید و محمل | سلمائے حدوث تو و لیلۂ قدم را

وجود ایک - ذات دو

انیت ایک - اقرار دو

حرکت ایک - نسبت دو

فعل کی حقیقت حرکت - حرکت کو دو نسبت - ایک حرکت

طرف تئز یہ کے اور دوسری حرکت طرف تشبیہ کے۔

ارشاد:۔ نری عنیت کا قائل ملحد اور نری غیرت کا قائل مشرک

معرفت کے ہوا میں اڑنے کو + عینیت غیریت دو پر ہوتا
گر برانہ کر سکے وہ نقص ہے + گبر و سلم کا ہے خالق اسلئے

(۳)

(۲)

(۱)

تن

دل

روح

کشف

لطیف

الطف

(۱) عبارت کلمہ کی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۲) معنی کلمہ کے۔ نہیں ہے کوئی معبود بحق سواے اللہ تعالیٰ کے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے اللہ تعالیٰ کے۔

(۳) مقصد کلمہ کا۔ نفی اثبات۔ نفی کے معنی نہیں ٹھہرانا۔ اثبات

کے معنی ہے ٹھہرانا۔ نفی الہ باطلہ کی۔ اثبات الہ بحق کلمہ الہ باطلہ

سوجن کو کافران بیدینان مشرکان و اہل ہوا۔ مخلوقات کو

اللہ تعالیٰ کے۔ تعینات کو حق سبحانہ تعالیٰ کے۔ معبود ٹھہرے۔
 الحق کے معنی ساتھ معبود جس کی شان یہ ہے۔ لیس کلمہ شئی
 و هو المسموع البصیر۔

(۴) حاصل کلمہ کا۔ توحید افعالی یعنی ہمارا دست۔

۵ ہر چیز سے از بلندی و پستی بہ ہمہ زویافت صورت ہستی
 یعنی ستاروں کی تخیل اور عقل۔ ملائکہ کے عقل و نفوس۔
 حیوانوں کے اقوات و اصوات۔ انسانوں کی عقل و تیز۔ سب
 اسی سطحی تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

(۵) نتیجہ کلمہ کا۔ اثبات معبودین تشریک۔ نفی وجود و صفات
 حق تعالیٰ۔

(۶) خلاصہ کلمہ کا۔ توحید الہیت۔ اتباع رسالت۔

۱۔ در کلمہ کفر و شرک است چار ۰ از طفیل مرشد کامل برار
 ۲۔ نور و ظلمت نماید جو بتر ۰ جلوہ تنزیہ در شبیہ نگر
 ۳۔ آب حیواں را بحر ظلمت نحو ۰ وصل حق جوی زبیر و نت نحو
 ۴۔ سن ہمد کہ در ہر دو طرف است لا ۰ یح دانی کہ چہ معنی است ایش گن
 یعنی اے طفل بہ گہوارہ خیمہ خیم ۰ کہ نہادند وجودت بمیان دو عدم
 ارشاد ا۔ وجہ اسٹال چگونگی - وجہ لا اسٹال ہستی - چگونگی
 ہستی سے قائم ہے۔

وحدت کے دو قسم :- (۱) وحدت مقید اس میں وجود مثل کی
 نفی ہے۔ (۲) وحدت مطلقہ اس میں وجود غیر کی نفی ہے۔
 ۱۔ لب لعل قیاقوت است یا قوت است مرجان نا
 ۲۔ چشم تو با دام است با دام است مژگان نا

سہ زدہ ام بر سر جہاں پاؤں : بے سبب این برہنہ پائی نیست
 سہ موجود و جوہ حق ہو ہر شئی جب : دعوئے انا الحق اوس سے باطل کیسے
 ہر عبد ہو عبد رب جاویدان : پر عبد وہ حقیقت سے عین رب ہے
 سبہ صفات ذات قدم کے : حیات - علم - ارادہ - قدرت - سماعت
 بصارت - کلام -

سبہ صفات ذات عدم کے : میت - جاہل - مضطر - مجبور - احم
 اعمی - ابلیم -

ارشاد : جو کو ذات قدم کیا تھ نسبت حقیقی ہے - اور جو کو ذات علم
 کے ساتھ نسبت مجازی ہے -

حق ظاہر بصورت ممکنات - ممکنات موجود ہو جو حقیقی حق -
 احدیت یا ذات سازج - مجہول النعت - غیب الغیب -

لا تعین - غیب مطلق - مجہول الکلیفیت - منقطع الاشارات - ذات
 بحت - ذات مطلق - ایک ذات قابل محض بلا صفات اعتباراً
 من حیث الظہور والامن حیث الالبطون -

وحدت یا ازل - انیت - حقیقت محمدی - تعین اول - برزخ
 کبریٰ - منزل اول - ایک ذات قابل محض اوس کے چار اعتباراً
 وجود - علم - نور - شہود -

واحدیت یا اسمائے حقیقت انسانی - تعین ثانی - ممکن الوجود
 اعیان داخلی - حقائق عالم - ماہیات - ایک ذات قابل محض
 با صفات اعتبارات -

اسمائے متقابلہ = قہار - رحمن

صفات متضادہ = قہر - رحیم

ارشاد: ذات ایک صفات کثیر۔ اسم کے رسم کو صفات کہتے ہیں۔ اسم کو پکارنا یا اس کی عبادت کرنا شرک ہے۔ حمد یا تہنیت کے چار قسم ہیں:-

- (۱) حمد جمع الجمع۔ خدا اپنی تعریف آپ کرتا ہے۔ جیسا کہ معراج میں ارشاد ہوا کہ ٹھہرو تمہارا خدا نماز پڑھ رہا ہے۔ اور نماز بغیر سورہ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ ”لا اصلوة الا یفا تحتہ الکتاب“
- (۲) حمد با فرق۔ واحد کثرت کی۔ ”اَفَاکِ عَلٰی خَلْقٍ عَظِیْمٍ“
- (۳) فرق با جمع۔ کثرت واحد کی۔ سبحان اللہ۔
- (۴) فرق با فرق۔ ایک مقید دوسرے مقید کی۔ جیسے زید بکر کی تعریف کرتا ہے۔

سراپا ناقص کو علی الترتیب کامل کرنے والا۔

ارشاد:- الحق محسوس و الخلق مقول۔

ذات یا وجود کا نام جامع ہے کیونکہ وہ مجموعہ ہے اس لئے
متقابلہ اور صفات متضادہ کا +

اے عزیز بدانکہ در راو فقر و کار اصل است یکے پاک
داشتن دل از محبت غیر خدا تعالیٰ و بریدہ ماندن از چہنہ دوم
آنکہ در جملہ حرکات خود و کردار خود دیدن کہ این جملہ افعال حق
است من درین میان نشان روئے نظرے بیش نیم۔ اما گفتن این
معنی شائستہ از زندگی و صدیق آنست کہ معنی یہ یقین و اندوہ
شرع صادق ماند و عمر در کار بندگی حق بگذارد

عاشق حق خود است آن بے نظیر و حسن خود را خود تماشا میکند
ارشاد:- ثبوت الذات مصلوب الوجود۔

ارشاد:- اعیان ثابۃ۔ لاشمت راحۃ الوجود۔

الطف۔ امین روح۔ امین شاہد۔ امین وجود۔

لطیف۔ تن مثال۔ روح مقیم۔ انا نور۔

کثیف۔ روح جاری۔ من نور۔ لازم الوجود۔

نفس = بولہ + دل = جاننا + روح = دیکھتی + عشق =

چاہتا + نور = پہچانتا +

نفس۔ شریعت۔ اسلام۔ ناسوت

دل۔ طریقت۔ ایمان۔ ملکوت

روح۔ حقیقت۔ احسان۔ جبروت

عشق۔ معرفت۔ تقویٰ۔ لاهوت

نور۔ مقام قرب۔ توحید۔ اہمیت یا ذات بحت

ذات وہ ہے جس کی طرف اسماء اور صفات رجوع کئے جائیں
 بندہ وہ ہے جو اپنی ذات سے کچھ نہیں رکھتا۔ ”العبد ما
 فی یدہ کما ملک الملوی“ +

جیب = ہم عاشق و ہم معشوق +

چھ وجود ہیں۔ (۱) واجب (۲) ممکن (۳) ناظر (۴) غائب
 (۵) شاہد (۶) واحد۔

(۱) دن کو دیکھتا ہے (۲) خواب میں دیکھتا ہے (۳) ایک
 اور دو کو دیکھتا ہے (۴) ایک دو اور تین کو دیکھتا ہے (۵) ایک
 دو تین اور چار کو دیکھتا ہے۔ (۶) ایک دو تین چار اور پانچ کو
 دیکھتا ہے +

ایجاد = روحوں کا پیدا کرنا +

تکوین = اجسام کا پیدا کرنا۔

وجود کے بدلنے کو تو حید وجودی کہتے ہیں۔

قات کے بدلنے کو تو حید ذاتی کہتے ہیں۔

صفات کے بدلنے کو تو حید صفاتی کہتے ہیں۔

اعمال کے بدلنے کو تو حید افعالی کہتے ہیں۔

اسماء کے بدلنے کو تو حید اسمائی کہتے ہیں۔

عالم امر قدرت سے ہے ۔ عالم خلق حکمت سے ہے

غلکریہ فکر آن باشد کہ یکشاید رہے | راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

شاہ آن باشد کہ از خود شہ بود | نے ز مخزن نے زلش کر گہ بود

کفر ایمان رفیع یکدگر اند | ہر کر اکفر نیست ایمان نیست

سے بر مرد نادان نہ ریتیم علوم | کفر تم ضایع نہ در شور بوم

ذات و صفات کے ملاپ کا نام نور محمدی۔

ذات کے معنی لغوی۔ وحدت یگانگی۔

صفات کے معنی لغوی۔ وحدت بیگانگی۔

ۛ۔ خواہی کے شوی داخل الہی نظر	از قال بحال بایرت کرد گذر
از گفتن توحید موحده شوی	شیرین نہ شود و مان بہ نام کر
ۛ۔ چند چینی لالہ نسیرن و ورد	چند چینی رنگ سرخ و رنگ نہ
چند در کثرت نہائی خوشتر	یک زمان در خانہ وحدت بیا
ساقیا ستم کن از جام شراب	تلبکے باشم زہش یاری خراب
مست گردان از میئے وحدت	کہ نما نہ هیچ از کثرت نشان
ۛ۔ ادب تا ہمیت از لطف الہی	بنہ بر سر بر و ہر جا کہ خواہی
ۛ۔ اصطلاحات مریدان را	زان یقینے نیست اہل قال را

۱۔ آنکہ در عالم خدا دانی : جہل علم است علم نادانی
 ۲۔ نماز آتی تیرے مجھ کو نہ وضو آتا ہے : سجدہ کر لیتا ہوں جب منے تو آتا ہے
 ۳۔ ہر چہ آید در نظر غیر تو نیست : روئے تو یا خوئے تو یا بوئے تو
 ۴۔ ہوش من از غیر حق آگاہ نیست : در دل جانم خبر اتہ نیست
 ۵۔ عالم ذوق رندی خیال پاکدانا ہے : مراد یوانہ خود کن رنگے کہ میدانی
 عالم تین ہیں : عالم اجسام - عالم امثال - عالم ارواح -
 ان کو مراتب کونیہ - اعیان خارجی یا کائنات بھی کہتے ہیں -
 رب العالمین = صاحب دو عالموں کا یعنی غیب و شہادت کا +
 اجسام = عالم شہادت + امثال و ارواح = عالم غیب +
 ۱۔ خواہ چشم سر محبوب دیدن : سکھائش را بگوش حق شنیدن
 ۲۔ من نور = سیاہ حلقہ چشم + لازم الوجود = تن عظمی +

انانور = سیاہ حلقہ چشم باطن = روح مقیم نکلنے کا مقام +
 = مقیم و جاری و من نور انانور : مثالی غصہ ہی تن جان عرفان
 = جاری مقیم مطلق تینوں کو کرنا : ساری عمر اس کے سائیں کو دیکھ بھرنا
 پنج گنج یا پنج بطوں - احدیت - وحدت - و احدیت - الوہیت -
 ربوبیت +

- (۱) روح جاری - من نور - لازم الوجود - (بندہ) کشف^۱
 (۲) روح مقیم - انانور - تن مثال - در رسول^۲ لطیف
 (۳) امین روح - امین شامہ - امین وجود - (اللہ) الطف^۳
 ترجموں : نفس - دل - روح - تزکیہ نفس - تصفیہ دل یا
 قلب تجلیہ روح - تخلیہ سر -
 عشق جس جس کو ہوس نفس کے آرام کی ہے

عاشقی اوس کی مگر کام کی نین نام کی ہے

بزم وحدت میں اوسے بار کہاں جبکہ تمیز

بدکی ہے نیک کی ہر خاص کی ہر عام کی ہر

قبلہ شایان بود تاج و کمر : قبلہ ارباب دنیا سیم و زر

قبلہ صورت پرستان آب گل : قبلہ معنی شناسان جان دل

قبلہ عاشق وصال بے زوال : قبلہ عارف جمال ذوالجمال

افنا مطلق و کبریائی + افنا - انکساری۔

ارشاد :- ایک صفت کو دوسری صفت کے ساتھ غیریت۔

ہر صفت کو ذات کے ساتھ عینیت۔ جس حال میں عینیت اسی حال

میں غیریت۔ عینیت و جودیت۔ غیریت ذاتی۔

عقل = جبرئیل + عقل در روح مقید اندر تجوہاروت و ماروت۔

عقل کل نفس کل مرد خداست
 عرش و کرسی را بدان کز وہود است
 نہ نے غم و اندیشہ سود و زیان
 نے خیال این فلان و آن فلان
 راہ فانی گشتہ راہ دیگر است
 زانکہ ہشیاری گناہ دیگر است
 بہشت بیاری زیاد ماضی
 ماضی و مستقبل پر وہ خدا
 آتشہ درود بہر دو تاجکے
 پر گرہ باشی ازین ہر دو چونے
 اول حق و بخل پر کس کو نظر
 خلق اول بعد حق کسی کا نظر
 کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق
 کوئی ناظر حق فقہار ہے مبیاتر
 ارشاد: تنزل اوس کو کہتے ہیں کہ ایک شے اول آپ جس تہ
 میں ہے اوسی مرتبہ میں بہ اوصاف خود قایم رہ کر دوسرے مرتبہ
 میں ظہور کرے + مثلاً شخص اور سایہ عکس اور شخص +
 صفات اور ذات کی تفریق :- صفات من وجہ غیر ذات ہیں

منجہ عین ذات - عین ذات من وجہ ظہور اور وجود کے اور غیر
ذات از روئے فہم اور عقل کے کیونکہ صفات کو عین ذات جانتے
سے نفی صفات لازم آتا ہے جو موجب تعطیل ہے +
ذات اور صفات میں سات طور کا فرق ہے :-

- (۱) ذات کو تقدم ہے صفات کو تاخر ہے (رتبتی)
- (۲) ذات قایم بخود ہے۔ صفات قایم بذات ہیں
- (۳) صفات میں تعدد ہے۔ ذات میں نہیں ہے۔
- (۴) ذات کو انیت ہے۔ صفات کو نہیں ہے۔
- (۵) ذات ہمیشہ یکساں ہے۔ صفات کو تغیر ہے
- (۶) ذات موجود و جودی ہے۔ صفات موجود و ذہنی ہیں
- (۷) ذات کو اجمال و تفصیل نہیں ہے۔ صفات کو ہے

ناسوت عالم اجسام است = ملکوت عالم مثال است و
 جبروت عالم ارواح است = ولایت الہیت و مابہوت مرہ ذات
 مندرج = داخل ہیں مانند و خل = نبات کے بیج موصوف کے
 نہ مانند و خل جھاڑ کے بیج تخم اور نہ مانند انسان کے بیج نطفہ کے
 وجود = وہ ذات کہ اپنے کو جانی ہوئی۔

عدم اضافی کہ علم میں موجود ہیں خارج میں نابود۔
 حقیقت عالم جو گنج مخفی سے ظاہر ہے۔
 حقیقت معلومات جو مورتان علمی ہیں۔

عالم کبیر = یعنی عالم اجسام سے عالم ارواح وغیرہ سوائے
 انسان کے سب عالم کبیر ہے۔ عالم انسان سر ہے۔ عالم حیوان
 پیٹ سے مکر تاک۔ عالم نباتی بول و براز کی جگہ۔ عالم جمادی پانچ

عالم علوی سر۔ عالم سفلی گلے سے کمر تک۔ عالم سفلا کمر سے پاؤں تک۔

ایمان مجسم۔ ممکن + ایمان غیر مجسم۔ یقین + پیران پر حقیقت +
 ہے سیاہی گردانی نور ذاتی + بتاریکی درون آب حیات
 ایک تن خاکی۔ دوسرا ممکن الوجود۔ تیسرا ممتنع الوجود۔
 چوتھا عارف الوجود +

قلب مضوی یعنی تمام چیزاں اس میں ہیں۔
 سے غیب کے مہمان اب انھیں محل تصفیہ کے وہ تاج الراں ہیں
 تن باطنی کا نام محمد صلعم۔ خطرات دو ہیں۔ نیاں و بد۔ خطرہ
 بد اگر آیا اور گیا تو وہ خطرہ شیطانی ہے۔ اگر قائم رہا تو خطرہ نفسانی
 ہے۔ خطرہ نیاں اگر آمد و رفت رکھا تو خطرہ لکی ہے اگر قائم رہا تو

خطرہ رحمانی ہے ۔

ہے اناے مطلق کو جہانوں ۛ انیت وحدت کو مانو
 ہے اے نہ کردہ دل از علائق صائب ۛ مزین از دلائل حقائق لاف
 ہے زانکہ در عالم خدا دانی ۛ جعل علم است علم نادانی
 جیسا کہ اللہ کے چار مقام ہیں ویسا ہی بندہ کے بھی چار مقام
 ہیں یعنی اول عدم آخر عدم ظاہر عدم باطن عدم
 چشم پیدا کن دریں عالم کہ بینی روئے دوست
 ورنہ فردائے قیامت کو در اندیدار نیست
 لا الہ میں عبودیت ۛ الا اللہ میں الوہیت
 لا الہ کی صورت عالم ۛ الا اللہ کی صورت حقیقت
 لا الہ کا پاسبان شاہ حبش یعنی ابلیس ہے ۔

علت فاعلی - بنائے والا + علت مادی جن چیزیں نئی ہے +

علت صوری = چیزیں جو صورت لیتی ہے +

آدم تمین ہیں = عقل کل مردان - عقلاں مجرود -

حواتین ہیں = نفس کل - عورتان - نضمان مجرود -

آدم = عالم ارواح -

۱۔ تا بجا روبرو کلا نہ رو بی راہ پے نہ رسی در سرائے الالہ شد

موسے - روح + فرعون = نفس + رو و نیل = خواہش +

بیان نہ بطون چشتیہ :-

گنج مخفی - نقطہ - ذات مطلق - احدیت - وحدت

ایمن وجود امین کچھ - امین شاعر - روح بقیم - انا نور نور

واحدیت - ارواح - مثال - شہادت

عکس الوجود - روح چارہ - من نور - تن غصہ

نفس کا پر تو خطرہ + دل کا پر تو یاد + روح کا پر تو زور +
 سے چھ نشان میں حق کے تجھ میں گئے غور :
 نفس دل در روح و خطرہ یاد زور
 سر کی حقیقت = یاد غالب غفلت مغلوب +

۱۔ اپنا سو بے یاد یا دحق کا : پرکان ہے معلم اس سبق کا
 ۲۔ ہر قوم کو ہی جبری عبادت : عارف کو ہے بے خودی عبادت
 جو غیر کو آپ کر چھپانے : وہ کیوں کرے دشمنی روانے
 ۳۔ بنے جو کو سمجھا سو سمجھا دے : مگر جو سمجھنے کو آتا کسے
 ۴۔ خدا بندہ میں آگریوں نہاں ہے

کہ چون بو گل کی گل کے درمیاں ہے

عدم العدم - عدم محض - عدم حقیقی - ذات باری تعالیٰ کو کہتے ہیں
 بود نبود - عدم اصطلاحی - عدم مجازی - مخلوق کو کہتے ہیں۔

۱- ذکر علی - سانی یا دلی - نفس زیر ناف - سفید رنگ مہتابی
یا نیلگون۔

۲- ذکر قلبی - دل - زیر پستان چپ - زرد رنگ۔

۳- ذکر دوحی - روح - زیر پستان راست - سرخ رنگ

۴- ذکر سری - سر - در میان سینه - سفید رنگ مانند پنہ۔

۵- ذکر خفی - نور - مقام پیشانی - سیاہ رنگ۔

۶- ذکر اخفی - ذات - دماغ - سبز رنگ۔

۱- ذکر علی یا شغل سانی یا دلی - پاس انفاس۔

”الذین یدکرون اللہ قیاماً و قعوداً“

و علی جنوہہم

۲۔ شغل قلبی۔ توجہ بہ حق

کر نختنی آپس کو اسے دیکھ منجلی۔

۳۔ شغل روحی۔ نظر بر وجود

اشارہ و وصف بقیل سے اپنی نظر نکال

رکھہ بر وجود ذات اگر مرد و اہلی

۴۔ شغل سہری۔ یاد غالب غفلت مغلوب۔

۵۔ شغل خفی۔ یا نہ نہ کوئی شغل بشر اس نظر کے ہوے

سہ جانی لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ

فی کس اللہ

۶۔ شغل اخفی۔ نہ ذکر و ذکر و نہ کور و نہ

لا الہ الا اللہ

حضرت حق جل شانہ صاحب قدرتست بہ یک امر تمام شد
 موجود می نمود اما حکمت موقوف می ماند ہم قدرت و ہم حکمت
 بہ سر کار آورد یعنی چیزے از چیزے بر آورد چنانچہ خلقت مخلوقات
 از خاک و خاک از آب و آب از آتش و آتش از باد و باد از ہوا
 و ہوا از صفا و صفا از قدرت و قدرت از ذات .

اے عزیز تمام خلقت را ہمیں خاک خداست اگر بخود قائم
 بودے ۔ خاک ہمیں بہ آب خواندے اگر استقامت بخود داشتے
 علیٰ القیاس محض تا ذات کہ ذات قائم بخود است بعزّ تعالیٰ
 شانہ غیر مایقولوں ۵

ہر چہ از دیگرے بود موجود و در حق او ہمان خدا باشد
 لیکن قائم بخود نشین نبود و در خدا نشین ازاں جدا باشد

حق بخود قایم است آنجری + گر خدا دانیش روا باشد

تفصیل الوان عناصر

- (۱) ہوا کا رنگ سبز ہوتا ہے۔
- (۲) آتش کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔
- (۳) آب کا رنگ بے رنگ ہوتا ہے۔
- (۴) خاک کا رنگ زرد ہوتا ہے۔
- (۵) مائینے ایتھر کا رنگ نفیشتی یا کبود ہے۔

(۱۰)

فقیر = ترک فنا۔ ترک بقا۔ ترک یاد۔ ترک ریب۔ کلاہ چار

ترک۔

فقیر - فاقہ - قناعت - یاد الہی - رضاے مولا۔

فقیر - فنا فی اللہ - قاسم باللہ - راضی برضا۔

(۱۰)

عبر مطلق کا بیان اصول موعظہ - وجود مطلق کا بیان

(۱) وجود یعنی ہستی مطلق حقیقت حق ہے جو خارج میں بصورت

اشیاء موجود ہے۔

(۲) وجود مصدری جو موجود ذہنی ہوتا ہے نہ موجود فی الخارج

اس سے یہ وجود منزه ہے۔

(۳) یہ وجود بسیط ہے جو تقسیم و تجزی سے میرا ہے۔

(۴) وجود مطلق کے مراتب لا تخصی ہیں۔ یہی وجود مرتبہ الوہیت

بل العالم بجمع اجزاءہ اعراضی والمعرض
هو الموجد +

(۸) خالق و مخلوق کی حقیقت ایک دوسرے سے حقیقی مغائر
ہے۔ یعنی خالق کی ذات علیحدہ ہے۔ جو جو محض ہے اور مخلوق
کی ذات علیحدہ ہے جو عدم قابل الوجود ہے۔

(۹) خالق اور مخلوق وجود میں ایک دوسرے کا حقیقی عین ہے
یعنی ذات دوہی وجود ایک ہے۔

(۱۰) حقیقت خالق اور حقیقت مخلوق ہر دو قدیم اور ازلی ہیں
اس سے تعدد قدام لازم نہیں آتا۔

(۱۱) حقیقت خالق صورت۔ مقدار۔ کیفیت وغیرہ صفات
حدوث سے منزہ ہے۔

(۱۲) حقیقت کے ظہور کے واسطے صورت کا ہونا ضروری ہے

(۱۳) جن نقائص سے ذات حق منترہ ہے ان ہی نقائص

سے ظاہر ہے۔

(۱۴) کوئی صورت بغیر اپنے مقوم کے قائم ہو سکتی ہے اور نہ

قائم رہ سکتی ہے۔

(۱۵) تعینات علم الہی کا نام صور عامیہ ہے۔ یہی صور علمیہ

ماہیات اور حقائق ممکنات میں جن کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

(۱۶) ماہیات ممکنات مع اپنے قابلیت و اقتضات ذاتیہ

کے علم الہی میں بے جعل جا عل الا ابد اثابت میں۔

(۱۷) کوئی شے اپنی حقیقت سے علیحدہ نہیں ہو سکتی یعنی اس کا

شے پنا اس سے ذائل نہیں ہو سکتا ورنہ علم الہی میں محلیت^۱

اور جمل کا نقص لازم آئیگا۔ تعالیٰ اللہ عنہ انکے۔

(۱۸) کسی حقیقت کا اقتضائے ذاتی اس سے زائل نہیں ہو سکتا

لہذا ہر حقیقت اپنے اقتضائے قبول کرنے پر مجبور ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے۔

العباد محتاسر فی فعلہ مجبورون فی اختیارہم۔

(۱۹) ایک حقیقت کے اقتضائے ذاتی کو دوسری حقیقت کو دینا

یہ اہم تبادلات وضع الہی فی غیر محلہ ہے جس کو ظلم کہتے ہیں۔

(۲۰) حق تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔

(۲۱) کوئی حقیقت یا اس کا اقتضا و علم الہی سے منفک نہیں ہو سکتا

قد احاط اللہ بکل شیء علماً۔

(۲۲) مشیت علم کے تابع ہے۔ اور علم اپنے معلوم کا تابع لہذا علم الہی شقی کو سعید اور سعید کو شقی معلوم نہیں کر سکتا۔ گدھے کو گھوڑا سمجھنا یا اونٹ کو بامعنی جاننا بدیہی جنون ہے۔

(۲۳) ایجاد و اشیا و حق کے ذمہ واجب نہیں ان شاء فعل وان شاء لفعل۔

(۲۴) حق تعالیٰ کو اشیا و عالم کے ساتھ معیت ذاتی ہے علمی معیت پر بس کرنا ذات حق کے محدود اور غیر مہرے اور ذاتی تفت کے انشاک کو مستلزم ہے۔ جو ہر دو موجب نقص ہے۔

تَقَاتُ مِنْ اَنْتَ عَنْ كُلِّ نَقْصٍ وَعَيْبٍ۔

(۲۵) کان اللہ ولم یکن شیء غلیوہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ

موجود تھا۔ اور کوئی شیء اس کے سوا موجود نہ تھی۔

(۲۶) جب کوئی شے سوائے حق کے موجود نہ تھی پھر جو کچھ ہوا
اور ہو رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ اس کی تشبیہ بصورت معاوضہ کرتا تھا
ہیں۔

۷ خدا موجود تھا اول نہ تھا غیر : وہ غیر اب بھی عدم تو گرتو سمجھے
(۲۷) مخاطبہ کن کے واسطے علمی تصور کا تعین ضروری ہے یہی
تعین علمی حقیقت ممکن ہے جس کو اس کی عین ثباتیہ کہتے ہیں
آن یکے ماہی بنید عیان : و آن یکے تاریک می بنید جہاں
و آن یکے سلسلہ ماہی بنید ہم : این کس منشا سے یا وضع غم
چشم ہر سہ باز گوش ہر سہ تیز : در تو آویران و ازمن در گریز
سحر غیب است این عجیب طیف صحنی : بر تو نقش گرگ و بہمن یوسفی ست
عالم از جہدہ نہرا است و فرونا : بر نظر انہست این سجدہ فہول

بدانکہ پیر شاہ بنی است در حق تربیت۔ الشیخ فی قومہ
کمال النبی فی امتہ۔

۱۔ اے کہ کنی فرق بنی ازولی : ہر دو یکے دان رہا کن موی
۲۔ گفتیم کہ پیمبری تو یا پیر : گفتا کہ دوی ز راہ برگیر
۳۔ بدانکہ پیر اسر صفات حق باشد

اگر چہ پیر نماید بصورت بشری
پیش تو چو کف است و بد صف جس دیا۔
بہ پیش خلق مقیم است و ہر ش سفر

(۱۱)

التصویب و صاف اللہ صفات بشریت سے و در ہو کہ
اشد کی صفتوں سے متصف ہوتا۔ یہ امر چار حجابات او ٹھیک

موقوف ہے اول حجاب دنیا اور اس کی لذتیں - دوم دین
 اور اس کی لذتیں - سوم حجاب اخروی اور اس کی کرامتیں
 چہارم شعور جب فقر کی آگ نے یہ چاروں حجاب جلا دئے تو
 پھر نور ہی نور باقی رہا - اور یہی نور ہدایت پیر کی ذات ہے -
 انہیں حجابات کا اٹھنا - جمعیت نصیب ہونا - تفرقہ کا مٹنا اور
 گویا فقر کا تمام ہونا ہے - یہی معنی ہیں : **فَاَذْكُرْ الْفَقْرَ هُوَ**
 کے -

۵۔ فانی از خود شو کہ تائیابی **ت** چوں تو بر خیزی نشید حق **ت** بجا
 صحت **ت** شیخ بہ ذکر خداست ۶ ذکر **ت** شیخ بہ ذکر خداست
 زانکہ **ت** نیست **ت** آن صفا خدا ۷ وصف **ت** نیست و ذات خدا
 جز بدتہ صحت **ت** شیخ ازین دادی وحشت خیز و باد محنت انگیز

بسر بردن ممکن نیست.

حکایت درین منزل حشر فراز که راه نماید به خدا جز خدا

خدا دوست پیام در نه گنجد خود بود که خود پیمبری کرد

حسیر من و مرید من در دامن دودائے من

راست بگفتم این سخن شمس من بخندد من

اما این معنی در کارخانه محفل نیست

عقل ازین معنی متغلس مادر زاد است

این از عالم عشق است - اینجا نشان ازین معنی یا بند عشق

جزون الهی کار دیوانه خان دیگر است و کار عاقلان دیگر

این چنین گر عاقله گوید خطا + لیکن از دیوانه عاشق رواست

مرشد سے معرفت کا جسے اکتساب کم
 اوس کو علاتہ یار سے اور انتساب کم
 جام مجاز سے جو حقیقت کا مئے پیا
 اوس ست کو ہے بیش نوازش عتاب کم
 دو ذات یکت جو کے شارق میں تاب تام
 یک ذات دو وجود کے گوہر میں آب کم

مثنوی

حضرت پیر و مرشد قبلہ

بعد حمد خدا و نعت رسول	گوش دل سے کراں کو شمع
ظاہر اس میں ہیں آداب	ادب مثنوی کے فیض آداب
پیر کی شکل سے خدا ظاہر	مصطفیٰ شکل پیر میں باہر
مصطفیٰ کا ادب خدا کا ادب	رہنما مصطفیٰ کا ہے تائب
مصطفیٰ کے ادب کا رکھ تو لحاظ	یونہی آداب پیر کا بھی لحاظ
ادب مصطفیٰ کو قرآن میں	دیکھ تفصیل اون کی فرقان
خدمت پیر میں ادب کو نگاہ	رکھ ہمیشہ تو مشعل پیش شاہ
تا گدا سے تو بادشہ ہووے	زنگد سے دوئی کا دل مجاہد
کوئی حرکت ہو خلاف ادب	تا نہ ہو دور تجھ سے فضل رب

پاؤں کو کر دیں میں کیڑے	ناخوشی پیر کی بھی کیڑے
ناخوشی اوس کی تہر سولا ہے	خوشی اوس کی خوشی اٹھو
دید جاناں کی ہو مگر خواہش	گر تجھے وصل حق کی ہو خواہش
لیتے تجھ وقت کے پیہر پیر	مختصر ہے زمانے رہبر پیر
در عیاں در نہاں برابرہ	با ادب حاضر اور غائب رہ
در کلام محبید رب غفور	جملہ آداب جو ہوئے مسطور
یونہی در حق رہنا سن لے	باب میں مصطفیٰ کے ہیں آئے
بھر رحمت کو کوشش آجائے	با ادب جب تو ایسا ہو جائے
گنج مقصود ہاتھ آئے سکا	در مقصود کو تو پا ئے سکا
یا ادب پا ئے فضل و عز و جاہ	ہے ادب تاج سر فیض الہی
با ادب بانصیب بنتے ہیں	بے ادب بے نصیب کہتے ہیں

کوئی حرکت خلاف مرضی پیر	ہوئی تجھ سے گئی تب ہی تاثیر
ہمیں ہے پیر طالب دولت	نہ وہ چہتا ہے تجھ سے کچھ شروت
خلق کہتی ہے رہتا کو شاہ	شاہ کیوں کر ہو طالب زرجا
یہ صفت پادشاہ دنیا ہے	پیر تو پادشاہ عجبی ہے
پیر طالب ہے حب ذاتی کا	ہمیں حب اس کو کچھ معافی کا
تو ہر دھوکے میں پیر سے لے مار	مثل اپنے تو سمجھا دنیا دار
مال و دولت اس کو ہر کیا کام	طالب عز و جاہ نہیں اودام
تجھ سے طالب ہو وہ محبت کا	نہ زکوہ و سیم اور دولت کا
وہ بھی تیرے لئے ہی ہو بھائی	فائدہ اس میں اس کا نہیں کجی
اسی رستے سے چو نچنا حق تک	وجہ مطلق کو پائیگا بیشک
کرا طاعت تو پیر کی شب روز	حب ذاتی میں اس کو دلہنو

سن یہ حالت ہو تجھ پہ چٹائی	تب کھلے راز رویت باری
دل آگاہ کو اشارہ بس	نہو غافل کو سی پارہ بس
پیرِ ظاہر بصورتِ ہادی	ہو طالبِ کارِ ہیر و ہادی
سُکھ و صورتِ حق ہے پاکِ انجی	بے تمثیل نہ ہو گا کام کوئی
اس لئے پیر کی لیا صورت	تا نہو طالبوں کو کچھ وحشت
انس کا واسطہ ہے جنسیت	نہ ہو نا جنس سے کبھی الفت
جب نہو انس تو نہو تاثیر	اور تسلیم بھی کرے نہذیر
آپ کہتے ہیں کرتے ہیں کچھ اور	آپ کو ہی سزا میں یہ پہ طہار
آپ کا داؤن سب کے اعلیٰ ہو	اور کا داؤن اس سے ادنیٰ ہو
خود تو کرتے ہیں نام اور دل کا	کیا بھلا دل اس میں غیر دل کا
کوئی ذرہ نہیں ہے غیر سزا	تو ہے قیوم ذرہ درہ کا

ذره اور آفتاب میں تیرا	نور چمکا ہوا مرے مولا
تو تعین کے رو سے غیرو کہے	اور ہستی کی رو سے عین دہے
ہرست اور نیست میں ہیں راز	خوب فرمائے شاہ بندہ نوا
خود سو فانی وحی سے باقی ہے	ماجر اطرف فانی باقی ہے
ہے فناے تعین اے بھائی	ہستی محض باقی جان اخی
پیر کے سامنے تو ہو مردہ	ہاتھ میں مردہ شمعے جون
نذر جو پیر کو تو دیتا ہے	تیرے خوش کرنے کو وہ لیتا ہے
ڈالے مانباپ تھکوں غلط میں	پیر ٹھلائے تھکوں حبت میں
نہ وہ جنت ہے جو مجازی ہے	بلکہ وہ جنت حقیقی ہے
مرتبہ گھٹ گیا ام و اب سے	ہوا ارفع گرو ملا حبیب سے
اس کا احسان کیا کرے تو ادا	کیا ادا کر سکے گا شکر خدا

پار کر بیڑا اس کا یا اشد	احمد بے نوا وصال تباہ
اور آل بنی کے صدقہ میں	اپنے پیارے نبی کے قدم میں
دیدیں تیری آخر ہو یہاں	نزع کے وقت تو ہی تو ہو پائیں
حال در حال - حال ہی حال تو	نہ کسی غیر کا خیال رہے
حال مطلق نصیب کرا حق	کر عطا محج کو خبت مطلق
حاجت صرف ہو سر دل میں	بہنیں ہے کوئی آرزو دل میں
حال دل تجھ پہ ہیں عیاں سار	
ہیں عیاں سامنے نہاں سارے	

 (۱)

نبی کی ذات کے مراآت میں تو خدا دستا
 جہاں کے جام میں عکس جمال مصطفیٰ دستا

خدا اور مصطفیٰ یک دوسرے کا بلکہ ہے درپن
 محمدؐ میں خدا دستا خدا میں مصطفیٰ دستا
 دسے ذات فدایا مصطفیٰ یوں عین شے مجھ
 کہ نقطہ یا الف جیون عین ہر حرف ہجاستا
 دیا ہے رویت مطلق کا دیدہ جس کو حق اذکو
 نبی اللہ نما دستا خدا بندہ نما دستا
 حقیقی عینیت کی حیثیت سے بالیقین باہم
 احدا احمد گمانہ اور عرب رب آشنا دستا
 ولے بیگانگی واقعی اصطلاحی کے
 تصور میں محقق کو خدا بندہ جدا دستا
 دو شے کو جمع کرنا باوجود ضدیت یکجا

مجھے الحق مقام معرفت کا ستھی دستا

بجز قلب حقیقت رب کو عین عبدیوں دیکھو

کہ جویں ہر روپ میں بہروپ عین اس کا ستا

اپس میں یک مرشد میں پیما اور نبی میں حق

کمالا تجھ کو ہے شہرہ و شاہد انا دستا۔

(۶)

موجود بنا ہے واجب متعال

موجودم بنفسہ ہے ممکن نہ محال

ہے بہت کا غیر نیست اور نیست کا بہت

کیا نقص ہے غیریت حقیقی میں کمال

(۷)

بعد حمد خالق و لغت محمد مصطفیٰ

سن حقیقی یک صدوی سہ صد کا دعا

چار کرسی اصطلاحی یعنی میں ہوں نور پیر

پیر نور مصطفیٰ اور مصطفیٰ نور خدا

چار مذہب یک شریعت اور طریقت ویدی

ہے حقیقت معرفت سوم چارم ساکتا

چار ہیں فرض و نہ تو وحد ذاتی اولین

اور صفاتی اور اسمائی و افعالی بجا

تین فرض غسل سے توبہ کراول شرک سے

تب الی اللہ عن ذنوب شتم من اضر الہ

ہیں تمیم کے فرائض تین سو اس کا بیان

مجسّم اور نفی ایک اثبات ہر توجہ یا

پہنچ بنا اسلام کے از روئے باطن ہر اہل

ذکر مولیٰ انکر سے اولیٰ مولیٰ اہل

ہو مشاہد با تجلی اور مراقب با حضور

سو محاسب با حساب اور سو مجاہد با غرہ

ترتیب احکام یوں ہے جو کرے تو آپ کو

سات اوصاف و مہم سے منزہ اوصاف

ہے حاد اول بخلی دوسرا وصف شیع

غیرت اکل حرام و کینہ و حرص و ریا

ہے حمید شہش صفت سے مستصف چھ رکن ہو

حکمت و عفت شجاعت عدل و تقویٰ و سخا

علم و ارادت قدرت و سمع و بصر تعلق و حیات
 بوج ایمان ذات ہی بھست اس کے صفہا
 چار منزل بامقام قرب ہیں اوقات خمس
 پنج نیت پنج ذکر اے سالک مساکھدا
 تیس روزہ یعنی ترک چار روزہ و مغتبت
 غفلت انشوش موزیاں شش مغتبت جہا
 غفلت ان اور موزیاں چار اندوز دان بیتا
 تیس نیت نام ہے تیس کے ابدال کا
 یک فناء نفس اور دیگر فناء قلب ہے
 پس فناء روح کو مغرب کے رکعت ادا
 موفیٰ فی الشیخ اول پس موفیٰ فی الرسول

پس قنا فی اللہ بقا باللہ رکعت ش

ہے قنا والاسم فی الاسم و قنائے روح و جان

فی المسلمی گن یہ دو رکعات در فجر صبا

کم خور و کم خواب کن کم گوی و کم با خلق باش

نہر کے یہ چار رکعت کرا دامت کر قضا

چار رکعت عصر کے ہیں ترک حب و بیوی

ترک عقیقی کی طلب و ترک کرفس و

حضرت سید محمد شاہ میر ملک دوین

رحمۃ اللہ علیہ فی الصباح و المساء

یوں کہئے ارشاد نبھکوا زرہ لطف و کرم

ہے کمال التجویہ واجب ان فراموش

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ تجد و امثال

تجد و امثال کے لفظی معنی نو پیدا ہونا مانندوں کا یعنی
ہر لحظہ ایک دنیا فنا ہوتی ہے اور اسی آن میں دوسری دنیا
بعینہ جیسے کہ پہلے تھی ویسی ہی پھر نئی پیدا ہوتی ہے۔

۱۔ ہر نفس نومی شود دنیا و ماہر بے خبر از نوشتن اندر بقا
آن ز تیزی مستمر شکل آمدہ است چون شر کش تیز جنبانی بدست
شاخ آتش را بہ جنبانی بسا در نظر آتش نماید بس دراز

مستمرے می نماید درجہ
مصطفیٰ فرمود دنیا ساعت است
باز شد انا الیہ راجعون

عمر بخون جئے نو نومی رسد
پس تراہ لخطہ مرگ جیے است
صورت از بی صورتی آید

یعنی جس آن میں کہ فنا ہوتی ہے اسی آن میں پھر بقا
پاتی ہے یہ فعل کچھ ایسی جلدی سے ہوتا ہے کہ فنا معلوم ہی
نہیں ہوتی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نمل میں وتوئی الجبال
تحتہا جاملاۃ وہی تمشوا السحاب یعنی گمان کرتا
ہے تو کہ یہ پہاڑ ایک جگے جمع ہوئے ہیں حالانکہ وہ گزرتے
جاتے ہیں مانند ابر کے یعنی ایک پہاڑ فنا ہوتا ہے اور دوسرا
پہاڑ فوراً اوس کی جگہ قائم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر قدہ
ہر آن فنا اور ہر آن بقا پاتا ہے ایسا کیوں ہوتا رہتا ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر شئی اپنی اصل کے
 طرف رجوع کرتی ہے۔ کل شیئی یوجع الی اصلہ پس ہر
 عالم کا اصل سوائے حق تعالیٰ کے نیستی ہے جو اپنی اصل کے طرف
 پھرتی ہے اور اصل حق کا وجود حقیقی ہستی ہے اور حضرت وجود
 کے لائحہ صفت ہیں اور وہ ایک سکند کے لئے بھی معطل نہیں
 رہ سکتے ان میں سے ایک صفت صحت محی اور دوسری ممیت ہے
 حق کا فعل ہر آن ہونا چاہئے اس لئے صفت ممیت ہر آن فنا
 کے طرف لے جاتی ہے اور اسی آن صفت محی بقا کے طرف
 لے جاتی ہے اور وجود بخشی کرتی ہے۔ یہ فعل اس سرعت
 سے ہوتا ہے کہ چشم ظاہر میں اشیاء ایک حالت پر
 معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی مثال بہتے ہوئے پانی یا جالہ سے

اچھی طرح سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ایک نہر کے پاس بیٹھو اور غور سے
 دیکھو جہاں تم بیٹھے ہو وہاں پانی تمہارے سامنے سے بہہ رہا ہے
 بادی النظر میں پانی ایک ہی حالت پر نمایاں ہے مگر کروڑہا
 پانی کے قطرات تمہاری نظر سے گزر رہے ہیں ان کی جگہ دوسرے
 قطرات تازہ تازہ نو بہتو لیتے جا رہے ہیں اس لئے پانی اپنی
 جگہ معلوم ہو رہا ہے دوسری مثال جوالہ کی ہے۔ وہ اس طرح
 ہے کہ ایک لوہے کی سلاخ یا ایک لکڑی لو اور اس کے دونوں
 سروں پر کپڑے کی دم بچیاں یا تانگا لپیٹو گول لٹھو کی طرح انکو
 کرو سین آئیل میں ڈبو کر سلگالو اور انخلیوں کی حرکت سے
 گردش و نہایت تیزی کے ساتھ تو تمہیں ایک آتشین
 گھیرا یا سرکل دکھائی دیکھا حالانکہ وہ سرکل نہیں ہے صرف

دوشون گولے ہیں جو نہایت تیزی کے ساتھ گردش دینے کی وجہ
 سے دائرہ کی شکل میں نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ جو فاعل
 حقیقی ہے اس کے فعل کی سرعت کے سبب سے جس کو جو
 بخشی کہتے ہیں فنا دکھائی نہیں دیتی اور کل یوم ہونی
 اور بل ہونی لبس من خلق جلال کا مطلب سمجھ
 میں نہیں آتا اس کی سمجھ کسی صاحب سمجھ سے حاصل کر وکل
 شیء میرجع الی اصلہ سے ہر دم اپنی اصل کی طرف کہ
 عدم اور نیستی ہے بالذات میلان حاصل ہوتا ہے لیکن سبب
 اس بدو کے کہ صفت بقائے حق تعالیٰ سے اس کو دبیم
 پہنچتی ہے فنا سے محفوظ رہتا ہے اس واسطے کوئی کن اثر
 موجود اور فاعل نہ اس سے قطع نہیں ہوتا اگرچہ اس

کو اس کے اصول سے آٹکا ہی نہو اس قاعدے کے تحت ایک
تھے تا فنائے صوری یعنی موت کر ڈھا جسم لیتی رہتی ہے مگر پھر
بھی اپنی شکل پر برقرار دکھائی دیتی ہے۔

سوال۔ اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ ہر آن نیا

جسم پیدا ہوتا ہے تو یہ امر دنیاقت طلب ہے کہ زید کب سے
کچھ روپیہ قرض لیا اور اس کی لڑکی سے نکاح کیا اور آخر میں
بکر کو قتل کر دیا تو بتلائے کہ جس آن جس جسم کے ساتھ مذکورہ
بالا معاملات پیش آئے تھے تو دوسری آن میں وہ جسم باقی
نہ رہا تو قرض کی ادائیگی۔ نکاح۔ اور قصاص کے متعلق کیا کیا جائے
کیونکہ دوسری آن میں وہ جسم ہی نہیں جس نے اور جس سے
یہ معاملات پیش آئے تھے۔ اگر یہ بات مان لی جائے تو

ثواب اور عذاب۔ نیکی بدی کوئی چیز ہی نہیں۔ کیونکہ جس جسم کے ساتھ گناہ کیا تھا وہ جسم ہی نہیں رہا تو عذاب دوسرے جسم کو دینا یہ صریح ظلم ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

جواب یہ ہے کہ تجدید امثال کے سلسلہ میں حقیقت

کو تبدیل نہیں اور تجلی کو ٹکرا نہیں۔ لیتے اس فنا و بقاء حقیقت نہیں بدلتی کیونکہ فنا دو قسم پر ہے صوری اور معنوی۔ فحائی صوری ظاہر موت کو کہتے ہیں جس میں ہئیت بدل جاتی ہے اور فحائی معنوی باطن کی موت ہے جس میں حقیقت نہیں بدلتی ہے۔ لیتے جو ذرات کہ ہے سو ہمیشہ قائم ہے مگر لباس بدلتا جاتا ہے۔ ہر موجود کے دو لباس ہیں۔ یعنی فنا اور بقا۔ یعنی میت و محی کا ہر آن ظہور ہو تا رہتا ہے۔ اس فعل سے

حقیقت میں کچھ خلل نہیں آتا ہے

و مبدم گر شود لباس بدل ۛ شخص صاحب لباس را چل

یہ فناء بقاء ظہور اور وجود اور تجلی و استعار کی رو سے
ہے نہ از روئے حقیقت۔ اس کی تجلی کو تخرار نہیں کیونکہ حق
سبحانہ و تعالیٰ کی ذات پہلے غیب میں تھی جیسے کہ تجلی کرتی
جاتی ہے ہر ہر تجلی اور ظہور اوس کا تازہ یہ تازہ نو بہ نو ہے
یہ نو پیدا ہونا ماندوں کا ہے جس شے کی صورت سے
تجلی ہوئی پھر مثال میں اسی شے کی صورت سے تجلی ہوتی
جاتی ہے ہر تجلی تازہ ہے گو دیکھنے میں تجلی اول کے مانند
ہو

میر و ہر دو جہانے در فنا در ہاں دم دیگر آید جاو

پس ایسی حالت میں ان معاملات کا تعلق۔ اسی زید
 و بکر سے رہے گا۔ جس کے ساتھ اول مرتبہ معاملہ کیا گیا تھا۔
 سائنس سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے لہذا عالم علوم
 جدیدہ بھی اس مسئلہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تبیان التوحید

مُصَنَّفُ حَضْرَتِ پیر و مرشد قبلہ

بعد از حمد و نعت بدال اسے سالک کہ قبل از مشغولی روزہ
 وارد و روز اول بہ استغفار از جمیع معاصی مشغول شود۔
 «استغفر اللہ من جمیع ما کسرت اللہ قولاً و فعلاً
 و حاضراً و غائباً اللھم اغفر لی و تب علینا انک
 انت التواب الرحیم» روز دوم بہ کلمہ تجہید

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَوْلُ وَالْقُوَّةُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ
 الْعَظِيمِ شود. روزیوم به کلمه شهادت ^{ان} اشهاد
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ و احد که لا شریک له و اشهاد
 محمداً عبداً و رسوله و کلمه توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 و احد که لا شریک له له المملک و لله الحمد
 و هو علی کل شیء قادر و کلمه استاذة اللهم انی اعوذ
 ان اشرك بک شیء و انما اعلمو به و استغفرک لما لا اعلم
 هر ایک را تا یک پاس مشغولی نماید بعد در پاس آخر کلمه طیبه
 بدل گوید تا وقت عصر بیده دل از غیر حق خالی نموده بسوی
 باطن مرشد متوجه یا مشربین خطرات ماسوی الشداید کلمه

دور کنند تا فیض مرشد اورا موثر گردد و مرشد باید که روز بیوم
بین المغرب و العشاء بعد از ملاحظه برزخ کبریٰ و صغریٰ و
کلمه تمجید و درود چنانکه روش است مشغولی فرماید -

اول - لا معبود الا الله - دوم لا مقصود الا الله
سیوم لا فاعل فی الوجود الا الله - چهارم لا موجود
الا الله - تا توحید علی و توحید ایمانی و توحید حالی و توحید الهی
حاصل گردد - و وقتیکه "لا معبود الا الله" مشغول
شود از دل جمله معبودان باطل با تکلیف بکشد و آن در حق مسلمانان
سه چیز است - دنیا و خلق و هوای نفسانی - یعنی انقیاد
نمیکنم و فرمانبردار نمی شوم مگر الله سبحانه تعالی را - از امور
دنیاوی هیچ چیز را منقاد نیستیم - هر وقت که خطر از امور دنیا

بیاید و قیام کند و خلق را شریک در عمل نیارد یعنی خطره را با همه
 را در عمل راه ندید اگر بخاطر در وقت عمل مخلوق بگذرد که بنید
 و بشود همون معبود اوست نه حق و هوای نفس را از معبودیت
 برارد یعنی در هر چه خواهش نفس است از جاه و عزت و خود
 نمایی و عجب و کبر بلکه جمیع لذات نفسانی از دل مطلقاً دور
 کند هیچ خطره از این خطرات در دل جا کردن ندید مگر خطره که
 بسوی حق تعالی بکشد تا از رتق عبادت بسوی الله کلی فایز
 گردد. هر چه خطره از خطرات که در دل پائنده شده است همون
 در حقیقت معبود اوست. چنانچه حضرت اهل صفا فرموده
 اند ما مشغالی عن الله فمحو صناعی. هر چه در
 بند آنی بنده آنی. و از حدیث صحیح نیز این معنی مستفاد می شود

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "تقوس
 عبد الله نيا و تقوس عبد الله هم و تقوس
 عبد الحميدة ان عطی رضی و ان لم يعط سخط"
 بلکه از نص قرآن نیز معلوم می شود "افرايت من اتخذ
 الهه هواه" و علامت صحت این شغل اول آنست که توحید
 ایمانی بایست آید که متبصر و اوصاف الوهیت متیقن گردد و چنانچه
 اهل سنت و جماعت میفرمایند که قائل همه افعال جمیع عباد
 حق تعالی است و هیچ اختیار هیچ مخلوقی نیست - چنانچه
 آیه کریمه "و ما یخلق ما یشاء و یمتار ما یشاء
 لهم الخیرة" سبحانه الله تعالی عما یشکون
 اختیار امر غیر حق را اشترک میفرمایند تعوذ بالله منها که

خود را یا غیره را اختیار تصور کند خود را مشرک داند بشرک
 خفی و هرگاه بتوحد او صاف الوهیت متیقن شد خود را مسلم
 داند. و قتی که این قدر شد لا معبوی الا الله تمام
 گردد و بعد در لا مقصودی الا الله ولا محبوب
 الا الله ولا معشوق الا الله قدم نهند درین وقت
 هیچ مقصود را در باطن خود جا ندید و مقصود سه چیز است
 اول بهشت و مافیها من القصور - دوم مقامات
 کشفی که اولیای را می شود از مشغولی مثل کشف قبور یا کشف قلوب
 یا کشف بلاد و غیره اند کشف تسبیحی باید که هیچ مقصود نباشد
 مگر کشف ذاتی که عبارت از توحید خاص است و آن در
 عرف صوفیا قنای الله را گویند و هر مطلب دیگر که در خاطر آید

نفی سازده

درین منزل بود کشف کرامات و لی باید گزشتن زان مقامات
 سیوم آنکه تجلیات قریبی که اولیا را می شود مثل ولایت و
 قطبیت و غوثیت و غیر ذلک نیز مقصود نباشد بجز وصال
 حق که عبارت از حضور صاحب معرفت است و آن توحید
 حالی است می باید که هم مطلب و هم مقصد نباشد از ان حیثیت
 که بوجد آن حضور خوش وقت گردد اگر دمی از حضور حق تقاضا
 غافل شود ما تم بر خود انگار دو همیشه طلبش این باشد سه
 یا وصال خود بدیده یا فارغم کن از مراد
 و عده فردا را کن یا چنان کن یا چنین
 علامت صحت این مشغولی آنست که محبت حق سبحانه تعالی

بردل او غالب گردد چنانکه یک طرفه العین از و غافل نشود
 و بے اختیار بسبب ذکر حالش چنان گردد که گفته
 از بس که خیالت بنظر میدادم و در هر لحظه که تمثیلی پندام
 و این مقام تلویح است حال و صفت و فریاد درین جا
 عاشقان را روی میدهد بعد ازین ترقی کند چنانچه مطلب بعض
 رضائے حق باشد چنانکه گفت - در هر فعل و حرکت و سکنت
 طلب رضائے او کند تا جمله افعال و احکام الهی که در جمیع
 تقدیرات حق که بر نفس او یا بر عالم میرود هیچ اعتراض و هیچ
 وجه من الوجوه راه نیابد بلکه هر چه واقع از محبوب شود عین مطلب
 انکار و "و حقیقه المحبته ان نهب کلک من اجبت"
 این جا درست گردد - هر وقت که مرض یا خلل نفس ظاهر شود

چون مطلب محبوب است محفوظ و خوش وقت گردد و نتیجه این
 فکر توحید علمی است که از علم الیقین حاصل گردد و آن آنست
 که یقین دانند که موجود حقیقی و موثر مطلق نیست مگر خداوند جل
 و جله ذوات پر توذات اوست و جمله صفات پر تو صفات
 اوست و جمله افعال پر تو افعال اوست و این مرتبه از اوایل
 توحید اهل خصوص است و بعد از مرشد او را لا افعال فی
 الوجود لا الله فرماید یعنی لا احکام و لا مسکن
 فی الموجودات الا الله یعنی لا حول و لا قوة الا بالله
 یعنی لا حول عن شیء و لا قوة علی فعل شیء الا بالله
 تا مدتی عامل شود تا که این معنی در دل قرار یابد و چون ازین
 فارغ شود جمیع اسماء حسنی مثل لا نافع و لا مضار و لا

معطی و لا مانع فی الوجودی الا للہما تا نو و نہ اسمائے
 صفات تمام مشغولی نماید بعدہ معنی نو و نہ اسماء فرماید کہ در وجود
 مشاہدہ نماید مثلاً ہر کجا منع بیند مانع اور ادا ند و یا عطا بیند معطی
 اور اشناسد و نفع و ضرر و حرکت و سکنت بالکل اولاً باسطہ
 بعدہ بے واسطہ از و شناسد تا آنکہ یہ صحیح فعلی از یہ صحیح موجود مثل
 تأثیرات جمادی یا نباتی یا افعال حیوانی یا انسانی از یہ نہ اند اند
 بلکہ از حق دانند کہ متلبس بلباس کوئی شدہ در مظاہر مختلفہ و اطوار
 گوناگون می نماید و این جا ساکت را مدح و ذم مساوی گردد
 بلکہ از ذم بیشتر محظوظ شود و بلاکہ عبارت از رحمت و فقر است
 نعمت داند و سخا تھا کہ عبارت از دولت دنیاوی و بخت
 بدین و حفظ نفس است مصیبت انگارہ دین چنانکہ در حدیث صحیح

وارد شده تلبیس به مومن مستکمل الایمان من لم یعد
 البلاء نعمة والشر خاء مصیبة و سنی لا حول الا
 قوة الا بالله ولا تتحرک ذرأة الا باذن الله
 در کائنات مشاهده نماید. بل معنی لا موجود الا الله این جا
 درست گرد و بعد از انشاء الله تعالی قنائی را می رسد خواهد
 داد که هر فعل را بلی واسطه از حق خواهد دید به عین الیقین.
 و علامت قرار تصور مذکور آنست که در جمیع موجودات یعنی جماد
 و نبات و حیوان و انسان هر حرکت و فعل که مشاهده نماید
 فعل و تصور حق تعالی بنید بلی واسطه و معائنات اسما و افعال
 حق تعالی در هر ذره از ذرات موجودات کند و بداند که همه علویات
 و خلیات متحرک بحرکت فیض الهی هستند و او سبحانه قیوم همه است

که همه به او قائم اند و چون بموجب ذکر سابق جزا و محبوب نمائده لاجرم
 در هر فعل فعل محبوب مشاهده خواهد کرد و درین وقت لذت از
 هر فعل چنان آید که از فعل مستحق ظاهری پس بالفرض التقید
 اگر کسی دست نام و بداند که محبوب به این روش محب خود را
 سرفرازی نماید و هیچ وقت در هیچ فعل ظاهری و باطنی از افعال
 محبوب غافل نشود و منتظر باشد که محبوب به محب خود در افعال
 موجودات چه سلوک می کند و به هیچ وجه در هیچ فعل اعتراض
 نکند مگر در فعلیکه مخالف شرع باشد به امر محبوب اعتراض
 کند - معاذ الله در خلاف طبع خود اگر اعتراض کند وقت
 از دست می رود البته تجربه کرده شده است و درین مقام
 وجود موحده در مشاهده جمال واحد حقیقی چنان مستغرق عین جمیع

گردد که جزوات وصفات و افعال واحد حقیقی بچشم باطن چیر
دیگر نه بیند بعد در ممتعه تجلی افغالی به این چهار اسم شغولی نماید
”لا اول الا الله لا آخر الا الله لا اظهر
الا الله لا باطن الا الله“ تا بنظر تحقیق بیاید که

حق جان جهان است و جهان جمله بدن
توحید همین است و گرشویه و فن

بعد ترقی کند به تصور صفات ذاتی یعنی ”لا حی
الا الله لا علیم الا الله لا قدیر الا الله لا
سمیع الا الله لا بصیر الا الله لا کلیم الا الله“
هر یک از ایهات صفات را تا بحد استعمال کند و تمام
موجودات حیات حق را و علم و سمع و بصیرت را مشاهده نماید و

و کیفیت تصور آنست که بدانند که چنانچه آفتاب را نور است -
 «و الله اعلم الاصل الاعلی» همی وضع صفات حق تعالی اینسر
 نورها دارند. اول نور حیات الهی مشاهده کند که در جمیع موجودات
 بحسب قابلیت ظاهر شده و حیات حیات اوست لیکن
 هر جا موافق قابلیت ظاهر شود و اعیان شایسته جمادی و نباتی و
 حیوانی و انسانی قبول فیض حیات الهی نموده و به اعتقاد و صفیه
 رضی الله عنهم همه موجودات از حیات او نصیب دارند لیکن
 بعضی جابه صورت طبع برآمد که بخود شعور ندارد و بعضی جاشعور بخود
 دارد و بس و بعضی جاشعور بغیر نیز دارد بشدت ضعف و چون نور
 حیات الهی در همه موجودات مشاهده نمود نور علم را به همان طریق
 تصور نماید که یک علم الهی است که در جمیع موجودات ساریست

و همه موجودات بر آن علم عالم اند سبب قابلیت مختلفه
 چنانکه در حیات دانسته شد و در قیامت که علم شد که جز او عالم
 نیست در اراده و همچنین تصور کند که بیک اراده الهی جمیع موجودات
 مرید هستند اگر کسی گوید چون همه جا مرید او است پس اراده
 مختلف از مراد چو اعمی شود در مخلوقات جوابش آنست که در
 اراده یی واسطه او اصل بوجهی من الوجوه تخلف جائز نیست
 اما در اراده بواسطه مطابق واسطه مراد به ظهور می آید که عادت
 الهی چنین جاری شده و حکمت الهی موافق تقدیر او به
 مقتضای اسماء متفاد و همچنین تقاضه نموده است که
 هر اراده موثر نه شود و تحقیق این کلام صوفیه بسیار است
 و همچنین در باقی صفات هر صفت را علل خود نور تصور نموده

متصور باشد تا در جمیع موجودات این صفات مشاهده نماید
 و این مشاهده را بلکه مشاهده افعال را نیز ^۳ مرتبه گفته اند.
 اول علم الیقین یعنی بدانکه هر فعل و صفت بالیقین از
 اوست بوجهیکه هیچ شبهه نشود. دوم عین الیقین که چشم
 دل هر فعل و صفت که بیند بدانچه ناخچه کس به چشم ظاهری کس را
 مشاهده می کند. سوم حق الیقین که متصف شود که گاه محاسبه خود
 که نور خاص حق است که بصورت نفس ناطقه ظاهر شده
 به بیند که عین نور مطلق است و در همه افعال فعل حق داند یعنی
 آنکه خود عین حق است پس فعل حق فعل اوست و فعل او
 فعل حق است و در وقت عین الیقین قرب نوافل متحقق می
 شود و در وقت حق الیقین قرب فرائض متحقق می شود. نوافل

آنکه بنده بسبب اوصاف حق متصرف است و فرائض آنکه
 حق بواسطه بنده قاعلاً است و رنجای نام ساکات مستحق می شود
 و تعلق به اخلاق یعنی انصاف به اوصاف محقق گردد و درین
 وقت موحدا وجود او در نظر شهود در نیاید تا غایتی که این
 صفت توحید را نیز صفت واحد بیند و این دیدن را هم صفت
 حق دانند و نسبتی خود را که موهوم بود در نور ذات حق مطلق محو
 مستغرق بیند و یک لوز وجود مطلق در بواطن جمله اش یابند
 که همه تکلیفات روحی و مثالی و شهادی به او قائم اند و او
 متصور به همه صور گشته و اصلاً نام و نشان غیریت به هیچ
 وجه من الوجوه در راه نیابد محاذ الشدا اگر بیاید خود را محبوب
 دانسته التجای حقیقت خود کند تا بر طرف شود - بعد به بروج

عینیت جمیع نود و نه نام را استعمال کند و درین وقت مرشد
 او را تصور لا موجود الا الله فرماید که در جمیع موجودات
 یک وجود مشاهده نمایند که قایم بالذات است و جمیع اعیان
 ثابته قایم بنور او هستند بلکه عین نورش اند که عبارت از نور
 واحدیت است و اعیان خارج از روح و نفس و بدن همه قایم
 بعین ثابته خود و اند و هر عین ثابته را قایم بذات داند و مراد
 از عین ثابته این جا حصه وجود است که علم تعلق به او گرفت
 بود من حیث التعلق بالعلم معدوم است و من حیث التحقق
 موجود است و همین را به اصطلاح صوفیه محققین سر ابر گویند
 این جا این معنی متحقق می گردد
 در کون و مکان نیست عیناً بلکه ظاهر شده آن نور به نواح ظهور

حق لذت و تنوع ظهورش در عالم به توحید همین است دیگر و هم و غرض
 این جا ذکر خاصه فقیه شاید بکار آید لا اله الا الله لا اله الا الله لا اله الا الله
 البحت القایم بالذات الظاهر بجهت الاوصاف والاعتبارات
 یعنی نیست موجود مگر وجود بحت که قائم بذات خود است و جمیع
 صفات الهی بست و سرشت گانه و اعتبارات کیانی بست و
 سرشت گانه به او قائم اند و اظا هر شده است بصورت افراد
 آنها من الازل الی الابد و هر آن در افراد بلباس دیگر خود را
 خود می نماید و در گفتن گوئنده حق را داد و دویی را به هیچ وجهاء
 ندید و اینجاست از امهات صفات بر وجه عینیت بکار می باید داشت
 تا توحید حالی روئے نماید که حل توحید و صف لازم ذات موحده
 گردد و در جمیع موجودات حقیقی چنان بیند که آن موحده خود را

به کمال استیلا مشایده می نماید گاهی خود را در جمیع موجودات
متصرف یابد به عنایت حاصل چنانچه قطره در دریا گم شود همچنین
عین ثابته را در بحر وجود محو یابد جمیع تصرفات حق تصرف
اوست

تو در و گم شو وصال انیت بس
تو مباش اصل کمال انیت و بس

بعده در نقش اسم ذات مشغول شود چنانکه در خلل و ملائک
به صورت رنگ آفتاب و یا مهتاب در دل می گروه باشد یا
عنایت که تمام خود را خود بر دل صنوبری که منظره از مظاهر اوست
نقش می کند و همچنین مستور باشد تا فانی گردد و تصرف واقعی
یست آید اگر مقدرست به بقا و نسی نماید و عوالم انا الحق

اندا الحق و سبحانی ما اعظم شانی درست میدهد و توحید الهی متصف
می گردد - چنانچه حق سبحانه بوحده خود همیشه موصوف بود
و هست - بهمان وحدت حقیقت سالک موصوف میگردد و این
جا سالک بمرتبه جبروت که عبارت از واحدیت است خواهد
رسید و در توحید عالی سیر او تا ملکوت است و در توحید علمی
منهوز در ناسوت است بعد از تجلیات و حالات روئے می نماید
که گفتن محال است - وایم می باید که در سه پایه ذاتیه مشغول
باشد -

حی - علیم - قادیرو یا سه پایه صفاتیه - سمیع بصیر
علیم - یا بدم الله - الله گوید - حاضر ناظر شاهد حق را دانند بلکه
ناظر و منظور ظاهر و باطن اولی و آخر او را بیند - یا اسمی دیگر که

در آن خط یا بدیم بگوید و ایضا یا بگوید یا الله - یا حی یا قیوم
 یا بگوید یا الله یا رحمن یا سرحیلو بدیم بر دل تصور کند و تصور
 هر یک از مرتب معلوم کند و در وقت حی وجود مطلق بجمع اسماء
 واحدیت تصور کند و در وقت قیوم تلبس به نفس رحمانی بصواب
 بروجه تجدد امثال در نظر آرد و همیشه بلکه هر دم درین مشایخه
 باشد و در وقت یا سرحیل کمال جلالت تمام مشایخه نماید و
 در وقت سرحیلو کمال استیلا به کماله مشایخه نماید تا هیچ
 وقت هیچ وجه از حق غافل نشود و هر چند اعمال که سبب غفلت
 است کرده باشد اینجابست که فرموده مر جال لا فکلهیه
 تجارته ولا بیع عن ذی کوالله

بجان الله چه سراسر است که هیچکس محرم نیست بلکه هیچکس

نیت کہ نامحرم شود فہم من فہم۔

اے برادر چون سالک طرفے از معنی بے نشان دریافت
 و دراپش می آئند راہ جذب و راہ سلوک و شیخ مقتدا مختار
 است در تقدیم یکے بر دیگرے در حجام مجذوب سالک بر سالک
 مجذوب کہ جمیع علیہ اکابر است مستلزم ترجیح تقدیم جذب
 در حق جمیع سالکان نیت۔ بہا کس کہ تقدیم سلوک ویرا نشخ
 است از تقدیم جذب بحسب استعداد خاص۔ و مراد ما از جذب
 این جانہ محض کشش خاطر است بجانب غیب و بر طرف شدن
 خطرات و نہ رلوہ شدن از عقل و وظائف شرع و ادب
 بلکہ مراد این جاذب حجب وجود است تا حقیقیہ محقق و
 نفوذ است موئے مبداء اول انے احدیت برج قہقری

از راه افا و حاصل جذب تحلیل اجزا است و کشف حجب .
 و مراد از سلوک انصباع نفس است بکفایت از کیفیات نفسانی
 و پیدا کردن آن در خویش مثل خموش و طهارت و عشق و جز آن
 اما روش جذب آنست که چون ساکت فی الجمله به عالم غیب
 آشنا شود و افرامند که ذکر زبانی یا قلبی بسیار کند و دیده
 بصیرت را منتظر آن عالم دارد و دل خود را آنجانب متعلق
 گرداند . فقیر شک ندارد که چون چند روز بدان جانب
 متوجه شود تو حید افعالی او را متکشف گردد پس بحال نه فکر
 درمی یابد که عالم و حرکات و سکانات او بمنزله احوال تمایل
 لعبت باز است و آن همه را جمیع بتدبیر و عدالی است و باز
 بسته به فعل واحد است و اگر پیش ازین معتقد این معنی بوده است

الحال آثار این بروے ظاهر شوند از توکل و تفویض و عدم
 نسبت موت و حیات و شفا و مرض به اسباب آنها مگر بحسب
 سبب الله و قلت استبانت و اعیضه قویہ و تمسک به اسباب
 و اگر معتقد نہ بودا بحال اعتقاد تمام ناشی از وجدان او حاصل
 شود و عمده درین جا حوادث کلیہ اند مثل فقر و غنا و شفا و مرض
 و موت و حیات و جاه و ضل و امار و میت تصریحت در هر قور
 از او راق اشجار و مثل آن نزدیک مادر اصل داخل توحید
 انعالی نیست۔ اگر چه بسیار است کہ سالک را حاصل
 می گردد و گاہی اہل ارشاد درین مرتبہ او را فرمایند کہ
 ذکر کند و ملاحظہ "لا قال فی الوجود الا الله" تمظهر دارد
 ساز و در این معنی بروے غالب آید۔ اگر چہ اصل ظهور این

نسبت موقوف برین ملاحظہ نیست و صاحب توحید افعالی
 ناسوت را مثل ظل عالم غیب می بیند چنانکہ اگر عاقل بیند کہ
 سایہ متحرک است بطریق بجاہت اثبات جسمی کہ اصل سایہ
 است می کند بچنین این در حوادث عالم افراد آن تدبیر غیبی
 را کہ عالم ناسوت ظل آنست مشاہدہ می کند و بعد از ظهور توحید
 افعالی - توحید صفاتی ظاہر خواہد شد و مراد از وے مشاہدہ
 آن واحد است در صور ششے - پس بجاہت اثبات اصلی کند
 کہ ہمہ اختلاف و تشعب دران واقع است و آن اصل را در ضمن
 آن صور می بیند و می شناسد مثل مشاہدہ انسان کلی در ضمن
 افراد انسان یا مشاہدہ شمع در تمام شیل متخذہ از شمع و آن اصل
 را بیزنگ می داند و رنگ ہائے مختلف مانع بیزنگی نمی داند

بطریق بداهت نه فکر. این دو مقام متصل اند با هم و آخر یکی
 باول دیگر مربوط است و از مردمان کسی هست که طول الامر
 همین جا ماند و خروج ازین جا میسرش نشود آنکه قوی المحبت
 و ذکی الذهن است بعد ازین حالات متوجه می شود بر آن اصل
 واحد بغیر اتفات به آن صورت مختلفه بلکه از آن کثرت نظر پوشد
 و ذهول و زردوسته الله جاری شده است که تمام
 توحید صفاتی بر مشاهد آن اصل است در ضمن آنکه
 عبارت از هویت خود است پس نظر به انا نافذ می گردد
 به آن اصل و ازین جا پے تراخی نظری پوشد از صور و آن
 حال را توحید ذاتی میگویم. درین مباحث اگر چه در مبحث
 ذوق الاصل مراد ادا ان چیزے دیگر دارم و همانست -

"کالبرق الخاطف"۔ اما توحید ذاتی کہ این جامہ اداست
 مقامی است از مقامات کہ سالک آنجا استقرار می کند
 و بعض سالکان از توحید انفعالی بطریق طفرہ بتوحید ذاتی
 می رسند و بتوحید صفاتی و بدین حقیقتہ الحقائق در ضمن
 انما اصل آشنائی شدند و قلیلاً ما بعد و بعد تکمیل این
 نسبت پے تراخی مسدفع می شود بہ نسبت بے نشان و یادداشت
 و ذکر خفیہ و حقیقت آن التفات اجمالی است بہ ہوئے حقیقت
 الحقائق چون سالک این جا رسید بروئے واجبات
 کہ زمانے دراز آنجا وقوف کند و بہ تجرید تمام داشتعال عظیم
 متوجہ بہ این معنی باشد تا اوے را نمایند کہ تعینے خاص
 ازان حقیقت نشوب شدہ برہویتہ دے نزول

فرمود و وے باقی شد بہ آن تعین و این جاراہ جذب
آخر رسید۔ چون این قسم وحدت بر سالک منکشف شد
راہ جذب را طے کردہ است معتقد توحید و جود ی باشد یا نہ
تفصیاش آست کہ یکے اولاً توحید صفاتی می یابد و بعد زمانے
از ان در می گذرد و توحید ذاتی می رسد و این معالہ را
توجیبہ (اے شہودی) می کند۔ یہ آنکہ تخت مغلوب شدہ بودم
و قیومیت واجب را بہ نسبت ممکن استخوان دانستہ بودم چنانکہ
در عالم منام کہے سبع را می بیند و آنجا بیج سبع نیست تو غنیمت
وے است بہ شکل سبع ظہور کردہ است و چون ازین مقام
ترقی کرد و بہ تنسیر یہ افتاد آنرا خلاص از ورطہ تشبیہ دانست
و دیگر را ہم بہین صودت واقع شد و آن را توجیبہ کہیہ آنکہ

آن ظهور و سریان امر محقق است و آن استتار ثانیاً
استتار است در نظر فقط. با کلمه این راه امر متفق علیه است
هیچکس اذ او یا مکمل نه بوده است الا به این راه رفته اگر چه
در تعبیر بیان ایشان اختلاف باشد

عبارت تاشتی و حنکتی واحد. و کل الی ذلک الجمال بشیء
اما مرد قومی المعرفة و ذلک الذین می توانند که بعضی کلام
ایشان بفهمند و اختلاف عبارات ایشان را جمع کند اگر چه
در قلت کث و طول کث درین مقامات نیز مختلف باشند
و بر هر یک واقعات و احوال به نوع دیگر واقع شود به حسب استعداد
ایشان * * * * *

نوع	اسماء الہی نصف اولہ	حروف	نوع	اسماء الہی نصف ثانیہ	کیفیت
	بدیع	ا		عقل کل	۱
	باعث	ب		نفس کل	۲
	باطن	ت		طبیعت کل	۳
	آخر	ث		جوہر ہوا	۴
	ظاہر	ج		شکل کل	۵
	حکیم	ح		جسم کل	۶
	محیط	خ		عرش	۷
	شکور	ذ		کرسی	۸
	غنی	ذ		بروج	۹
	مقتدر	ر		سمازل	۱۰
	رب	ز		زحل	۱۱
	علیم	س		مشتری	۱۲
	ظاہر	ش		مریخ	۱۳
	نور	ص		شعبس	۱۴

عالم امر

شمار (۷) سے
(۲۸) تک عالم خلق

عالم غنی

نزل	اسماء	نوع	حروف	نزل	اسماء	نوع	نزل	کیفیت
	مصور		ض		زهره		۱۵	
	موصی		ط		عطارد		۱۶	
	ببین		ظ		قمر		۱۷	
	تالین		ع		کره ناز		۱۸	
	حی	↑	غ	↑	کره هوا		۱۹	
	مهی		ف		کره ماء		۲۰	
	مسیت		ق		مرتبه خاک		۲۱	
	عزیزه		ک		مرتبه جاد		۲۲	
	رزاق		ل		مرتبه نبات		۲۳	
	مذل		م		مرتبه حیوان		۲۴	
	قوی		ن	↓	مرتبه ملک		۲۵	
	لطیف		و		مرتبه جن		۲۶	
	جامع		ه		مرتبه انسان		۲۷	
	رفیع الدجاست		ی		مرتبه جامع		۲۸	

نام نزل

هو هو هو
 بسم الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي
 لولا ان هدانا الله وصلوة بے نہایت بربرتر کبریٰ میں
 العالم الغیب والشہارت و تحیات بے پایاں
 بر مخاطب لولا کہ لما خلقت الافلاک و آلہ و انما
 اجمعین۔

اما بعد بعضے از اسرار مخفیہ و اسرار دقیقہ عالم باطن برائے
 طالبان و سرگشتگان بادۂ محبت و دلولہ زدگان عشق و موحیان
 آتش فراق و ہجر کہ از زبان اوستادان کامل و مرشدان کمال

شنیدہ و از کتاب ہائے معتبر دیدہ بود بعمل آورده و محالہ خوش
 معائنہ کردہ درین اوراق نوشتہ شد اکنون در کلام قدسی آمدہ
 است۔ حدیث قدسی۔ "إِنَّ فِيَّ جَسَدٍ آدَمَ مُضَغَةٌ
 وَفِي الْمُضْغَةِ قُوَّاتِي وَفِي الْقَوَّاتِ قَلْبٌ وَفِي الْقَلْبِ
 سِرٌّ وَفِي السِّرِّ سِرٌّ وَفِي السِّرِّ خَفِيٌّ وَفِي الْخَفِيِّ
 أَخْفَى وَفِي الْأَخْفَى"۔ و در کلام مجید آمدہ است۔ "وَفِيَّ أَنْفُسِكُمْ
 أَفَلَا تَبْصُرُونَ"۔ وَهُوَ مَعْلَمٌ آمِنٌ مَا كُنْتُمْ وَإِنَّا
 سَأَلْنَا عِبَادِي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ انا عند من كل ذنوب قلوب
 لاجلی۔ روزے از رسول حق صلی اللہ علیہ وسلم یکے از طالبان
 مطلق پر سید کہ این اللہ گفت بدل انسان کہ لا یسعی
 ارضی ولا سماویٰ لو کن سعی قلب عبد المؤمن

پس طالب را یابد که خداے را در آسمان و در زمین و بیابان
و در جنت و در حجره تنگ و بلکه در باطن خود جوید و بخود جوید -

سر با عی

آن را که بچشم بجانت ای جان : نور بصیر و قطعی لسان است ای جان
با جمله و بی جمله عجب جانان است : در هر چه کنیم همان است ای جان
یا فتن حق شناختن خود است که رسول خدا صلی الله

صلی الله علیه و آله فرمود : یا در خلوت امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه را گفت
که یا علی خدا را در خود بشناس - چنانکه گفت علیه السلام من
عرف نفسه فقد عرف فاسمائه (تذکیه بر نفس و تصفیه
بر قلب و تجلیه بر روح و تخلیه بر سر است) پس شناختن خود
شناختن حق است و شناختن حق یافتن خود است تا بهستی

خود تمام فانی نشو و کمال شناخت میسر نگردد. چنانکه فرمود
 عرفت سرابی بر بی لای عرف غیر الله. هم خود را خدا
 داند در غیر که گنجد در آن. لیک در یائے غیر جز اعتبار نیست
 و بعد از شناخت محبت پیدا می شود. چون محبت غلبه گردد عشق
 نامند که استیلائے المحبت هو العشق. بیده در مقام عاشقی
 می رسد بعد از آن در مجر و عشق و براء حاصل کردن این مقامات
 مرشدان کامل مراتب نهاده اند. چنانکه تزکیه و تصفیه
 و تجلیه و تخلیه. این چهار مراتب است تزکیه دور کردن اوصاف
 ذمیه و اخلاق ناپسندیده است. و کم گفتن و کم خفتن و کم
 با خلق بودنت این نیز از تزکیه است و تصفیه دل را با ذکر
 و مراقبه صیقل گردانست

سودی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
ز نگار خورده کے بنما دید جمال دوست

درد نفی این چهار خواطر نیز تصفیہ است۔ اول خطرہ شیطانی
دوم خطرہ نفسانی۔ سوم خطرہ ملکی۔ چہارم خطرہ رحمانی۔ اول
خطرہ شیطانی سیل کردن بر حرام و منہیات و مخالف شرع
و آنچه بدان ماند دوم خطرہ نفسانی سیل کردن بر لذات و شهوات
اگر چه حلال باشد۔ یعنی بآبداء منہ لبقاء النفس سے

چرب و شیرین کم وہ این مردود را
زانکہ تن پہ درده رسوا می رود

سوم خطرہ ملکی سیل کردن بر طاعات و عبادات و حسنات
و غیر آن۔ چہارم خطرہ رحمانی مایل شدن خاطر بر معرفت و

^۳
 محبت و وحدت و دلوله شوق و ذوق است و تجلیه بر روح
 است که مشاهده حق است درین مقام طالب را در هر لمح و لحظه
 چندین هزار تجلیات جلالی و جمالی می نماید و سالک به ارواح
 خویش مشاهده می کند

هر لحظه بکل دگر آن یار برآید و هر لمح دگرگون و به کلز برآید
 این جالذت و ذوق و سرور عالم می یابد و سر اسر همه شوق
 می گردد و این جا مقامیست که بسیار سالک درین مقام
 مانده اند و کار ازین بیشتر است باید که درین منزل قناعت
 نکنند و ساکن نشود که "المسکون حسر الله علی اولیاءه"
 در اینجا کشف و کرامت و اظهار خواطر است باید که در تصرف تیار و
 و خود را نگهدارد که مقصود و راع الوار است این جا ماندن کفر است

"من شفاک من الحق فهو منک" روح را بقالب
 ظهور دیگر است شخص را بشکل که آن هم اولست و آخر است
 و تخلیه بر سر است که خالی کردن سر است از خود و از مقابل
 و مجادله خود و از مقام سر خود را خالی کردن بیشتر مقام حق در حق
 کانیست که گوید زیرا که کار کننده از مقام سر حق در حق محو شده
 است کار کئے کند و کار پرستد و چه کند که گوید و که شنود
 فهم من فهم - عزیز من این جا خود محو و طمس و ناپیدای
 و ناپیدای و پنهانی و پنهانی است و از حق غیب الغیب
 است تماماً (نجانرسی نه چشی و ندانی زیرا که بر عالم باطن آنهاست
 نیست که در اعلا و بالا است کمال کمال ظهور عین بطون است
 و کمال بطون عین ظهور است (مواوال اول) مواال آخره و الفاظه مواال باطن

نظر عشق بر عین عین است ۛ

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر ۛ سوئے الله الدانی الوجود

تماشا ئے خود را به خود می نمود ۛ که خود عاشق و عشق معشوق بود

ساک در اول مرتبه در عشق حسن خیالیت و مقام او

در دماغست و بسته شدن خیال او را تعلق به مرتبه شده

است چون خیال بسته شد بدل افتاد کار دل ذکر است

چنانچه بالا رفت چون کار دل تمام شد کار روح می فرمایند

و کار روح ذکر قدسی است و مقام مشاهده است چون آن

کار تمام کرد و در حقی کار نیست چنانچه بالا رفت بشیر غیب الغیب

است و این جا ساک از تفرقه بحج در جمع آمد از کثرت بود

رسید و از تفصیل به اجمال پیوست و از مقید مطلق پیوندد شد

کامل گشت هنوز مکمل نیست جمیع است جمیع الجمع نیست فنا شد
 فنا و الفنا نیست زیرا که در خفی محو شد با ذبه تنزلات آسودن
 نمی تواند مجذوب گشت ساکت نیست مست گشت هوشیار
 نیست و چون ازین سکر بصره آید و این صحو عین سکر نماید انگاه
 در جمیع الجمع رود چنانچه در منازل ترقی کرده است منزل کند و
 آن منزل نیست بلکه ترقی در ترقی است زیرا که بدو آمده است
 و بدو می گوید و می شنود برائے تکمیل دیگران مقام است
 و این مقام جمیع الجمع است و فنا و الفنا است کائنات بائن
 انبیاء و اولیاء و مرشدان که دعوت می کردند درین مقام بودند
 که ایشان با حق حق باطل بودند خواب ایشان بیدار نیست و حتی
 ایشان عین هوشیاری است - ان عینی ینا و لا ینا مر قلبی -

واین جا قایل عین صامت است صامت عین قایل این بقلم
تکلیف است تا کرا دسند و کرا چنانند منها الاس باب النعم
و العاشق تسکن ما یجزع - سالک راقمے اول
صفاتی می شود بعد و قماے ذات درین هر دو مرتبه نهاده
اند چنانکه خدائے تعالی راسع صفات ذاتیه یعنی اسم و
ارکان الوهیت و امهات صفات نیز و آن این است
حیات علم و ارادت و قدرت و سماعت و بصارت و کلام
پس قماے صفات سالک بصفات الهی یعنی متصف می شود
بصفات اللہ و آن انیسیت - حیات بحیات حق و علم را بعلم
حق و ارادت را با ارادت حق و قدرت را با قدرت حق و
سمع را با سمع حق و لبصر را با لبصر حق و کلام را با کلام حق این جا

اتحاد معنوی میسر می شود که تمیز آن ممکن نیست اگر نظر ساکب
 بالحقیقت به آن افتد کما حقّه بداند و به بیند و بشنود کما حقّه
 و بهم خودی و دوی نیست که آن را وجود موهوم و حجاب میگویند
 دور کند درین مقام ساکب از خود فانی و بحق باقی می گردد و بصفا
 نه بذات و این را قرب لواقل گویند چنانکه کلام قدسی است
 لا اله الا الله وانا لله وانا اليه راجعون لا اله الا الله
 يتقرب الى الله بالخواصل حتى احبه وان احبه
 كنت له سمعاً وبصراً ويدا ولساناً ورجلاً وبي
 يسمع وبي يبصر وبي ياخذ وبي يطيش وبي ينطق
 وبي يعيش وبنائى ذات منور بانيت ودر مقامی رود و صفا
 منور اضافت به ساکب می کند چنانکه گفت له سمعاً و بی سمع

و ساک را نسبت بخود بنور مقام دوئی است. که التوحید
 قطع الاضافات. و چون در مقام فنا می رسد اضافت از ساکد
 بر خیزد و آن شور ساکیست بر فنا خویش تا آنکه شعور محو نشود
 فنا و انفاء میسر نشود. فاینما تولوا فله وجه الله ولی
 مع الله وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا بنی
 صرسل. این جا بصفت و ذات متسلک و فانی محض گردودین
 مقام صحوست که بالاتر از محو است و این جا اضافت و نسبت
 بر خاست. کل من علیها فان. این جا رومی میساید.
 کل شیء هالک الا وجهه سر برزند. لمن الملک لیوم
 لله الواحد القهار. خود بیان تمام است و کل شیء لیوم
 هو فی شان و ان ربی علی صراط مستقیم و کان الله

ولم یکن معه شیء - فمائی ذات این جا تمام گشت
و این را قرب فرائض گویند.

۵. به نقش خود است قمره نقاش

کس نیست در میان تو خوش باش

۵. جانان تو با ما بوده چندین چرا بنموده

آخر تو هم خود بوده الحمد شد یا نتم

حدیث مستغرق امتی علی ثلث و سبعین فراقه

کله فی الناس الا واحدًا - هفتاد و سه ملت اند مفقود

و دو ملت اهل ضلالت اند و یک اهل هدایت پس طالب ا

باید که خود را تفحص کند که من در کدام فرق ام و دانستن این امر

مشکل است ایشان را نیز دلائل و براین باطله اند پس شناخت

برد و نوع است یکے آنکہ خود را در قول و فعل و حال متابعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنید چنانکہ در حدیث
 الشریعت اقوالی والطرقتہ افعالی والحقیقت احوالی
 والمعرفۃ وصالی۔ اگر قال با قال رسول اللہ و حال با حال
 رسول اللہ و افعال بہ افعال رسول اللہ قدم بقدم خود را بپیر
 علیہ السلام باید بدانکہ در ہدایت است و گرنہ در ضلالت دوم
 آنکہ ماہی نہایت نیست و حدیث نیست پس ہر جا سالک میر خود
 را حد و نہایت بنید بدانکہ اہل ضلالت است و اگر سیرور و اوراء
 رو و دہ بیچ منزل فرو نیاید بدانکہ اہل ہدایت است نیز کہ اورا
 نہایت نیست ہر جا کہ مقام کند بت راہ او باشد چنانکہ من شغلک
 عن اللہ فہو صغیرک۔ پس طالب بے بیچ جا مقیم نہ باشد

دمنزل نہ کند بیت

محالست سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پے مصطفیٰ

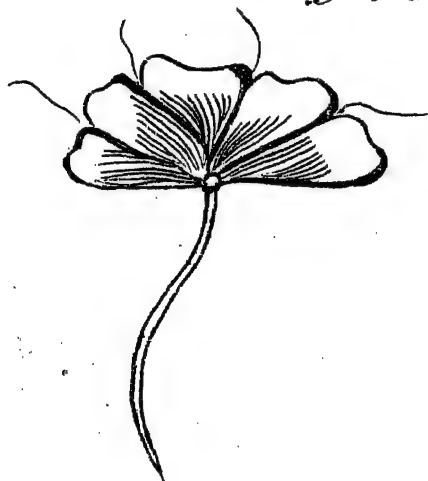
صراط مستقیم راہ توحید است و عشق کمال خبیر آن مسیر نہ گردد
مقام حضرت محمدی چنانکہ اول سالک را فنا و الفانی الشیخ تمام
در متابعت آنحضرت است و آن مقام جبروت است تا کہ راہ
جبروت قطع نکند در لاپہوت نہ رسد اگر کسی را بخت فرخ آفتد
اورا راہ عشق با متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میر گردد
و بے این باقی ہرہ نقصان و ضلالت است و شوقی کہ آنحضرت
را با حق بود از ان پر توے و سایہ برین سالک آفتد تمام
کار است بسخدمت مرشد کامل - اللہم ادرقنا و

ایا همدیا لعشق و الشوق و الذوق تمام است بجمع

صفات الله ولى التوفيق بالارشاد

تمت رساله حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہارونی

قدس سرہ الغزنی۔



قصه

حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

(در حدیث)

چشم بہ کشاکش طوہ دلدار	متجلی است از درود دیا
خن اقرب الیہ آمدہ است	دور افتادہ تو از پندار
کل شیء محیط می بینم	می سرای می بہ سخن موسیقار
تا بہ کہ در صفات حیوانی	ہیچو یکچند احمق بر عار
دوبہ پیش تو ایستادہ چو سرو	سرزد بردہ تو ز گس و دار
سر ز گرد نور بی بہر سر	بہ کشی در دو چشم پر ز نگار

از درون و بیرون شیب فراز
 شاید لا اله الا الله
 شعو حبه الله آیت به نظر
 کاروان نجات من روحی
 این تماشا جو بختری گوی
 احد است او اگر توبه شماری
 همه یک قطره است این بریا
 اسپ و فیل پیاده و فرزین
 می نماید به چشم احوال تو
 زاغ و طاووس را و مور و گس
 کافر و گبر و مومن و ملحد

از پس پیش و ز میمنه بسیار
 پیش تو پرده گیر و از رخسار
 و هو حکم نماید دیدار
 به سراغ تو بر کشا دیدار
 لیس فی الدار غیر نادیدار
 واحدیت رساندت به نزار
 همه یکدانه است این خروار
 به تن واحد آن سپیدار
 شتر و اسپ و فیل و گاو و حمار
 بلبل و قمری و چکا و کوسا
 مستقی و شقی و بدکردار

هر چه می بینی از جاد و نبات
 آسمان و زمین تشب و فراز
 این همه ذات پاکست دان است
 گر تو غلم یقین بدست آری
 روئے حق یقین عیان بینی
 به هم دیده میگری طاهر
 گوئی انگه خود که این همه است
 پس به خود گوئی و ز خود شنوی
 تو بدین پایه که رسی میهاست
 من طلبی و جدی آمده است
 من دانی فقد مرا ای الحق را

و ز وحوش و طیور و حیوان را
 از جنات و طیات انکار
 می کند جلوه با برین اطوار
 سوئے عین یقین بیایی بار
 شوی از کائنات برخوردار
 صورت خویش را به صورت یار
 راحت در رخ و اندک و بسار
 ملن الملک و احد القهار
 که خرت باز مانده از رفتار
 عاشقان را بدست هست اقرار
 زین سبب گفت احمد مختار

من عرف نفسه نهي فرمؤ	گر نمی دید حیدر کرار
رضی من کان هذا اعمی	بشنوید اے خزان کو و تسار
بهر که این جانید محروم است	در قیامت ز لذت دیدار
کار کن کار پیش از آنکه حل	بدر آرزو هستی تو دمار
منزل تو نه دوزخ و دیا است	پای مردی کن قدم بردار
قاطعان طریق در راه اند	شترت تو گسسته بهار
انامیسی بگو اگر مردی	ورنه چون ابلهان سگمنجار
به چه معنی انانیت کفرست	بیج فمیدی اے نخو کردار
خویشتن را گمومم یعنی	من سرانی بگو پیمبر دار
قل هو الله و صف احمد را	از میانش و لیک میم برادر
این سخن در تو کس کند تاثیر	دارد آئینه دلت زنگار

روزی از روزهای کلیم الله	خواست مرشد زایز و دادار
وحی آمد بر اے ادا که بر و	پیشا بلبلین مفسدان سالار
راه طے کرد و سرچکم نهاد	رفت پیش آن لعین ناچار
گفت خواهم من از تو ارشادے	کلاے تو در راه عشق پاک عیار
یعنی ایند برکے ارشاد م	بر سر تو نهاده تاج مدار
زین سخن همچو شعله سرچید	جست و بر جان شپ همچو تراز
گفت من از دم ازل دارم	طوق لعنت بگردن ادباً
تو ندیم اللهی نداری سنگ	تو کلیم اللهی نداری عسار
من کجا و طریق این احکام	من کجا و بیل این اطوار
من نهنگم نهنگ عصمت دار	من پانگم پانگ بن ادبار
راه در رسم خلالت از من چو کی	مفسدان را منم سپید لار

بہ زبان نیاز بازش گفت	اے تو در راہ عشق خوش رفتار
درس کرو بیان تو سیکھتی	نکتہ ہم برائے من بگسار
بہ نکتہ در آمد و بکشد	لب گو ہر نشان شوکر بار
گر ز من چشم داری این مہنی	ورمیں بر نویسی این طومار
من گھوٹا تو چھو من نہ شوی	این سخن راز من بہ خاطر دار
چون شوی چھو من بر پل انان	ہر چہ خواہی بگو و باک مدار
یعنی اول چھو من شولے مرود	زخم اور اسپر پر سینہ میار
چون شنید این سخن از دوسوی	گفت از روئے عجز والا کسا
راست گفتی درست فہمیدم	این سخن از تو اے ملک عیار
عین آہیم گرچہ در ظاہر	می نمایم لولوے شہوار
نام خود را کمون چو آئیم	ز آنکہ ما شہر یتیم شکر دار

آب را تو تمام زلال نگر	ثاله را عین آب می پندار
خوشتن را تو در میان بسین	سد اسکندر از میان بردار
لیک اندر قمارخانه عشق	بیز منصور کس نه باخت قمار
تا تو هستی خالے در خوابست	چون بمیری تو او شود بیدار
فتمنوا الموت ان کنتمو	صدا قین آمده است در اجتما
گر بمیری تو پیشتر ز اجل	نکت دبر تو تیرد خنجر کار
مکالموت را شود به یقین	همچو سیما بکشتنت دشوار
صید عفا کجا تواند کرد	بوالفضولے اگر رود شب کار
تو بخوف و حیا ازین درگاه	باز می مانی اے خجسته شاعر
از زبانست ہی کنی من و تو	جانن یک ز مانگی هشتاد
عشق گرد دولت فروز و شمع	روز روشن نماید شب تا

ذوق و شوق آغختان عیان بینی
 محو گردی چنان تو از مستی
 دو صفت سرزند ازین مستی
 یا به کل اللسان شود فاشی
 لیک طال اللسان هلاک شود
 و آنچه کل اللسان بود چه شود
 کم نه گردد ز کاشش یک سو
 آنکه او سر بد ز به سرست
 گاه طال اللسان بدها شود
 میزند موج اندرین مین
 او هر و نشان چو بلبلان بهار

که شوی مثل من ز خود بیزار
 نشانی کلاه اندوختار
 می طرازم به صفحہ اظهار
 یا به طال اللسان کند گفتار
 سر و پا گم کند بد دستار
 با سلامت به التید هموار
 گم نه گردد ز خرقة اشکبار
 و آنکه او سر بد ز به شیار
 گاه کل اللسان کند گفتار
 مطلعیم همچو مطلع الانوار
 او خموشان چو طبله عطار

غیر او کیت کو سخن گوید	یا خمش برشتید ای دلدار
از بپائے فریب خود خود گشت	جلوه در قد و در قدم رفتار
تاب در زلف دوسمه برآورد	سر مه در چشم و غازه بر رخسار
رنگ آت آب دریا قوت	بوی در مشک و مشک آتار
هست فعل خود است و خود منظور	خود تماشا و خود تماشا کار
عاشق خود خود است و خوش مشوق	خود طبعی خج و دست و خود بهیار
خود شده طوطی و خود آئینه	خود شده پیش طوطی آئینه دار
خود کند ساز هر گناه که هست	خود زند باز باب استغفار
حمد خود از زبان خود خود گفت	تا که بر خود شود پذیرفتار
خود پیر شده پیام آورد	گشت خود محترف نمود اقرار
گفت انا احسن بعظیم	از زبان محمد مختار

لی مع الله ومن الی گفت
 رب الی بگوش خود خود بخت
 باز خود گفت لمن ترانی را
 خود انا الحق زد از لب منور
 من نیم او خود است قیاسی
 هست کان یا حیات صرف ام
 روز آدینه بر سر منبر
 کرد توحید انزادی آواز
 مگر آنجا جنید حاضر بود
 آنچه من با او گفته ام بهفت
 گفت بهیات تا سیگانه عصر

هم خود از لطف سید الابرار
 خود بخود کرد حسرت دیدار
 بهر چه بهر گرمی باز از
 خود برآمد ز شوق بر بردار
 من نیم او خود است گفتا
 با همه خیر و شر خود دوار
 گشت شبلی برای خطبه سوار
 که یک است چیه چه صد چهره
 گفت اے پاک باز پاک عیار
 تو عیش می کنی اظهار
 سخن مشرکانه را بگذار

من بھی گویم وہی شنوم
 قلم باذنی و قلم باذن اللہ
 خواہ قرب افلش برخوان
 نیست جز نام فرق زیر و بم
 لوح دل را از نقش غیر بشوی
 نور چشم من از خودی بگذر
 گر بدین بال و پر کنی پرواز
 دانکہ غیر تو چیستستی تو
 چونکہ لا شرک است حکم خدا
 شرک و مشیت در حق و جلی
 اے پسر لا اله الا اللہ

نیست کس غیر من بہ ہر دو دیار
 بہ دو یک نعمت است از لیار
 خواہ قرب فرا نفس بہ شمار
 زیر و بم مینرند سر از یک تار
 خوشی تن را خداے خود انکار
 زانکہ باشد خودی ز جملہ خوار
 شاہ بازی تو جبریل سکار
 خوشی تن را کنارہ گیر کنار
 خوشی تن را از شرک پاک ار
 ہر دو ما پیش تو کتم انہار
 خود شرک خفی است دار

هست شرک جلی رسول الله
 گزشت شرک جلی خلاص شوی
 چون ازین شرکها خلاص شوی
 آن یکم وقت نزع شبلی را
 که بگوید لا اله الا الله
 تبسم در آمد و بشکفت
 گفت معشوق من را استغنا
 سالک بر جنید را پرسید
 به تکلیم در آگه مشرک کیست
 هر که نادیده نام او گوید
 دع نفساک تعال را بشنو

خویش را ازین شرک برادر
 خویش را از خنی خلاص شمار
 شوی آن وقت صوفی شطرا
 گفت آق دو که صغار و کبار
 مغفرت خواه زایزد غفار
 همچو مردی بهار و چهره یار
 نمکشاید ز روی رشوت کار
 کاسی ز سر تا قدم همه سرار
 گفت کاسی تره گوی گویند
 مشرکست آن فضل نامور
 اے برادر ز گوش پند برادر

هر که از دین نترد تا لختی سر
 هر که منکر شود بود مشرک
 چون دولی از میان برداری
 دین احمد گزین مسلمان شو
 این بت را شکنی چو ابراهیم
 شو هر قول و فعل تبع سلف
 شو بیاطن را بوسیت پرداز
 ظاهر خویش پاک کن بوضو
 پس وضو چیست پاک کردن دل
 حج چه باشد ز خود مفر کردن
 هست قربانی از پس حجت

هست او از جماعت کفار
 من را و چون خدا او بیزار
 تو نمائی و او کند گفتار
 بگزار از خویش و گیلان زینار
 گرد آتش روی شود گلزار
 غیر باطن به ظاهر بسیار
 کن بظاهر عهودیت اقرار
 باطن خویش را نماز گزار
 پاکی دل چیست تن از اغیار
 به کجا جانب بدایت کار
 قطع احکام طبعها یکبار

صفت طبع را چون نفی کنی	روے حق مبنی از درود یوا
روے بیکانه را که می نگری	آشنا و انمایدت هر بار
تا بخاری یگانگی را تخم	که دد شاخ آشنائی بار
شد جنابت تمام شرک دوی	غسل فرض است بشو دنیا
غسل چه بود بوطئه توحید	غوطه خوردن نیامدن بکنار
چیت تجربه گشتت آزاد	از هزاران هزار یار و دیار
بعد از آن از برادر و خواهر	بعد از آن از تمام خویش و تبار
غم اینها بهیچ نوع مخور	بگذر از جمله و سخن بسیار
ز آنکه داریم ما خداوندی	لطف او سبب بر همه غمخوار
بعد تجرید بایدت تفسیرید	یعنی انداختن شدن هزاره
قارخ الدین و تامل الدینا	نکن فرق افلاک و انفسا

دین و دنیا و دوزخ و فردوس
چھیت تے بہ گزشتن از جملہ
تو رہا کن بہ این خزان بسیار
چہ خدا و رسول و جنت و نار

نام این منتر مست ادا دے
ہست جائے شکیب و جلے قرار



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اولیائے عرفان و ہدایت

(مصنفؒ)

پیر و مرشد قبلہ

الحمد لله الذی تنزل علی عبدہ الکتاب ولعمری لہ
عوجا وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم کثیرا کثیرا۔

اما بعد جان اے بھائی حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر
ایک سچا غلام مطیع الرسول کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے اور اسی سے

ہمارا خطاب ہے غیر سے ہم کو کچھ کام نہیں۔

اے مطیع الرسول نیک شعار	رحمت حق پر تہنہ پیل بہار
یاد رکھ وحدت حقیقی کو	گہ دیے گہ نہ بھولے تو اس کو
ہاتھ سے کار دینی کرنا	دل کو سولا کے یاد میں رکھنا
ہمیں اچھا طریقہ رہبیاں کا	خوب مسلک رسول نیراں کا
یاد رکھنا مسائل وحدت	دین میں نچنگی ہو اور عظمت
مسئلہ وحدت وجود کے چند	میں نے لکھے ہیں اس میں کچھ نلند
حفظ کرو انہیں بخش تمام	آخری وقت میں آئیں کام
کوئی گر سیکھنا جو چاہے نہیں	مہوں اگر اہل تو سکھاؤ نہیں
مصطفیٰ پر درود اور سلام	احمد انشر میں کراہ تو سلام

جان اسے بہائی وحدت کے دو قسم میں مطلقہ اور مقیدہ۔

مطلقہ میں وجود غیر کی نفی ہوتی ہے اور مقیدہ میں وجود شل کی۔
 پھر وحدت مطلقہ کے دو شق ہیں۔

(۱) وحدت الوجود (۲) وحدت الشہود۔

وحدت الوجود کا تعلق عقائد سے ہے اور وحدت الشہود
 کا عمل سے آدمی کے مختلف مراتب ہونے کے وجہ سے ان کے عقائد
 کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ عوام کے عقائد کو خواص کے عقائد
 سے وہی نسبت ہے جو عوام کو خواص سے ہے۔

عوام کے لئے الہ باطلہ کی نفی لا الہ الا اللہ یعنی لا معبود
 الا اللہ کہنا کافی ہے جس سے شرک جلی سے نجات مل جاتی ہے
 اس مرتبہ کا نام شریعت ہے۔ شریعت میں اثبات معبودین
 تشریک ہے۔ اور اثبات الہ واحد توحید ہے۔ عوام کے لئے

عذاب جہنم سے نجات اور جنت کے نعمتوں سے تمتع دیدار خدا
اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتباع شریعت سے
حاصل ہو جاتی ہے۔ فمن نجا من نار جہنم عن النار وان خل
الجنة فقد فاسد۔ جو شخص نار جہنم سے بچا اور جنت میں داخل
ہوا وہ مراد کو پھونچ گیا۔ مگر خواص کے واسطے اتباع شریعت کے
ساتھ علی مرتبہ القرب توجہ الی غیر بھی شرک ہے۔ یعنی نفع و
نقصان ہدایت و ضلالت وغیرہ کو غیر حق کی طرف منسوب کرنا
اس مرتبہ میں شرک ہے۔ مگر شریعت میں ایسا نہیں ہے۔

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگر عز و جاہ است و گر ذل و قید

من از حق شناسم نہ از عمر وزید

کیونکہ نافع و ضار سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ اس
 مرتبہ کا نام طرقتیت ہے۔ طرقتیت میں توجہ بغیر حق تشریک ہے
 اور توجہ بحق توحید ہے اور یہ شرک خفی ہے۔ جو لوگ اس مرتبہ
 سے بھی اونچے ہیں۔ ان کے لئے اتباع شریعت و طرقت کے
 ساتھ شرک فی الوجود بھی شرک ہے۔ یعنی وجود میں غیر حق کو
 شریک کرنا اور یہ کہنا کہ وجود وہیں۔ ایک وجود اللہ تعالیٰ کا
 اور دوسرا وجود خلق کا اس مرتبہ میں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔
 اس مرتبہ کا نام حقیقت ہے۔ اس میں اثبات موجودین ^{بیک} تشریک
 اور اثبات موجود واحد توحید ہے۔ اس مرتبہ کا شرک شرک
 اخفی کہلاتا ہے۔ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم
 مشرکون۔ اور نہیں ایمان لائے اکثر اون کے ساتھ اللہ کو

مگر وہ شرک کرنے والے ہیں۔ اس سے اونچا مرتبہ معرفت کا ہے
 اس مرتبہ میں شہود غیر حق تشریک ہے اور شہود حق توحید ہے
 مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مصرع اس مرتبہ کا پتہ دیتا ہے
 غر۔ ہر چہ پیدا می شود از دور پندارم توئی۔

وحدت الشہود اسی مرتبہ کا نام ہے۔ یہ عمل کا مرتبہ
 ہے۔ یعنی کسب سے بذریعہ شیخ کامل کی غلامی سے حاصل ہوتا ہے
 اور کبھی بے ریاضات شاقہ عنایت ہوتا ہے۔ فی الکلی فضل اللہ
 یوتیہ من یشاء۔ اور مرتبہ وحدۃ الوجود مرتبہ علم ہے جو عالم
 ربانی کی تربیت پر موقوف ہے۔ وحدۃ الوجود کو ایمان بھی
 کہہ سکتے ہیں جس کی بناء تصدیق خبر پر ہے۔ اور وحدۃ الشہود
 احسان ہے۔ جس کی بناء شاہد ہے پر ہے۔ ایمان اور شہدے

مشاہدہ اور شے ہے۔ ایمان کے معنی تصدیق خبر ہے اور مشاہدہ
 رویت خبر عتہ ہے۔ شریعت ایمان کی تکلیف دیتی ہے اور
 معرفت مشاہدے کی وہاں شہود علمی یعنی علم الیقین ہے اور
 یہاں شہود عینی یعنی عین الیقین ہے۔ علم الیقین کے مرتبہ
 میں جو ایمان کا مرتبہ ہے۔ عین الیقین یعنی مشاہدہ کی ضرورت
 نہیں ہے۔ یعنی ایمان کی تکمیل مشاہدہ پر موقوف نہیں۔
 یومنون بالغیب مومنین و متقین کی صفت کاملہ ہے۔
 کیونکہ ایمان کی تعریف میں مشاہدہ شرط نہیں ہے جیسا کہ اوپر
 معلوم ہوا۔ وحدۃ الوجود کے معلوم کرنے کے واسطے پہلے سمجھ لینا
 ضرور ہے۔ وجود ایک اور ذات دو بوجہ ذیل سے ہے۔
 دو ذات یعنی ایک ذات حق کی اور دوسری ذات خلق کی۔

ذات حق وجود محض ہے ازلاً ابداً اور ذات خلق عدم قابل
 الوجود ہے۔ اور ہر ذات اپنی اپنی صفات کی حامل اور مسند
 الیہ ہے۔ ذات حق چونکہ وجودی ذات ہے وہ ہمیشہ وجودی
 صفات سے موسوم ہے مثلاً حی۔ علیم۔ قدیر۔ صمد۔
 سمیع۔ بصیر۔ کلیم وغیرہ یہ سب وجودی صفات ہیں اور
 ذات خلق چونکہ عدمی ذات ہے وہ عدمی صفات سے موصوف
 ہے۔ جو وجودی صفات کے اخذ اور ہیں مثلاً حی کے مقابل
 ممیت۔ علیم کے مقابل جاہل۔ قدیر کے مقابل حادث۔
 قدیر کے مقابل عاجز۔ صمد کے مقابل مضطر۔ سمیع
 کے مقابل اصم۔ بصیر کے مقابل اعرج۔ کلیم کے مقابل
 ابکم۔ حضرت شاہ کمال الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہر علم

لحظہ بہ لحظہ دم بدم میں میں ہوں حق موجود ہے

عاری تیا و علم کرے قدرت بے خواست ہوں

احوال اپنا کیا کہوں میں میں جس حق موجود ہے

میں ہوں اہم شواہ حق میں بے بصر بنیا حق

میں گنگن ہوں گویا ہے حق میں میں جس حق موجود ہے

اگر خلق کی کوئی ذات لیتے حقیقت ہو صرف ایک ذات

حق ہی کی مافی جائے۔ تو ان عدی صفات کا کوئی حامل اور

مسند الیہ نہیں رہتا۔ جب ذات حق حی۔ علیہ ہے تو مردہ

جابل و غیرہ کے صفات کس ذات کے طرف محول کئے جائینگے یعنی

اون صفات کا موصوف کون ہوگا۔ اور صفات خواہ وجودی ہوں

یا عدنی اون کے واسطے موصوف کا ہوتا ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی
 صفت اپنے موصوف کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک ذات
 حق ہی کی ہو اور دوسری ذات کی نفی کی جائے تو لازم آئے گا کہ
 اون عدی صفات کی حامل بھی ذات حق ہی ہو۔ یعنی اس صورت
 میں کہنا پڑے گا کہ حق زندہ ہے اور حق مردہ ہے۔ لھذا باللہ۔
 ذات حق وجود محض ہے عدی صفات سے موصوف نہیں ہو سکتی
 کیونکہ حق زندہ ہے مردہ نہیں کہہ سکتے۔ تم نے بچوں کا منہ مصلّا
 ہوئے مستاموگا۔ چہی چہی کتا کھا۔ دودھ ملائی میرا تہا کھا جب
 دودھ ملائی اس کے نہنے نے کھائی۔ چہی کھانے کے لئے اوکو
 دوسری ذات یعنی کتے وغیرہ کو دھونڈتا پڑا۔ دوسری ذات
 تہاتی تو چہی بھی نہنے میان ہی کو کھائی پڑتی۔ جب ایک مان

اپنے نہنے کوچھی سے بچانے کے واسطے کتے کو تلاش کیا تو
 اگر حق سبحانہ تعالیٰ نے جو ہر نقص و عیب سے منزہ ہے
 اپنے صورِ علمییہ کو ذاتِ خلق ٹہرا کر نقائص کی پوٹلی کو خلق کے
 سر رکھا۔ جس کی وہ مستحق تھی تو کیا بعید ہے۔ معلوم ہوا کہ دوسری
 ذات کا ہونا ضرور ہے۔

بچا رہ خرا اگر چہ لے تمیز است

چون بارہی بر د عزیز است

ذاتِ حق صفات و جود یہ سے موصوف ہے اور ذاتِ خلق
 صفات عدسیہ سے۔ اب ایک ذاتِ خالق۔ حاکم۔ رب۔ الہ
 سہمی اور دوسری ذات۔ مخلوق۔ محکوم۔ مرئوب۔ عابد۔
 ٹہری۔ یہی منشاءِ شریعت کلمہ ہے۔ اور یہی تعلیم کلمہ طیبہ

لا الہ الا اللہ کی ہے۔ جس کا اعتقاد دخول اسلام کی
 پہلی شرط ہے۔ جب تک ذات حق اور ذات محمد یعنی ذات
 خلق کی تصدیق نہ کی جائے اس وقت تک کوئی دائرہ اسلام
 میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ یعنی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے
 معلوم ہوا کہ یہ ہر دو ذات ایک دوسرے سے حقیقی متنازع
 ہیں۔ کیونکہ ایک ذات وجود محض ہے۔ اور دوسری ذات
 عدم ہے۔ عدم اور وجود میں تباہی کلی ہے۔ اِنْ كَانَ حَقًّا
 فَلَيْسَ خَلْقًا اَبَدًا وَاِنْ كَانَ خَلْقًا فَلَيْسَ بِحَقٍّ اَبَدًا۔ اگر
 ذات حق کو ذات خلق کا عین کہا جائے تو لازم آئے گا کہ ذات
 حق تو ذوالنہد عدم قابل الوجود ہے اور اس کو وجود محض
 تسلیم کیا گیا ہے اور اگر ذات خلق کو ذات حق میں عین کہا جائے

تو لازم آئے گا کہ ذات خلق وجود محض ہے۔ حالانکہ اس کو علم
قابل الوجود مانا گیا ہے و **هَذَا خَلْقٌ**۔ دو ذات کے ثبوت
میں مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

با خدا اور ازل دو علم بود	علم بالذات علم ماہیات
با ہمین ہر دو علم ثابت بند	کہ بود غیر ذات ماہیات

اسی طرح مولائے روم علیہ الرحمۃ نے دو ذات کے ثبوت
میں ہر ذات کی ایک صفت خاصہ کو لیکر دو ذات کا ثبوت اور
ان میں حقیقی غیریت کو ایک شعر میں بیان فرمایا ہے۔ گویا کلمہ
طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** کی تفسیر فرمائی
ہے :-

جہاں معشوق است و عاشق پردہ	زندہ معشوق است و عاشق مر
----------------------------	--------------------------

جملہ معشوق است یعنی لا الہ الا اللہ۔ عاشق
 پردہ یعنی محمدؐ السلول اللہ لا الہ میں جنس معبود
 کی نفی ہے۔ چونکہ معبود کو موجود ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ معدوم
 شے معبود نہیں ہو سکتی لہذا لا الہ جملہ موجودات کی نفی کو
 مستلزم ہے۔ اس واسطے کہ اگر کوئی شے معبود ہوتی تو وہ
 بذات خود موجود ہوتی۔ مگر جملہ موجودات عالم میں کوئی شے
 بذات خود موجود نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ لہذا کوئی
 شے معبود نہیں ہے سوائے اللہ سبحانہ کے۔ کان اللہ و لہ
 لیکن شیئاً غیرہ (بخاری) اور وہ اب بھی اَلَا نَ کَمَا کَانَ
 ہے اور یہ لا یعنی جوئی الا اللہ کی دلیل ہے۔ عاشق
 پردہ۔ یعنی محمدؐ اپنے جملہ خلق اس پردگی کے واسطے بمنزلہ

پردہ کے ہے جس کی آڑ میں حقیقتاً پردگی کام کر رہا ہے۔ اس
 سے دو ذات کا ثبوت ظاہر ہے۔ ایک ذات پردگی کی
 اور دوسری ذات پردہ کی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ پردہ اور
 پردگی میں ذاتی غیریت ہے۔ پردگی اور شے ہے اور پردہ
 اور شے۔ پردگی کو کہیں پردہ نہیں کہہ سکتے۔ ایسے ہی پردہ
 کو پردگی نہیں بول سکتے۔ ایسے ہی حق و خلق پردگی اور پردہ ہی
 شیخ اکبر نے اس پردہ کو اسباب سے تعبیر فرمایا ہے۔ مطلب
 ایک ہی ہے۔ دوسرے مصرع میں مولانا نے اس شبہ کو
 دفع فرمایا ہے کہ کوئی بہر دو ذات کو غلطی سے موجود و وجود
 نہ سمجھ بیٹھے اور یہ بتا دیا کہ

زندہ معشوق است عاشق مردہ

یعنے زندہ صرف معشوق یعنے اللہ ہی ہے۔ اور عاشق یعنے محمد[ؐ]
 یعنے جملہ خلق مردہ ہے۔ اس واسطے کہ زندگی وجود کی رتبہ
 پہلی صفت ہے۔ اور مردگی عدم کی پہلی صفت ہے۔ پھر وجود
 حق کی حقیقت ہے۔ جو کبھی عدم یا عدم کی کسی صفت سے
 ازلہ ابداً موصوف نہیں ہو سکتا۔ اور عدم خلق کی حقیقت ہے
 جو کبھی وجود یا وجود کی کسی صفت سے ازلہ ابداً موصوف نہیں
 ہو سکتا۔ ہر اشیاے عالم جو موجود نظر آتی ہیں۔ وہ صرف
 وجود حق کو عارض ہونے کی وجہ سے جیسے بتقرقا ضرورت
 جسیہ کا ہیولی جسم مطلق سمجھا گیا ہے۔ ایسے ہی تمام صور
 عالم کا ہیولی حقیقتاً وجود حق ہے۔ جیسا کہ اس توہم کا مقولہ
 ہے۔ **اَلْعَالَمُ مُتَبَجِّعٌ اٰجَنْ اَعْمَ اَسْرَ اَضٌ وَّ اَلْمَعْرُوضُ**

ہو الوجود۔ اس واسطے کہ حقائق ممکنات محض صور علیہ
حق تعالیٰ ہیں۔ صور کا نمود بغیر کسی شے کو عارض ہونے کے ممکن
نہیں۔ مرتبہ ثبوت میں علم حق کے ساتھ ثابت نہیں۔ خارج
میں وجود حق کے ساتھ قائم ہیں۔ وجود حق اپنی علمی صورتوں
کے پردوں میں خود ظاہر ہوا۔ اسی ظہور کا نام خلق ہے۔ حضرت
شاہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صورت اشیاء سے اپنی ذات حق ظاہر کیا

رنگ سے مہر اپنا نور جون باہر کیا

وجہ دیکھا آپنا لیکن لباس غیر میں

صانع کامل دیکھو کیا صنعت نادر کیا

ہے ہوا ظاہر دلیل اس بات کے اثبات پر

نفی سے محبوب ناحق آپ کو کا فر کیا

باوجود بے چگونی آپ کو باچون منا

مثل محمود وایازاد کا شق ہر سر کیا

جون ظہور اپنا کیا درین ظہور خلق کا

یون ظہور اس کا ظہور اپنے کا درین پھر کیا

گنج مخفی میں جو کچھ تھا منہج اور منہج

آستار ادس کو عجب حکمت سے اوفانظر کیا

ممکنوں کی رکھ کے اعدام مقید پر نظر

ذات مطلق اون کو منظور آپ کو ناظر کیا

کر کے اون پر پر تو اندازی الوار وجود

مثل کو خارج مین اون کی دائرہ سایہ کیا

غیب میں معلوم اور خارج میں جو معدوم تھا
 اوس کو با احکام و با آثار خود حاضر کیا
 حضرت بشبیہ تھا مستلزم اظہار خود
 کر عدم سے خلق کو موجود اور قادر کیا
 تھا کمالِ رومی کا اقتضا جو آپ کو
 امر الیجادی کے مامورات کا آمر کیا
 اقتضائے ذاتِ استعداد اصل این و آن
 آپ کو ظلِ لطیف منظر و قاہر کیا
 جو کہا سب اس سے ہے ناسب ہی کب اپنا
 یسے دل شرک خفی کی لوث سے ظاہر کیا
 جس نے بولا سب ہی ہے اس سے کیا بات

جدو جہد اس علم کی تحقیق میں قاصر کیا
جو کیا ہے ان دونوں ضدوں کو عین یکگر

عرصہ عرفان میں خنک فہم کو شاطر کیا
کئی ہزار ان ناقص تحقیق رہ گئے اسے کمال

فیض حق شہسیر کو اس عالم کا ماہر کیا
جس کے معنی پیدا لینے ظاہر کرنے کے ہیں یا کہو کہ اپنی صورت
علمیہ کو اپنے شیون و صفات کے مشابہ سے کے واسطے آئینہ
بنایا۔ خلق اور اہل کے عدم کے آئینہ میں اپنے کو موجود جہل
میں اپنے کو عالم دیکھا۔ مردگی کے آئینہ میں اپنے کو حی۔ عجز
میں اپنے کو قادر وغیرہ وغیرہ۔ اَلْاَشْیَاءُ كَذِبٌ بِاَصْدَائِهَا
ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ حضرت شاہ کمال الدین قیسا

قدیس سرہ کی غزل یہاں درج کی جاتی ہے شہرخص اپنے حصہ
کے موافق اوس سے بہرہ اندوز ہوگا۔ انشاء اللہ سے
موم کی ذات ہے موجود و جودی مثلاً

اپنی ہستی میں نہ محتاج ہے کس کا اصلاً
نرمی موم بھی موجود ہے اما ذہنی

موم لے ہاتھ میں اور عقل سے نرمی کو پیا
موم کو ذات سمجھ اور صفت نرمی کو

الفکاک اوس کو نہیں اس سے مجوز قطعاً
موم مشکون کو دکھایا صفت نرمی سے

ورنہ ہر شکل سے ہوتا نہ تجلی نہ سرا
موم موجود و جودی ہوا نرمی ذہنی

کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا

لوگ موجود وجودی سستی کر قطع نظر

کریں موجود اضافی کے طرف چشم کو دیا

موم موجود وجودی ہے نہ اشکال و لیک

موم کی ہستی سے اشکال ہی موجود ہوا

بلکہ موجود و شہود ہے فی الواقع موم

ذات اشکال سراسر عدم نسبت منا

سوئے تنزیہ کوئی گرجو کرے نسبت موم

گر کہے موم کے متین خالق اشکال بجا

اور اصافیت جو کرے موم کی تشبیہ طوف

عین اشکال وہی موم کہے گا نہ سوا

سکھل اغیار سے خود موم کیا گر چہ ظہور

یاں وجود اور ہے موجود و گراے داتا

نین ہے موجود مقصود مگر کثرت خلق

حق مطلق ہے عبارت از وجود یکیت

خلق کو صوفیہ جو کہیں حق کو وجود

ایک ہستی سے دو موجود بھی کہنا ہے روا

پس یقین لوح کہ در عالم ہستی وجود

کوئی نہ موجود ہے جز ہستی مطلق ابد

یہہ تمامی ہے بیان وحدت ہستی کا کمال

لیکن از روئے حقائق جو حق و خلق جدا

میرے استاد مرحوم حضرت حکیم مولوی عنایت اللہ خاں

نور اللہ مسجد فرماتے ہیں سے
 اگر آئینہ ہے عاشق تری زلف مسلسل کا
 نگاہ نازتے او سچا کیا رتبہ سمجھل کا
 تو ہے آئینہ سے ظاہر ترے سے آئینہ روشن
 یہ سودا گھر کا گھر ہی میں ہوا بدل و بدل کا
 تری اے کندن خالص ہی ہے چاشنی جو قحی
 بنا اگر چہ کہیں سمرن کہیں تعویذ ہیکل کا
 کہیں کنگن کی صورت ہے زریب ساعد میں
 کہیں ہے کلس کا قبہ کسی تاج منکمل کا
 نگہ پڑتی ہے سونے پر ہوا محسوس خود سونا
 ظہور اس کا ہے چھا گل ہے نہیں ہونا چھا گل کا

مندر ہے جمال حق کم و کیف و تغیر سے
 ہوا آئینہ کیف و کم تغیر حسن اکمل کا
 تری آغوش سے جانان بھلا کر سخت مضطرب
 مگر نقشہ ہر آنکھوں میں ترے دربار اول کا
 تری محفل سے جو نکلا پریشان اور حیران ہے
 ترے دہن میں ہر دیوانہ انا الحق یاد کل کا
 حکیم مست آغوش عدم کو ایک دم تو نے
 پھنسا یا لا کے چنگل میں بھلا ہو تیرے چنگل کا
 یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ذات خلق کو ذات حق کے
 ساتھ باوجود حقیقی غیریت کے عینیت حقیقی کی قرابت ازل سے
 ثابت ہے۔ مرتبہ ہویت یعنی احدیت میں عینیت اندامی

حاصل رہی۔ اور مرتبہ وحدت یعنی مرتبہ علم میں عینیت علمی
 رہی اور واحدیت یعنی عالم تفصیلی میں عینیت علم تفصیلی اب
 خارج یعنی مخلوقیت کے مرتبہ میں عینیت وجودی ہے۔ یعنی
 احدیت میں ذات حق سے مسلوب نہیں۔ اور علم میں اجمالاً
 وتفصیلاً علم الہی سے مسلوب نہیں رہا۔ اب مخلوقیت کے مرتبہ
 میں وجود یعنی ہستی حق لئے کر پیدا ہوا کیونکہ حقائق خلقی صور مخفیہ
 ہیں جو بغیر کسی شے کو عارض ہونے کے اس کی نمود ممکن نہیں
 جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ حضرت شاہ کمال الدین صاحب قدس سرہ
 کی غزل بھی قابل ملاحظہ ہے۔

صورت سے ممکنات کے جب حق ہوا عیاں

ہیں حکمتیں بالنعین اوس کے درمیان

ایک یہ کہ خود بصورت اشکال علم خود
 خود ظاہر و عیان ہوا اور باطن و نہان
 پس سنی کلام ہو الظاہر از نبی
 ظاہر بہ صورت ہمہ حق است بے گمان
 دیگر کہ اس ظہور میں پائے ظہور سب
 خارج میں حکمہا و اثر ہائے ممکنان
 یعنی جو علم حق میں ہے ثابت یہ کمالات
 از طول و عرض و کیف و کم و قدر غیر ان
 اس واسطے کہ حق ہے بری ان تمام سے
 ذاتاً وجود محض ہے بے چون و بے نشان
 پس وہ وجود محض کہ باقیہ چند و چون

ظاہر ہوا بصورت مادہ شکل تان

محض از پئے ظہور مہمہ ممکنات ہے

از ممکن بطون یہ سراپردہ عیان

صورت جہان کی علم سے تباہی عین میں

جب حق کیا ظہور خود از صورت جہان

شہیرہ پر منمن مہمہ اوست میں کمال

کیتا مہمہ از وست کو ثابت نہ ہے بیان

شیخ اکبر نے حدیث الشَّحْنَةُ مِنَ اللَّهِ سَوَقَاتِ

مکیہ میں اس قرابت کو ثابت کیا ہے شحْنَةُ لغت میں

رحم کو کہتے ہیں یعنی رحم و عن شے متق ہے۔ مطلب یہ ہے

کہ رحم اللہ سے رگوں کی جالی کی طرح جالدار قرابت رکھتا ہے

یعنے جیسے رشتہ داروں کی رگوں میں باہمی قرابت کا جال پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلق کو حق کے ساتھ قرابت قدیمہ ہے کیونکہ خلق اسی کی ذات کے شیون اور اسی کے صور علمیہ تو ہیں کہین باہر سے نہیں آئے یعنی ماہیات ممکنات اپنے ثبوت میں ذات واجب کی محتاج نہیں۔ بلکہ اس کے شیون ذاتی ہیں جو بے صل جاعل ذات حق میں مندرج ہیں۔ ع

چودر نواف پٹیلین محل از پیش بود

یہاں حلول یا اتحاد کا شبہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ حلول و اتحاد کے واسطے دو موجود فی النہج کا ہونا شرط ہے تاکہ ایک موجود دوسرے موجود میں حل یا متحد ہو۔ یہاں موجود صرف ذات حق

ہی ہے۔ دوسری ذات خلق ہے جو معدوم ہے اور موجود معدوم
 محل اتحاد یا علول یا اس کا محدود نہیں ہو سکتا ہے
 عینیت وجودی و غیریت حقی

انکار اس دو قول کا ہر جھل و احمق
 جیسا کہ ہے بیگانگی محض ملحدی

بیگانگی صرف کا قائل ہے ندقی
 باکون غیریت، یہ دو ضد کی جمع میں

ثابت موحدی و محقق حقیقی

واقع ہے فرق و جمع حقیقی کے ضمن میں

کامل میان شرع و حقیقت مطابقی

آیت حدیث قول مشائخ یہ رمز ہے

ناظر ہیں ہم دلائل عقلی و منطقی
اول گواہ عہدہ اور وحدہ دگر

رکھ سکواؤ کو مستوی اے مومن تہی
ہے مخفی غیر حقیقی بلا خلاف

حضرت خدا کی خالق اور او کی اذنی
ارسل ہر پیرو انزال ہر کتاب

ہر مومن سعید و ہر کافر شقی
سن یغفر عذاب بھی عیبت حق

کہتا ہے کس کو کفر حق و باطل میں تاری
لا تظرونی آپ جو فرمائے مصطفیٰ

تا آخرش مگر تو سنائیں اے جنتی

بے شرع زندہ ہے حقیقت کہے ہیں غیث
 جن کے سخن کو شرع و حقیقت میں اوستی
 ہجرت میں صل و صل میں ہجرت ہے کیون کہے
 بندہ نواز خسرو اقلیم عاشقی
 ذات و صفات میں ہے خدا خلق سے جدا
 اس کی کرے عقیدہ جامی صدیقی
 لیتنہ بغیر آیا کہے ہیں کیون
 تکمیل کی کتاب میں عبدالحق حقی
 اشیا کا عین میں ہے خدائی دوا تھا
 فرمائے شیخ اکبر صوفی متقی
 من لا یلکون فیہ من العبد و مجرب

مانحن فیہ کی کرے اثبات صادقی
 جبراً اگرچہ حال کے غلبہ میں کہہ گیا
 لیکن نہ حق ہوا اوسین انا المحقق
 واجب قدیم ممکن و حادث اگر جو ہوئے
 آوے ہے لازم اوس میں تو قد حقائق
 مہوارہ نین خدا کو سزاوار بندگی
 بندہ کونین ہمیشہ خدائی کی لائق
 جو کچھ کہ غیر حق بحمیع الوجہ ہے
 با ذات و با صفات ہے معدوم مطلق
 کہتے ہیں جس کو غیر حقیقی ہم اس کو ہے
 الحق یگانگی حقیقی سے ملحق :

فی الجملہ کائنات میں اس بات میں یقین
 حاصل نہ ہو دے تانہ کرے پیرِ مشفق
 مگر ہے اس کو مرشدِ کامل کہ در ازل
 مقوم میں کیا ہے قصا جس کے سابق
 شکر خدا کہ حضرت شہسیر کو دیا
 ہر شیخ سے سلوک معارف میں ناقص
 باوصف غیر خلق کو حق جان اے کمال
 کر رفع دل سے اپنے خیالات مابقی
 ہر شے مندج مندج فیہ سے متغائر ہوتی ہے۔ لہذا عینیت
 اندماجی اور اسحالت میں غیریت علمی شیونی ہر دوازی ہیں۔ یہ
 ہنیں کہ مرتبہ ہوتی میں یہ سلوب عن الذات تھیں۔ ہاں

خارج میں آنے کے واسطے وجود حق کی محتاج ہیں۔ لہذا ان کے اقتضات اور قابلیت کے پورا کرنے کے لئے جیسا جس حقیقت کا اقتضاء تھا وجود حق نے ان صورتوں سے خود ظاہر ہو کر ان کی اقتضات کو پورا کیا۔ جیسا کہ فرمایا اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاكَ اور نيز اَتَاكَ مِنْ كُلِّ مَسْأَلَةٍ مَّوَدَّةً جس کا مطلب یہ ہے کہ میں سائل کے سوال کو پورا کرتا ہوں اور جو تم نے مانگا وہ میں نے تم کو دیا یعنی خلق کی طلب کے موافق خلق نما بنا بخلق آدم علی صوْسَیْم یعنی مرتبہ علم میں آدم کی جیسی صورت تھی اسی صورت پر آدم کو پیدا کیا یعنی آدم کی صورت سے خود ظاہر ہوا اور حقیقت انسانی کا جیسا کچھ اقتضاء تھا انسانی صورت سے آپ ہی اوس کو پورا کیا۔ ایسے ہی تمام

حقائق ممکنات کے افعال و خواص کو علم الہی نے ان کی صورتوں
 سے جیسا کچھ معلوم کیا عالم خالق میں ویسا ویسا خود بنکر ظاہر
 فرمایا۔ ہر صورت سے اس کی قانینیت اور اس کے گنوں
 کو جانچ کر جو علمی نقشہ تیار کیا اسی کا نام تقدیر الہی ہے جو
 مست نہیں سکتی۔ اور چونکہ ان کے قابلیات کے امتقنائی
 سوال پر نقشہ تقدیر کو مرتب کیا ہے۔ جو ان میں بے جمل
 جاعل ثابت تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی الزام
 ظلم و جبر کا نہیں آسکتا۔ جیسا کہ اس کا قول و اِتِّقُوا
 مَلِكِي مَا سَأَلْتُمُوهُ جیسا اوپر مذکور ہوا اور نیز فرمایا۔
 وَكَوْنُوا شَاءَ اللَّهُ هَذَا كَلِمَاتُ الْجَمْعِ اِنْ اَشَاءَ اللَّهُ يَنْصُرْ
 كَوْنًا أَوْ يَنْصُرْ كَوْنًا۔ یعنی مگر تم نے نہیں چاہا۔ لہذا جو تم نے مانگا وہی

ہم نے دیا۔ ایمان کے طالب کو ایمان اور کفر کے طالب کو
 کفر سعید کو سعادت اور شقی کو شقاوت۔ وَلَوْ شَاءَ رَبِّي لَأَمَنَّ
 لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمْعًا أَفَأَنْتَ تُكْذِبُ اللَّهَ
 عَنِّي لِيَكُونَ الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین
 کے تمام آدمی ایمان لاتے۔ کیا پھر تو ان کو زبردستی سے مومن
 بناتا ہے۔ اسی مضمون کو ابو طالب کے لئے ہدایت کی دعا کے
 اصرار پر پھر اعادة فرمایا۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ
 پیارے نبی جس کو دوست رکھتے ہو اس کو ہدایت نہیں کر سکتے
 یہ کام تو اللہ ہی کا ہے کہ جس کو چاہے ہدایت کرنے۔ تم خدائی
 کے گمراہ نہیں جانتے۔ اور قدرت کے استعمال سے ناواقف ہو
 ہم اگر چاہیں تو ہمارے مین ایسی قدرت ہے کہ ہم روز میں

آدمیوں کو ہدایت کر دین اور تمام لوگ مومن بن جائیں مگر
 جب اون کی استعداد اور قابلیت کا اقتضاء ایمان کا نہیں
 تو ہماری غنائے مطلق کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اون کو زبردستی
 سے ہدایت پر لائیں اور جبراً مومن بنائیں۔ تم اون کی اقتضاء
 سے واقف نہیں کہ ہدایت پر آنے والے کون لوگ ہیں۔ وَهُوَ
 اعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ ہدایت پر آنے
 والے کون ہیں۔ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّآسَمِعَهُمْ وَلَوْ
 لَّاسَمِعَهُمْ لَتَوَلَّوْهُمْ وَهَمَّ مَعْشِرُ صُوفِيٍّ۔ اگر اللہ تعالیٰ ان
 میں کچھ بھی بھلائی کی قابلیت جانتا تو اون کو کلمۃ الخیر کہہ سکتا
 مگر اون کی ذات میں خیر کی جگہ سرفتنہا اس لئے اوہیں کلمۃ
 نہیں سنایا اور بالفرض سناتا بھی تو وہ منہ موڑ کر پھر جاتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تقدیر الہی اور ان کی ذاتی قابلیت کے مطابق ہوئی۔ ہاں اگر ان کی قابلیت جو کہ ان کی ذاتیت میں بھل جامل ہوتے یعنی اللہ کے بنائے ہوئے ہوتے تو البتہ خیر اور شر۔ سعادت و شقاوت وغیرہ وغیرہ کے الزامات جامل کے سر پر تھوپے جاتے۔ اور وقت اللہ تعالیٰ کے قول مَا أَنَا بِظَالِمٍ لِّلْعَبِيدِ اور فَلِللَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ وغیرہ کی تاویل مشکل تھی۔ اس دقیقہ کی ناواقفیت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ تقدیر اور جبر کے مسئلہ میں غفلت الحواس اور ادائے مابہوالتی سے کوسوں دور ہیں۔ سب سے بڑا جواب ان کے پاس محکم مالکانہ کا ہے کہ بزور مالکیت جو چاہے کر سکتا ہے۔ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ جو ارادہ کرتا ہے کر دیتا ہے

لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ كُوئی اس کے حکم کو پیچھے نہیں ڈال سکتا
 لَا يُسْأَلُ وَ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ رَسَائِلُ - کسی کو اس کے
 فعل میں چون و چرا کی مجال نہیں اگر حکم مالکانہ خلقت کو حرف
 گیری سے مانع ہے تو ما انا بظلام للعبید اور فللہ الحمد
 ۲ البالغۃ کے فرمانے میں اوس کے عدل اور انصاف کو سرخروئی
 نہیں بلکہ از قسم یک بندگی ہزار بیچارگی۔ سطوت اور جلال
 اور رعب شاہی سے عاجز ہو کر اوس کے ظلم کو عدل کہا جاتا ہے۔
 ایسے ایمان کا دعوئے پاکان خدا کے رد و کس قدر شرمناک
 دعوئے ہے دل میں وعدہ ظلم زبان پر اقرار عدل صریح نفاق
 ہے۔ ادب مانع جنبش زبان تحریر کے شفتین مخوف سلب
 ایمان ایسا نہیں مومن صادق بنو۔ دامن الوہیت ظلم و جبر کی

گرد سے بالکل پاک اور منزہ ہے جس کے دل میں جس قدر
 ظلم کا خطرہ ہے اسی قدر ذہ دل ایمان سے خالی ہے۔ ایسے
 لوگوں کے روبرو یوم الحزین اور ان کے حقائق پیش کر دئے جائیں گے
 کہ اپنے حقائق کو دیکھ کر جو اعتراض کرنا ہو کہ اس وقت خدا
 کے سوا کیا ہے۔ اس واسطے فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کیونکہ
 اس کا فعل تمہارے ختمہ حقائق کو جھٹلنے والا اور خفیہ قابلیت
 کو ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر کس کو سوال کی مجال ہے۔ **أَلَيْسَ
 كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُمْ أَنْ يَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ كَلَّا إِنَّا
 خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ** کیا پھر ہر آدمی جنت میں داخل
 کئے جائیگی طع کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہم نے جس شے سے اس
 کو پیدا کیا ہے وہ معلوم کر لیں گے۔ یعنی اپنی حقیقت کو دیکھ کر

سمجھ لیں گے کہ ہم جو دوزخ میں داخل کئے جا رہے ہیں ہماری
 حقیقت کا اقتضا دوزخ ہی میں داخل کئے جانے کا تھا
 اس میں قضا و قدر کا شکوہ اور دخول جنت کی طمع بالکل
 بے محل ہے۔ حافظ شیرازی نے اس کا پتہ دیا ہے ۵

مہمان کشت خویشم گرنیک و گردیاست
 حاشا کہ ہیچ شکوہ بود از قضا مرا

یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب حق تعالیٰ قادر
 مطلق اور ارحم الراحمین ہے پھر ایسی مخلوق کی جس میں خیر
 کا کوئی ذرہ نہیں تھا اصلاح کیوں نہیں کی گئی اور اگر اصلاح
 کی قابلیت اون میں نہ تھی تو اون کو کیوں پیدا کیا گیا تھا کہ
 انسانی مسلمان بنی نوع انسان اس سے متاثر ہیں ۵

اگر بنیم کہ تا بینا و چاہ است
اگر خاموش بہ نشینم گناہ است

وہ تو ارحم الراحمین و رب العالمین ہے۔ اس کا شرعی
جواب تو یہ ہے کہ اصلاح اوس کے ذمہ واجب نہیں ہے
اصول کا مسئلہ طے شدہ ہے پھر اوس کو خیر و شر دونوں کو پیدا
کرنا مقصود ہے کیونکہ خیر و شر دونوں اوس کی ذات میں
مضمرا ہیں۔ اور اس کے ذاتی شیون میں جہان اوس کی
ذات اپنے مکارم صفات کی حامل ہے وہاں حقائق ممکنات
اور اذن کے شرور کو لئے ہوئے جامع خیر و شر ہے اگرچہ
شر اولیٰ کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ وہ حقائق ممکنات کی
خصوصیات سے ہے۔ جب تم نے بچے کو گود میں لیا تو اس کے

ساتھ اوس کے پیٹ کی آلائش و بول و براز وغیرہ بھی تمھارے
 گو دین سوار ہے مگر تمھارا جسم تمھارے کپڑے اوس سے پاک
 ہیں۔ خارج میں آنے کے بعد بول و براز بچے کے طرف منسوب
 ہوتا ہے تمھارا نام کوئی نہیں لے سکتا۔ ایسے ہی مخلوق کے خاج
 میں آنے یعنی پیدا ہونے کے بعد اوس کے شر و ہادی کے
 طرف منسوب ہوں گے نہ کہ خالق کے طرف انہی واسطے بول
 صلعم نے ارشاد فرمایا۔ وَاللّٰهُمَّ لَيْسَ اِلَیْکَ یَعْنِ شَرَابٌ
 طرف منسوب نہیں ہے۔ اگرچہ مرتبہ خلق سے پہلے آپ ہی
 اس کے حامل تھے اور مرتبہ خلق میں آپ ہی اس کے خالق
 ہیں۔ اسی واسطے اس کی ذات جامع الاضداد ہے ہادی اور
 مضل خود ہے نافع اور ضار آپ ہی ہے محی اور ممیت خود

قابض اور باسط آپ ہی ہے۔ رحمن اور قہار خود ہے وغیرہ
 وغیرہ۔ ایک صفت دوسری صفت کی معرف ہے جیسے علم
 یعنی ذات خلق وجود یعنی ذات حق کی معرف ہے۔ **الْأَشْيَاءُ
 لَعَرَفُ بِأَصْدَإِ كَهَا۔** اگر شر کو پیدا نہ کیا جاتا تو خیر کو خیر
 نہیں کہہ سکتے تھے اور اوس کے اسمائے جلالی معطل رہ جاتے
 تھے بلکہ وہ آپ بھی معطل رہ جاتا تھا۔ صفات کی نفی سے ذات
 کی نفی مستلزم ہے شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ **أَلَوْجُودُ إِنِّ أ
 نَسَبْتُ إِلَى الْحَقِّ قُلْتُ قَدِ يَكُونُ وَإِنْ أُنْسَبْتُ إِلَى الْخَلْقِ
 قُلْتُ مُصَحَّذَاتٌ** یہ اس قسم کا مقول ہے جیسے اس مقدس
 قوم کے دوسرے ملفوظات ہیں جن کو ان کے اصطلاح میں
 ارشاد شیخ کہتے ہیں مثلاً حرکت ایک نسبت دو۔ ایک طرف

تنزیہ کے دوسری طرف تشبیہ کے۔ ایسے ہی شیخ نے فرمایا
 وجود ایک۔ نسبت در۔ نسبت بہ حق قدیم۔ نسبت بہ خلق حادث
 اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وجود دو ہیں۔ وجود حق اور وجود
 خلق۔ ایسا نہیں بلکہ وہی وجود واجب قدیم جب بہ لباس خلق
 ظاہر ہوا تو اس صورت میں اس وجود واجب کو صورت کے
 لحاظ سے حادث کہیں گے۔ جیسے کلام الہی جو صفت نفسی قدیم ہے
 تلبس بہ لفظ عرب و نزول کے لحاظ سے اس کو محدث کہا گیا
 وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّكَ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا
 عَنْهُ مُعْرِضِينَ۔ یعنی جب ان کے پاس خدا کے رسالے
 کا کوئی نیا کلام آتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں چونکہ ہر مقام
 اپنے مقتضائے کا طالب ہے صورت کا ذاتی اقتضا و بوجہ اس کے

قایم بغیر مرنے کے حدوث کا اقتضا ہے۔ اس لئے وجود
 واجب پر تلبس بصورت کی وجہ سے حدوث و امکان تکلیف
 تغایب تنعیم وغیرہ کے احکام مرتب ہون گے۔ گر حفظ مراتب
 نکتہ زندقہ کے یہی معنی ہیں۔ جیسے کوئی بادشاہ فقیر کے بھیس
 میں سیر کو نکلے۔ اس وقت بادشاہ اگرچہ پاؤ شاہ ہے مگر
 تلبس بصورت فقیر مرنے کی وجہ سے اس کو بادشاہ یا پاؤ شاہی
 آداب کا مستحق نہیں کہیں گے۔ اس کے مطلق شیخ اکبر نے فتوحات
 میں ایک حدیث روایت کی ہے شہر حلب میں میرے مکان
 میں ابراہیم بن سلیمان نے ایک معتبر اور ثقہ مکر ٹھہرا ہے
 مجھے حدیث بیان کی کہ اس نے ایک سانپ کو مار ڈالا اسی
 وقت اس کو جن اوچاگ لے گئے۔ اور جنوں کے سردار کے بعد

لے جا کر کھڑا کیا اور کہا کہ اس نے ہمارے چچا زاد بھائی کو قتل
 کر ڈالا ہے بکڑ ہارے نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ لوگ کیا
 کہہ رہے ہیں۔ میں تو ایک لکڑ ہارا آدمی ہوں۔ میرے سامنے
 ایک سانپ آیا میں نے اس کو مار ڈالا۔ جنون نے کہا وہی تو ہمارا
 چچیرا بھائی تھا۔ جنون کے سردار نے کہا اس آدمی کو چھوڑ دو
 اور جہاں سے لائے ہو وہیں پھونچا دو اس کو پکڑنے کا تم کو
 کوئی حق نہیں ہے میں نے رسول اللہ صلم سے سنا ہے کہ آپ
 ہم اجنب کو فرماتے ہیں۔ مَنْ لَقِيَ مَوْتًا فِي غَيْرِ صُورَةٍ قُتِلَ
 فِيهَا فَلَا عَقْلَ فِيهِ وَلَا فَوْزَ۔ یعنی جس نے اپنی ذاتی
 صورت کو چھوڑ کر کسی غیر کی صورت اختیار کی ہو پھر وہ اسی
 غیر صورت میں مار ڈالا گیا۔ اس وقت تک کسی سے دیت لیجائیگی

نہ قصاص۔ تھارے بھائی نے سانپ کی صورت اختیار کی اور
 سانپ آدمی کا دشمن ہے۔ لکڑہارے نے سردار اجنہ سے
 کہا آپ یہ کیا بات کہہ رہے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلعم سے
 سنا۔ کیا آپ نے آنحضرت کو دیکھا ہے۔ سردار اجنہ نے کہا ہاں
 میں اُن جنون میں کا ایک جن ہوں جو مقام نصیبین میں آنحضرت
 صلعم سے خود سنا ہے۔ اب اس جماعت میں سے میں ایک
 باقی رہ گیا ہوں لہذا میں اپنے لوگوں میں آنحضرت صلعم سے
 سننے ہوئے کے مطابق حکم کرتا ہوں۔ اگر یہ صورت مذاتِ خود
 قایم نہیں بلکہ مستحقِ حق کے کندیوں پر سوار ہے۔ مگر احکام
 صورت ہی پر مرتب ہیں کیونکہ یہ صورتیں حق سبحانہ کے
 علمی خزانہ کی محفوظ صورتیں ہیں۔ ان کے گن اول کے احکام

بتلانے کے حیلہ سے اپنے خدائی کے اظہار اور اسما کی شوکت کے
اعلان کا بیڑا اٹھا کر آپ ان صورتوں سے ظاہر ہوا ہے۔
میرے استاد فرماتے ہیں :-

حسن مخفی تے ترے خود آپ ہی بلو اکیا
طالب عشاق ہو کر کو کو جلوہ کیا
عشق بازی راز تھا جب تک تھا اپنے آپ میں
ایک سے جب دو ہوئے پھر راز کا افشا کیا
پردہ داری عاشقوں کی تھا ترا شیوہ قدیم
آج خود پردہ میں ہو کر مجھ کو کیوں سوا کیا
آپ ہی کھیلا شکار اس بے خبر کی آڑ میں
چال کے صدقے ترے صیاد بابا کیا کیا

لہذا اس عالم میں صورت ہی کی خدائی اور اویں کے احکام
 میں وہاں صورت بدلنے سے بادشاہ کا جبروت جاتا رہا اور
 گدائی کی صورت نے کاسئہ گدائی بادشاہ کے ہاتھ میں دیدیا۔
 یہاں صورت بدلنے کی بدولت سانپ کی صورت نے جن کو
 ایک لکڑہائے کے ہاتھ سے مفت قتل کرا دیا۔ اسی طرح مخلوق
 کی صورت اختیار کر کے واجب الوجود قدیم کو ممکن اور حادثات
 ٹھیکرا دیا۔ اور اس پر صورت کے احکام مرتب ہو کر خلاف و زری
 حکم صورت سے۔ قتل۔ دار۔ قطعید۔ مائتہ جلدہ وغیرہ کی سزاؤں
 کا مستوجب بنا دیا۔ اس صورت پرستی کے احکام کا نام شہریت
 ہے۔ جس کے جبروت نے غوث۔ قطب۔ پیغمبران اور خواجہ گرام
 اولیاء و ذوی القلوبین و الکلمین و عاشقان جاننا کو اپنی ٹھوکر کا

غلام بنا لیا۔ پھر بادشاہ بادشاہ ہے۔ فقیر فقیر ہے۔ سانپ سانپ
 ہے۔ جن جن ہے۔ خدا خدا ہے۔ بندہ بندہ ہے۔ خدا بندہ نہیں
 ہو سکتا۔ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک اپنی اپنی حقیقت پر قائم
 ہے۔ حقیقت کسی کی نہیں بدلتی۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے تیس
 بصورت ممکنات میں اپنی قدرت کا عجیب کمال بتلایا ہے جو مخلوق
 کی سمجھ سے باہر ہے۔ حضرت جامیؒ ہمارے استاد
 ہے۔

مکمل رنگنائے عدم تا کنیز خست

واجب بکلوہ گاہ عیان ناہیادہ گام

در حیرت کہ این نقش غریب صیت

بر لوح صورت آمدہ ملحوظ خاص عام

ہر ایک ہفتہ ایک زمرہ ایک ذکر

برداشتہ زجلوہ احکام خویش کام

بادہ نہان و جام نہان آمدہ پدید

در جام عکس بادہ و در بادہ عکس جام

شیخ فرماتے ہیں: کُلُّ حَقِيقَةٍ مُتَّصِفَةٍ بِالْوُجُوْدِ
فَهِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا هِيَ فَالْعَالَمُ كُلُّهُ هُوَ الْأَهُ وَالْحَقُّ الظَّاهِرُ
بِالصُّوَرَةِ فَهُوَ الْأَهُ فَهُوَ الْمَحْدُودُ الَّذِي لَا يَحْدُ
الْمَرْتَبَةُ الَّتِي لَا يَرَى لَهَا نِهَايَةً فِي رُتَبِهَا وَفِي رُتَبِهَا
مَوْجُودَةٌ هِيَ لِنِهَايَةِ رُتَبِهَا ثَبُوتٌ فِي رُتَبِهَا خَارِجِيٍّ مِنْ آتِيٍّ هِيَ اب
وہ عین ثابتہ وہ نہیں رہی یعنی بلکہ اوس کی عدمی صورت
وہ وجود سے قائم ہو کر شے ثانی بن گئی۔ لہذا تمام عالم جو مرتبہ

میں تھا اب وجود حق کے ساتھ قائم ہونے کے بعد وہ عالم
 نہیں رہا۔ ایسے ہی حق جو بصورت مخلوقات ظاہر ہوا ہے اب
 وہ حق یعنی منتر ہی حالت والا مشبہ عالم ہونے کے بعد وہ
 نہیں رہا کیونکہ منتر ہی حالت میں غیر محدود تھا اب تشبیہی صورت
 میں محدود ہو گیا۔ اور جیسے منتر ہی حالت میں غیر مرئی تھا اب
 مرئی ہوا یعنی اب ہر کوئی اوس کو دیکھ سکتا ہے سمجھتا ہے یا نہ سمجھے۔
 مولانا کمال الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ
 وہی وجود منترہ کہ با نزاہت خویش

ہوا ہے جلوہ نما در شہادت ہر شے

وہی وجود کہ وحدت میں جس کی تھی شہرت

عیان اب اوس کی ہے وحدت بکثرت ہر شے

وہی وجود کہ لاحد ولا نہایت ہے

کیا ظہور جسد و نہایت ہر شے

وہی وجود کہ بالذات ہے بلا کم و کیف

لیا تمثیل کیف و کمیت ہر شے

اگرچہ حق تعالیٰ کو بجائے خود مرتبہ علم میں مشاہدہ کا نات
کے حاصل رہنے سے ایجاد و خلق سے استغناء تھا اور ہے مگر خلق کو
بھی مرتبہ ثبوت میں آفرینش حق کے اندر مشاہدہ حق کا نشہ
تھا بلکہ ظہور حق و خلق میں خلقت پی گئی۔

دیکھو حضرت عمر فاروقؓ کیا فرماتے ہیں: کاش میری

مان مجھے نہ ضمتی کاش عمر بکرا ہو تا تو اویں کو کاٹ کر کھا لیتے۔

اسی طرح مولائے روم اور شاہ فرماتے ہیں:۔

بشنوا ز نے چون حکایت می کند
 وز جدایہا شکایت می کند
 حضرت جامیؒ بھی پچھاتے ہیں ۔
 خداوند از ہستی سادہ بودیم
 ز بنیم نیستی آزادہ بودیم
 میرے دوستاد بھی اس طرح ارشاد فرماتے ہیں ۔
 بے خبر از فتادہ بودم در عالم
 خالی الذہن از حدوث و از قدم
 فارغ از ہستی و بنیم نیستی
 در خیال از کجا و کیستی
 من ندانستم کہ فروا اے وجود

این بلا ہر بسرم خواہم فرود

حضرت سعدی بابائے عاشقان کا ارشاد سنو

بدیاد و منافع بے شمار است

وگر خواہی سلامت بر کنار است

عارف شیرازی جو دارالافتائے عرفان کے صدر

ہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ سیر دریائے ہستی میں بے شمار

فوائد ہیں یعنی کمال روحانی ولایت و نبوت و شاہی و گدائی

و غیرہ سب کے سب اس ہستی پر موقوف ہیں لیکن بغیر اس

کے کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا نہ خیر کا نہ شر کا مگر

اس میں خطرے اور آفات بہت ہیں۔ مراجعت کے بعد پرش

کے جوابات ادا کرنا نہایت مشکل ہے کہ اس بحر ہستی کے

سفر سے کیا کیا تبرکات لائے ہیں وغیرہ لہذا سلامتی کنارہ پر ہی
ہے یعنی نیشی میں عک نے غم دزد نے غم کالا ۵

نے غم و اندیشہ سود و زیان بنے خیال میں فلاں آن فلاں
ابتداء میں اس مسئلہ کے سمجھنے میں نہایت پریشان کن شبہات
سردراہ ہوتے ہیں مگر اس علم کے جاننے والوں کی خدمت میں
حسن ظن و عقیدت سے حاضر ہونے اور مداومت استماع و شواہد
ان حضرات کے چند روز میں عین مسئلہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔
اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ بھی اشکال نہیں۔
بڑا اگر اور سب مشکلات کا مشکل کشا مسئلہ دو ذات حق و خلق
اور یک وجود حق کو ضبط کر لینا ہے۔ اس کے بعد یک دیدن
کا مراقبہ نظری (میں میں ہوں حق موجود ہے) جاننے کی

کوشش کرنا جس شے پر نظر پڑے صورت شے سے ذمہ اور
 اس کے ہے بے پر نظر کرتا رہے کہ بہ امین شکل نمودار شدہ
 ہر شے کا ہے پناہ وجود حق ہے جس سے اس شے کی نمود ہے
 ابتدا میں صورت شے کو رہنمائے حق بنائے۔ چندر وزمین اگر
 فضل خدا شامل حال ہوا تو حجاب صورت بقدر استعداد مرتفع
 ہوتا جائے گا۔ اور ہر شے میں ہستی حق کی روشنی کا احساس پیدا
 اور کشفاً بڑھتا جائے گا۔ جہاں تک سالک کا حصہ ہے اور ایک
 خاص قسم کا سکرا اور غما و قلبی اپنا اثر میں دکھائیگا۔ دوست
 دشمن کا تفاوت اٹھ جائیگا۔ صلح کل کی شان اپنا رنگ چھائیگی
 خلل و ملاوٹ میں ایک حالت رہے گی۔ اگر چاہے بھی تو گناہ نزد
 ہوگا جیسا سیدنا یوسفؑ کے حق میں تو لا آت سرائی

بُرْهَانَ سَمَائِیَّہ سے وہی ادب نبوت کی شرم و حیا مراد ہے
 نہ یہ کہ سیدنا یعقوب کی شبیبہ دکھلائی گئی تھی جیسا کہ مفسرون کا
 بیان ہے خدا کے دیکھنے والوں کو آدمی کی صورت سے شرمایا
 نہیں جاتا۔ ادب حق اس کا ہر وقت رفیق ہے۔ پہرہ چشم نبوت
 کی حیا کا کیا کہنا۔ اود نے غفلت اس مرتبہ میں گناہ اکبر ہے چہ
 جائیکہ گناہ کبیرہ میں لوث ہونے کا قصد کرنا۔ حسن بصریؒ
 کے پاس کوئی شخص مرید ہونے کے واسطے آیا آپ نے فرمایا
 میان کیون مصیبت میں پڑتے ہو تم اب اس مرتبہ میں ہو کہ
 جب تک گناہ تم سے سرزد نہو تب تک لکھا نہیں جاتا ہمارے
 پاس گناہ کا خطرہ بھی لکھا جاتا ہے۔ وَإِنْ تَبَدَّلَ وَمَا فِي
 أَنْفُسِكُمْ أَفْخَوْهُ بِحَامٍ يَكْتُوبُهُ اللَّهُ كُجُولًا يَكْلِفُ اللَّهُ

نَفْسًا إِلَّا وَاسْعَهَا سَمُوخٌ بَتَاتِ هِنَ اِیسا نہیں کہ قرآن
 ہر سر آدمیوں کے لئے ہدایت ہے خواص کے لئے بھی وہی حکم ہے
 قرب الہی کے طرف جون جون قدم بڑھتا ہے ادب اور قیود
 غصوری آدمی قدر مزید موتا جاتا ہے۔ بہر حال اس مراقبہ
 میں ادب کہان تک بڑھتا ہے اور زبان الحمد للہ کہان تک
 کہتی ہے سالک کو خود محسوس ہوگا۔ اس مقام میں یہ لوگ
 کبھی عنیت کے غلبہ میں آنا الحاح کا فرہ نکالتے ہیں (وجوداً)
 اور جب غیرت غالب ہوتی ہے تو انا العبد کہتے ہیں حضرت
 خواجہ بندہ نوازؒ فرماتے ہیں۔

مایہ نئم حبلہ مائیم : کہ چون گسیم کہ ہائیم
 سلطان حقیقتم لیکن : در کسوت آئے محل گدایم

اس میں عنیت کا بھی اظہار ہے اور غیرت کا بھی۔
 ماہیچ نئیم۔ نگسیم۔ گدا سیم۔ غیرت ذاتی کا بیان ہے۔ جملہ نام
 ہائیم۔ سلطان (وجوداً) حقیقی عنیت کے رو سے۔

حضور اقدس کا اسلام کے ارکان بیان فرماتے کے بعد
 احسان کی تعریف میں کائنات تو اُٹھ کر ناظریت اور حقیقت
 کا سبق دینا ہے۔ عبادت رب بفر کائنات تو اُٹھ کے عبادت
 شریعت ہے جو مسقط فرض ہے۔ عالم محبوب اور جاہل
 دونوں اس عبادت میں یکساں ہیں عالم کو اگر فضیلت ہے
 تو صرف علم کی ہے اور عبادت رب کائنات تو اُٹھ کو لے کر
 عبادت اہل طریقت و حقیقت ہے جس کا نام احسان یا شاہد
 ہے۔ اس کا بر سلف شریعت و طریقت دونوں کے جامع ہوتے

تھے بعد میں بتدریج تفریق ہوتی گئی علما نے طریقت اور شریعت
 جس قدر شرعی خدمات سے مشرف ہونے لگے احسان سے ان کو
 اوسی قدر بے بہرگی بڑھتی گئی۔ اور جو لوگ یاد خدا میں لگ گئے
 انہیں علوم شرعیہ سے غفلت ہونے لگی۔ اس وقت تبلیس
 ابلیس کو اچھا موقعہ مل گیا ہر دو فریق کو اپنی وحی کا تختہ مشق
 بنالیا۔ وہ ان علما کو احسان فراموش ہوئی یہاں جہاں فقراء
 العلم حجاب الاکبر کے نعرے مارنے لگے اور اتحادی ہمہ
 دوست کی گیت گانے لگے۔ وہاں غیرت کا شرک پیدا
 یہاں عنیت کے اتحاد کی وبا پھوٹ پڑی اور عالمگیر ہو گئی۔
 علماء اہل طریقت کو زندیق کہنے لگے فقراء اہل علم کو دہلی کے
 قائل ہونے کی وجہ سے مشرک بنانے لگے۔ زمانہ ساتھ ساتھ

ایسے نفوس کو بھی پیدا کرتا رہا جو شریعت اور طریقت دونوں کے جامع رہے۔ یہ حضرات علمائے ربانین کے نام سے موسوم ہوئے۔ چونکہ یہ اچھے لوگ تھے اور اچھوں کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے۔ حق سبحانہ سب سے اچھا ہے اس لئے وہ ایک فرد ہے۔

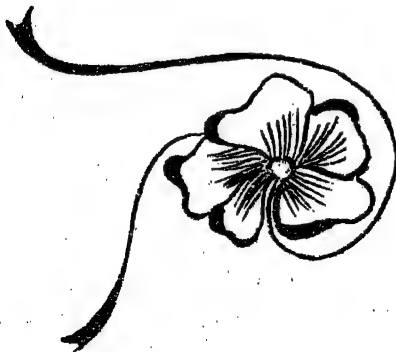
حاصل یہ ہے کہ طریقت جان شریعت ہے اور شریعت جسم طریقت جسم بے جان حیوٹوں کی خوراک ہے اور جان بے جسم محفل محض ہے۔ اب تک حقیقت یعنی یک دانستن اور معرفت یعنی یک دیدن کا بیان تھا اس کے بعد یک شدن یعنی مرتبہ قرب ہے۔ جو حال بلا علم کا مرتبہ ہے اور ناپائیدار حالت ہے۔ حضور الہی اس کے مستحق لی مع اللہ

وقت فرماتے ہیں اس حالت کو دوام نہیں۔ اولیاء کا کیا کہنا
 ہے۔ بسکرہ انہی جو بعض اہل جذب کو ہوتا ہے یہ ضرور نہیں کہ وہ
 تنزیہ صرف میں ہے سالک کو عام شہادت سے لے کر ہر قدم
 پر عجائبات کا مطالعہ ہے اور ہر قدم پر بسکر ممکن ہے یہ ضرور نہیں
 کہ مرتبہ تنزیہ صرف میں جا کر بسکر اور لاعلمی ہو۔ یوں تو ہر مرتبہ
 میں شریعت سے لے کر طریقت معرفت ہر مرتبہ میں قرب میسر
 ہے اپنے حصہ کے موافق مگر قرب مرتبہ تنزیہ جو بغیر صفات اسماء
 کے تجلیات کے اور بغیر اعتبارات و تعینات کے تنزیہ محض یعنی
 تجلی ذاتی کے قرب سے مشرف ہونا۔ اس کو شیخ اکبرؒ بوجھ
 لزوم تعلق ذات جائز نہیں سمجھے اور شیخ مجددؒ اس کو خاصہ ذات
 اقدس قائم الانبیاء صلعم فرماتے ہیں۔ اور تنزیہ اتباع آقاؐ و نامدار

غلامان حضور اقدس کو بھی تابعیت اور غلامی کی حیثیت سے جواز کی امید دلاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ غلام اپنی آقا کی سمیت میں وہاں تک جاسکتا ہے۔ جہاں دوسرے سردار نہیں جاسکتے۔ مگر غلام غلام ہی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اولیٰ محمدی دوسرے انبیاء سے فوقیت رکھتے ہیں۔ غلام کی فضیلت سن و جد نبوت کے مرتبہ سے ٹکر نہیں کھا سکتی۔ چونکہ آپ نے تنزیہی کو جائز رکھتے ہیں۔ اس لئے مجددی طریقہ میں کمالات نبوت کے مراقبہ میں تنزیہ صرف کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔

اصل میں یہ حضرات فیضان الہی کے دریائے بسیط کے مدد جزر میں ہیں۔ مد کی صورت میں پانی اوپر کھینچ گیا گویا خشکی میں رہ گئے۔ اس حالت کا غلم ہوتا ہے اس کا بیان بھی

صاف ہوتا ہے۔ پھر ایک دم سے جبر ہوا گویا پانی اودن کے
 اوپر سے پھر گیا۔ اس وقت ہوش و حواس علم عقل سب فنا
 اسی حالت کا نام فنا ہے تاہم ہے اس غرقابی کے کیا احوال
 بول سکتے ہیں۔ کوئی عدم ہی عدم پکارتا ہے اور سچ کہتا ہے کوئی
 وجود ہی وجود کا راگ گاتا ہے اور سچا راگ گاتا ہے۔ صرف تعبیر
 بیان کا اختلاف ہے پُر پُر پُر



وقت آنست که دل واقف اسرار شود
 گنج مخفی چو به بازار ظهور آمده است
 هیچ دانی ز چه زخمیه به صحرای ظهور
 و چه دامن که درین واقعه سرگردانم
 خلق گریز ظهورند چرا محب اند
 چون حجابش تمام آخر میان بر خیزم
 او در آئینه من چهره خود می بیند
 حاصل آنست که این سلبه بجا بیست
 او چو خود عارف خود آمد و ما محروم
 قدر جوهر نشاند مگر آن جوهری
 پرده آب کل از روی دل میان بردار

جائے آنست که دل طالب یدار شود
 عارف آن به که ز غلوت سبکبار شود
 تا خوش ز آئینه کون نمودار شود
 چه عجب گر جگرم ریش دل افکار شود
 هیچ دیدی که عجب موجب اظهار شود
 تا بهودید و بهینده دیدار شود
 خود بدید و واسطه طلب بکار شود
 وین سخن مشکل اگر است بگفتار شود
 بس نهان از که بدو بر که پدیدار شود
 که صدف بشکند و خود در شہوار شود
 تا به غلمتستی توانوار شود

تو ز آئینه بخش بین که همیوار شود	نیست اختیار که آئینه یار اند همه
دست در حبل ناله حق زده بردار شود	هر که در بزم بقا جام بقا نوش کند
رو به بیخانه کن زاهد و خمار شود	عکس خساره ساقی چو قند بر رخ جام
ساحل بے خیران واقف اسرار شود	این چرخ را زاست که از پرده برون می افتد
تندرستان همه زین واقعه یار شود	چون به پرسیدن بیمار خود آئی بحری
اندرین دایره گشته چو پر کار شود	هر که چون نقطه نهد یک قدم از خود بیرون
دل شش از آن نیست که مشیار شود	این همه یاده که بر جان محکم همیوی

(۴)

آستین بر رو کشیده همچو مکار آمدی
 با خودی خود در تماشا سوئے بانا آمدی
 در بهاران گل شدی در صحن گلزار آمدی

بعد از آن بلبل شدی با ناله و زاری آمدی
 خوشتر را جلوه کردی اندرین آئینه با
 آئینه آسمش نهادی خود به اظهار آمدی
 شور منصور از کجا و دار منصور از کجا
 خود زدی با ناله تا لحن بر سر دار آمدی
 گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا
 خود به خود آزاد بودی خود گرفتار آمدی



ہندسہ العربیہ

حضرت نجات بصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) نقطہ وہ ہے جس کے اجزائے ہو سکیں یعنی اس کی کچھ
مقدار نہ ہو اور کیفیت و کمیت سے پاک ہو۔
مقدار اسے کہتے ہیں جو کم و بیش ہو سکے پس وہ نقطہ
ہے جو مقدار سے منترہ و میرا ہو نہ کبھی کم ہو نہ بیش۔ (الان
کما کان۔

(۱۲) ظہور نقطہ یعنی اول ما خلق اللہ نوری یہ نزول اول ہے

(۱۳) کثرت نقطہ یعنی اقامت نور اللہ وکل شیء من

نوری۔ یہ نزول ثانی ہے۔

(۱۴) خط مستقیم یعنی توحید۔

(۱۵) سطح مستوی یعنی عالم ارواح۔

(۱۶) زاویہ یعنی مذہب۔

(۱۷) زاویہ قائمہ یعنی اسلام۔

(۱۸) عمود یعنی پیغمبر۔

(۱۹) خطوط متوازی یعنی ازل وابد۔

(۲۰) شکل یعنی عالم مثال۔

(۲۱) جسم یعنی عالم شہود۔

- (۱۲) دائرہ یعنی عالم کون۔
 (۱۳) مرکز یعنی وہی نقطہ اِکَل شے پر جمع الی اصلہ۔
 (۱۴) محیط دائرہ یعنی وہی نقطہ جیکہ اپنے اوپر آپ گردش
 میں آیا واللہ علی اکل شے محیط۔

”اصول موضوع“

- (۱) اختیار ہے کہ ذات صفات میں ظہور کرے (۲) کن فیکون۔
 (۳) اختیار ہے کہ صفات اسمائے آثار میں جلوہ گر ہوں۔

”علوم متعارف“

- (۱) ہو اللہ احد یعنی موجودا صلی ایک سے زیادہ نہیں۔

(۲) اللہ الصمد یعنی موجود اصلی کسی کا محتاج نہیں۔

(۳) لم یلد ولم یولد یعنی نہ تو اس کی اولاد نہ وہ کسی

کی اولاد۔

(۴) ولم یکن لہ کفواً احد یعنی نہ اس کا کوئی شریک

(۵) لیس کثلہ شیء یعنی کوئی شے اس کے مانند نہیں۔

(۶) ہوا الاول ہوا الآخر ہوا الظاہر ہوا الباطن۔

”شکل“

ثابت کرو کہ ”الوجود واحدٌ غیرٌ لیس بہو جوی۔“

فرض کرو کہ احمد غیر ہے مطلوب یہ ہے کہ احمد موجود اصلی نہیں بلکہ
(۱) اصول موضوعہ کے ذات کو تصف بہ صفت خالق سمجھو حکم

(۲) اصول موضوعہ کے مخلوق کو منظر اسم خالق سمجھو۔ اب احمد چونکہ مخلوق ہے لہذا منظر اسم خالق ہے اور چونکہ خالق اسم صفت ہے اور صفت میں ذات نے ظہور کیا ہے لہذا خالق وہی ذات ہے اور پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ احمد منظر اسم خالق ہے اس لئے احمد بھی منظر ذات ہے۔ یعنی وجود احمد عینی وجود ذات ہے اور بحکم (۱) علوم متعارفہ ذات ایک سے زیادہ نہیں ہیں نہایت سوا کہ الوجود واحد یعنی احمد جس کو غیر فرض کیا گیا تھا جو نہیں بلکہ وہی ذات موجود اصلی ہے جو بالضرورة واحد ہے بلکہ معلوم ہوا کہ وجود غیر باطل ہے فقہو المطلوب

اصطلاح کہتے ہیں کہ عالم کا کوئی خالق (صانع) نہیں۔
 فلاسفہ کہتے ہیں کہ ہے مگر اس کا نام اور صفت نہیں۔
 تنزیہ کا مذہب یہ ہے کہ شریک رکھتا ہے۔
 مشبہ کا اعتقاد ہے کہ خلق کے مثل ہے۔
 یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ اوس کی بیوی اور لڑکے ہیں۔
 معتقد معان یہ ہے کہ کفو اور ہمسر رکھتا ہے۔
 جب بندہ مومن نے کہا کہ ”ھو“ تو مصطلح کے عقیدہ سے
 نیز ارہوا۔ جب کہا ”انہما“ تو فلاسفہ کے قول سے مبرا ہوا جب
 کہا ”احد“ تو تنزیہ کی روش سے برات معاصل کی جب زبان
 پر لایا ”اللہ الصمد“ تو مشبہ کے مذہب سے دور ہوا جب
 پڑھا ”لعلیہ و لعلولہ“ تو یہود و نصاریٰ سے بیزاری کی

جب وَلَمْ یَكُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ بولا تو معتقد مخان سے تبرا کیا
 جو بتر صو کو پو پچا وہ والہ یعنی عاشق ہے اور جو اللہ کو جانا
 وہ عالم ہے جو احد کو دریافت کرے وہ محب ہے جو صہل کو
 پہچانے وہ عارف ہے۔ جو لم یلد وَلَمْ یُولَدْ کا اعتقاد کرے
 وہ عاقل ہے اور جو کوئی وَلَمْ یَكُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ کی تصدیق
 کرے وہ مومن ہے اور جو کوئی ان سب معانی کو جمع کرے وہ
 موجدِ خالص ہے۔

صاحب اسرار کلمہ ہو سے صہ لیتے ہیں۔

صاحب ارواح کلمہ اللہ سے راحت پاتے ہیں۔

صاحب دل نور احد سے مخلوط رہتے ہیں۔

صاحب عقل اللہ الصمد کے بید سے نصیب پاتے ہیں۔

صاحب نفس لم یلد ولم یولد کو سمجھنے سے نفع اٹھاتے ہیں۔
 صاحب شخص ولم یکن لہ کفواً احد سے مراد کو پوچھتے ہیں۔
 چوبستوی سخن اہل حق کو کہ خطاست
 سخن شناس ہی دہرا خطا اینجا است

(۳)

خلاصہ

از حضرت پیر مرشد قبلہ

محقق الحاد و کفر و بی ادبی است	گر تصوف خلاف شرع نبی است
این تعین ز روی علم آمد	ذات باطن بسوی علم آمد
گفت این را تسنین اول	ہر کہ کردہ عقود عرفان حل
وحدت و ہم حقیقت احمد	تام این مرتبہ بود بے عد
در حقیقت و جود باشد یک	پیش آن کس کہ می نذر و شک

زلغلت گرد وجود نام بود
 معنی مصدری نخواهد بود
 هم بخود بودلاست نه از غیر
 بلکه در خارج است او موجود
 پس از من وجود و ذات اگر
 چون مترادف کنی قیاس آزا
 یکت جود است هم یک موجود
 جزیکه دیگرے عدم باشد
 غیر حق را وجود دیگر نیست
 جزیکه نیست گر چشمش نوز
 گر همه اوست گوئی بے بنیاد

معنی اش بودای همام بود
 بلکه موجود هست علین وجود
 و ز غیر است پس فیما غیر
 از وجود خداست این مقصود
 نیست این هر دو غیر یکدیگر
 دو بود لفظ یکک بود معنی
 آن یکے هست و بود خواهد بود
 وحدت ذات را قدم باشد
 قضا این وحدتش مکر نیست
 لیک حفظ مراتب است ضرور
 طحدا نرا قوی شود الحاد

قال عارف همه از دست بود
 حال عارف رها بود همه است
 هر دو این قول عارفان خداست
 حاصل این همه ازین تمهید
 گرچه از بهر نام دو باشد
 گر کسی هستی دگر گوید
 هر که ظل و ظل جدا داند
 هست در ظل و ذی ظل ای قائل
 آن یکی غیرت لحاظ کند
 گفت آن وحدة الوجود بجاست
 جامعیت ترا اگر باشد

ورنه بی مغز جمله پوست بود
 زانکه او نفی غیر کرد ای دوست
 غیر این وحدة الوجود کجاست
 نیست موجود نور بی خورشید
 یک بدان هر دو را تکیو باشد
 راه گم کرده شکر می جوید
 هر دو را هستی خداوند
 غیرت عینیت بهم حاصل
 دین دگر عینیت لحاظ کند
 گفت این وحدة الشهود راست
 هر دو نسبت درست تر باشد

محباشی بوجه عینیت	به که قائل شوی به غیریت
خطره عینیت نگهداری	غیریت را به پیش برداری
مذهب حمله با سبق باشد	این دو نسبت درست حق باشد
ملحد است و کلام خیر نه گفت	گفت گر عین محض و غیر نه گفت
مرد نادان و بی خبر گوید	همچنان غیر محض گر گوید :
جز خدا ره مدد بخانه دل	با خدا باش از همه گسل
دل خود را گمار بر احمد	پند خاطر شنو تو اے احمد

(۴)

همایون

گر نبود س ذات حق اندر وجود : بوالبشر را که ملک کرد و سجود
چون محمد پاک بود از نادر و دود : هر کجا رو کرد و جب الله بود

شاهازکرم بر من درویش نگر	بر حال من خسته دل ریش نگر
هر چند نیم لایق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر

(۴)

غزل

خواجه نصیر الدین چراغ دهلوی در

بسکایرم و با کارم چون مدح حساب اندر

گویا تم و خاموشم چون خطبه کتاب اندر

گر شادم و گه غمگین از حال خودم غافل

می گیریم دمی خدوم چون طفل خواب اندر

ای زاهد طاهرین از قرب چه می پرسی

اودر من و من دروے چون بوجلاب اندر

دریا رود از چشم لب تر نشود ہرگز

این طرفہ تما شبہ من تشہ است بآند

در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد

این طرفہ عجائب من دریا بجایا ند

ز غل

مولکنا روم

نہ من بیہودہ گرد کوچہ و بازار می گردم

مذاق عاشقی دارم پئے دیدار می گردم

خدا را رحم کن بر من پریشان دار می گردم

خطا کارم گنتہ کارم بجال زار می گردم
 شراب شوق می نوشتم بگر دیار می گردم
 سخن مستانه می گویم و لے بشیار می گردم
 نہزار ان غوطہ باخوردم درین دریائے پایاں
 براے گوہر معنی بدریا خوار می گردم
 بیایا اہ غنایت کن بہ مولانا یار می را
 غلام شمس تبریزیم قلندر و ارجمی گردم

(*)

جیتے جی مکر مچا ہوں زندہ جاوید میں	انتظار کی مردہ دل کھینچیں صد اُصو کی
وہ کہے جس کوں ہمیں نے کہا ہی نہیں نام	وہ کہے جب کہ رب کی سمجھایا او کو دور کی

(۲۰)

ما ازین قصه بیرون دے شدم
 در بہ علم ایمم آن ایوان است
 و رہ بہ بیداری بہستان دیمم
 و رہ بخندیم آن زمان برق دیمم
 و رہ صلح و عذر عکس مہر دوست
 چون الف او خود چہاں پیچ پیچ
 اندرین رہ مرد مغرور می شوی
 دل ازین دنیاے فانی برکتی

بار دیگر ما بہ قصہ آمدیم
 گر بہ چہل ایمم آن زندان است
 گر بہ خواب ایممستان دیمم
 و رہ بگریمم ابر پر زرق دیمم
 و رہ ہشتم جنگ عکس قہر دوست
 ماکہ ایمم اندر جہاں پیچ پیچ
 چون الف گر تو مجرور می شوی
 جہد کن تا ترک غیر حق کنی

(*)

نے زاہد و حافظ قرآن می باید
 آتش زدہ بہ قاتمان می باید

مارانہ مرید و رد خواں می باید
 صاحب دے سوختہ جانے می باید

(*)

عقل گوید دنیا و عقبی بگو	عشق می گوید بجز مولیٰ انجو
عقل می گوید که خود را پیش کن	عشق می گوید که نزد کش کن
مرد عاشق را نباشد علت	عاشقان اینجیبه نے ملتے
مذہب عشق از ہرینہا جداست	عاشقان از ہر ملت خداست

(۳۰)

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود	یکتہ نہاد خاص حق مسلمان نشود
تا مریض مرارہ ویران نشود	یک کار قلندر بی ایمان نشود

(۳۱)

در عالم فقر بے تشائی اوئے	در قصر عشق بے زبانی اوئے
را نکس کہ تاہلی فوق داسرا پوئے	گفتن بطریق ترجائی اوئے

(۳۲)

گہ جان بکھہ میدوانی مارا	گہ بر در دیر می نشانی مارا
این سر دو صفت لازمہ ہی است	آن بہ کہ ز خویش دار بانی مارا

(*)

اے دل مئے و مشوق کن در باقی	سلاوس ہا کن و کن ز راتی
گر پیر و احمدی خوری جام شہزاد	زان جو صن کہ مرتضاشن باشد ساقی

(*)

کر عبد عروج اور ترقی حاصل	گہ ہووے خدا کے مرتبہ کو حاصل
بالذات الہ ہووے عاشا کلا	بل ہووے خدا سمانہ عبد کامل

(*)

کر غور ذرا اس میں کچھ جلوہ گری ہوگی	شیر نہیں یہ خالی دیکھ سہی ہوگی
ساقی تراستی سے کیا حال ہوا ہوگا	جب نے یہ مئے ظالم شیرہ میجھری ہوگی

عشق میں جس کو ہوس نفس کے آرام کی ہے
 عاشقی اس کی لگر کام کی نین نام کی ہو
 بزم وحدت میں اسے مبارکہاں جبکہ تمیز
 بد کی ہے نیک کی ہے خاص کی ہے عام کی ہے

(۲۰)

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
 یک روز چمکنے والی تھی سب شاہوں کے درباروں
 جو فلسفیوں پر حل تھوڑا درختہ دروں سے کسل نہ سکا
 وہ رازیک کملی والے نے بتلادیا چڑا اشارہ نہیں
 بیکر و عمر عثمان و علی بن کرین ایک ہی مثل کی
 ہم مرتبہ ہیں اصحاب بنی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من تصنیف حضرت غوث اجد بانی باشد رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ کہ حقیقت از آفتاب روشن تر است و جمال وحدت
از مرآت کثرت بہمہ حال در نظر۔ اے سید این رسالہ از حقیقت
توسوے تست اگر بچشم مہمت مطالعہ فرمائی چنان دانم کہ از
صورت بحقیقت کہی و بعد وہو ہم از میان بر خیزد اے سید
از بعد خبر میدہان را و جہے بود دیگرے از قرب نشانند گرداند
آن را نیز سببے باشد حقیقت تو کہ بزبان این رسالہ با تو حرف
می زند بر وحدت اطلاع دہد آنچنانہ بعد است و نہ قرب چون
وحدت طلوع فرماید بعد و قرب عین وحدت باشند۔ اے سید

ہر فرقہ با فرقہ دیگر در نزاع و جدال است مگر اہل وحدت کہ ایشان
 با ہمہ یکے اند اگرچہ پہنچ کد ام بہ ایشان یکے نیست۔ اے سید اہل
 وحدت از مذہب مختلفہ و متضادہ و مشارب متنوعہ متناقصہ
 مشربے عذب لطیف روحانی و مذہبے عام شامل و جدائی انتزاع
 نمایند ایشان را جز این مذہبے خاص و مشربے مخصوص نیر
 باشد چنانکہ در گفتگو درآید و گفتہ شود مشکلم چنین گفتہ و حکیم چنان
 و صوفی چنان اے سید وحدت باطن کثرت است و کثرت
 ظاہر وحدت و حقیقت در سہر و یکیت اے سید موجود یکیت
 کہ بصورت کثرت مہموم می نماید۔ اے سید ترا از وحدت بہ کثرت
 آورده اند و از یگانگی بہ دوئی و انمودند بہت حکمتے کہ او سبحانہ
 داند و بندگان خاص او نیز بہ اعلام او دانند و ترا چنان بختند

که از وحدت سابقه خبرنداری و از ان حال اثری در تو پیدا
 بلکه تمام عالم را حق سبحانه بے خبر از وحدت به کثرت آورده
 بعد ازین چندین بندگان را بے واسطه بخود آشنا کرده از کثرت
 بوحدت برده و راه و محمول از کثرت بوحدت تعلیم فرموده باز
 بکثرت فرستاده چنانچه ایشان از کثرت بوحدت می دیدند
 و ایشان مامور شدند که بدیگران تعلیم این طریق نمایند ایشان
 امتثال او نموده اعلام این طریق فرمودند و هر که بر آن راه عمل
 کرده پیردی آن جماعت نمود از کثرت بوحدت پیوسته وارد
 دو کائناتی به یگانگی رسید آن جماعت بزرگوار انبیاء و اوصیاء
 اولیا اند و آن راه شریعت و طریقت است اے سید شریعت
 عبارت از فعلی چند و ترک چند است که در کتب فقهی بیان

کرده اند و طریقت عبارت از تهذیب اخلاق است یعنی
 تبدیل اوصاف ذمیمه به اوصاف حمیده که آن را سفر دروین
 نیز گویند و تعبیر سبک نیز نمایند آن در کتب مشایخ و خصوص
 در کتب امام محمد غزالی تفصیل مذکور است و بعضی از اشغال
 و آداب که مشایخ آن را وضع کرده اند داخل طریقت است
 اے سید احکام شرعی که بتائے آن اثنینیت است بنجائیت
 موصل بوحده است و سر آن را خداوند و خدایان او.
 سپس در ایصال اعمال که مربوط به کثرت بود بسوئے وحدت
 اشارت است به آنکه کثرت عین وحدت است بقیم اے سید
 نماز و روزه و حج و زکوة و امثال آنکه موصل بوحده اند بنجائیت
 ایصال آنها بوحده و توحید است که حقیقتاً توحید می شوند

چنانکہ شرط کرده اند و معنی الشہ در نیاب ہمہ کس نام ختم نہ گنجد
 و ہر کس را تا کہ نام معنی بخاطر رسد . اما آنچہ طالب وحدت را
 ضرور است آنست کہ تصور کند کہ غیبت کردم کہ نماز گزاردم
 یا روزہ گیرم مثلاً برائے حقیقت خود وجود آن یعنی یافت او کہ
 اور الگم کردہ ام و میخوام کہ یہ وسیلہ این عبادت و وحدت کہ
 عین الشہ است ظہور نماید لے سید غابد ادرت و محبوب ادرت
 و غابد در مرتبہ تقید و محبوب در مرتبہ اطلاق و مرتبہ تمیز در مراتب
 از امور عقلیہ است و موجود نیست الا یک حقیقت کہ ہستی صرف
 است بہ فہم ۔ اے سید چون نیک بنگری اخلاق و سید کہ
 رفع آنہا در طریقت واجب است ہمہ مبنی و مشعر است از
 بیگانگی و دوی و اخلاق حمیدہ کہ تحصیل آن لازم ہمہ بخیر و معلوم

از آشنائی و یگانگی - پس طالب وحدت را چاره نیست از بشریت
 و طریقت - اگر سیر اتصال در اول معلوم نباشد و در ثانی اگر
 تامل نماید بشرط مناسبت غالباً بفهمد چنانچه اشارت می کردیم به آن
 اے سید این سهم اذکار و اشغال و مراقبات و توجہات
 و طریق سلوک که مشایخ وضع کرده اند از برای کسب اثینیت موهوم
 است - پس بدانکه فاصل میان وحدت که حق است و کثرت
 که علق است جز خیال و وهم نیست و بجهت وحدت است
 که بصورت کثرت می نماید و یکے است بسیار در نظر می آید
 چنانچه حول یکے را دو ببیند چنانچه نکتہ جوالة که بصورت اثره
 دیده شود - چنانچه قطره نازلہ باران که به شکل خطابہ نظر دآید پس
 وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت یعنی عابد که

در کثرت است همان در وحدت است بذات و صفات و
 افعال و آثار. اے سید عارف رفیع المرتبه فرموده که در وی
 تصحیح خیال است که غیر حق در دل نمماند الحق خوب فرموده چون
 حجاب جز خیال نیست رفع حجاب نیز به خیال باید کرد و شب
 و روز در خیال وحدت باید بود. اے سید اگر سیادت میجوئی
 واحد شو واحد باش و واحد شدن آنست که از تو هم دوی
 بر آئی. واحد بودن آنست که بر وحدت و در وحدت همیشه
 باشی و تفرقه خاطر و غم داند و همه از دوی است چون دوی از
 نظر برد و آرام و قرار میسر گردد چنانچه تا ابد به هیچ غم مبتلا نه گردد
 و در دو جهان آسوده گردد چه آسودگی در عدم است. اے
 سید چون به حقیقت توحید برسی وحدت صفت تو شود وانی

که نسبت تو بحق بعد از سلوک هیچ تمیز زوده است همان نسبت است
 که پیش از سلوک بوده است بلکه نسبت تو پیش از وجود و بعد
 از وجود نیز یکیت آرے دانسته پیدا کردی و یقیناً بهم رسانیدی
 که به هیچ آب و آتش زائل نه گردد از ازل تا ابد حق موجود است
 و پس در هرگز دیگرے موجود نشده و تو هم باطل اعتبارے نه داند
 زید را بیمارے پیدا شد زید خود را عمر دانست و از مردم و صاف
 زید شستیده در طلب او شد چون بعلاجهائے خوب بیماری او
 دفع شد عمر به هیچ جا نه بود زید بود پس سیرغ قصد سیرغ نمودند
 چون عین نگاه رسیدند خود را سیرغ دیدند پس حق سبحانه و تعالی
 خود را به فقتهائے خود میدانست این حقیقت هائے چیز است
 بعد از آن به آن معفتهائے خود را اظهار نمود این عالم است

این جا غیر کجاست و غیر کے موجود شد چون بہ حقیقت کار این دہشتی
 معلوم تو شد کہ قرب و بعد و مسافت ہمہ از تو ہم است کہ دوری
 بود تا نزدیک حاصل شود کہ جدائی داشت تا پیوستگی پیدا کند در
 عالم اگر نہ ارسال فکر کہی غیر حقیقت مطلقہ کہ علین وحدت است
 ہیچ چیز نیابی بلکہ ہیچ ذاتے و ہیچ صفتے و ہیچ حیثیتے و ہیچ وجہے چہ
 خارجی و چہ ذہنی و چہ وہمی ہم نہ رسد کہ غیر او بود ہمہ اوست
 و او ہمہ است و ہر چہ در او را کہ می آید اوست و ہر چہ در او را
 نمی آید ہم اوست و آنچه اورا وجود گویند ظہور اوست و آنچه اورا
 عدم گویند بطون اوست اول اوست آخر اوست ظاہر اوست
 باطن اوست مطلق اوست مقید اوست کلی اوست جزئی اوست
 منترہ اوست مشبہ اوست اے سید بد انکم ہمہ اوست

و از همه پاک است این اطلاق او نسبت دیگر است غیر آن
 اطلاق که به آن عین همه اوست درین اطلاق هیچ کشف و عکس
 و فهمی نه رسد بخیر کما الله تعالی انفسه این جانبست شهید
 او در مراتب ظهور است و نگاه از مراتب بیرون بود و این شهید
 کامل البرق الخاطف باث. و دوام تحلیل و دست حصول او و
 عدم و دوام او مقتضای جامعیت انسانست که مظهر اتم است
 اے سید عارف را بالاتر ازین مقامی نیست و درین مقام
 فناے کلی و انعدام صرف است و این از اقسام کلیه قیامت
 است - اے سید این معارف درین مقام بتقریب نوشته
 شد آنچه سالک را ضرورت است همان فکر و حدت است که بالا
 نوشته ایم باید که شب و روز در آن سعی نماید که کثرت موهوم

کہ بعنوان غیریت در نظری آید از لفظ ساقط شده مراتب حدت
 شود ساکب جزئی که نه بنید و جزئی که نداند و جزئی که نخواند. اے سید
 طریق ذکر است لا اله یعنی این همه چیزهاے که مشهود اند
 نیست اند به آن معنی که گم اند در وحدت ذات و مستحکات
 اند در وے لا اله الا الله یعنی وحدت بصورت این چیز با ظاہر
 است در اشیا پس او ظاہر اشیا باشد و ہم باطن اشیا جز
 ظاہر و باطن چیز دیگر نیست پس اشیا نباشد بلکه حق باشد
 تمام اشیا بر اشیا اعتباری بود که آن نیز عین حق است
 اے سید طریق مراقبه از کلمات سابقه بوجہ مختلفه می توان
 فهمید مراقبه عبارت از ملاحظه معنی وحدت است بھروجہ کہ
 توان کرد اگر ملاحظه الفاظ بہ تخیل آنها واسطه تعقل معانی گردد

آن را ذکر گویند الفاظ هر چه بود خواه لا اله الا الله و
خواه لفظ الله تنها و اگر بجهت تحیل الفاظ تعقل معانی کنند مراقبه
و توجه بود و خواه آن بسیار بود چنانچه اکتب بزرگان معلوم توان
کرد و مقصود است که معنی وحدت در دل قرار گیرد و ذکر لفظ الله
چنان است که به حقیقت قلبیه و توسط تصور ضغمتوجه گشته
ازین حیثیت پیوسته تصور کن به توجه گشته ازین جهت که
آن حقیقت قلبیه منظر حق است تحیل لفظ الله کنند و برده
اطلاق نمائند اے سید اگر بخود متوجه شوی و توانی این توجه
را درست کرد کار به آسانی صورت می گردد اے سید بدن تو
صورت و منظر روح است و غیر آن نیست و روح تو منظر و صورت
حق است و غیر آن نیست و این هر دو صورت تبسمی روحی

موصوم اند چون الله در خیال گوئی و به آن حقیقت که بصورت
 این دو موصوم ظاهر است متوجه گردی دانی که من همانم
 اسید هست که شهود و شهادت و وحدت در کثرت میسر گردد
 و هر چه در نظر تو در آید باید بدانی که صورتی دارد و روحی
 دارد و حقیقتی دارد چه صورت او ملک است و ناموس است و
 روح او ملکوت است و حقیقت او جبروت و لامهوت است
 که عبارت از ذات و صفات حق است یعنی وجه خاص به
 آن شئی که عین حقیقت مطلقه است. اے سید جبروت
 صفات است و لامهوت ذات است و صفات غیر ذات
 نیست آری در کشف و شهود اعتباراً مخائر تعریف می دهد
 آن در مقام حصول تجلیات صفاتی و ذاتیه است و اما این جا

ذات و صفات را در یک مرتبه اعتبار مگردیم بحیث غنیت
 عالم علم حق است که به تجلی ذات که الف اشارت باو است
 ظهور نموده و علم علین ذات است. اے سید حقیقت مطلقه
 ظهورات بے نهایت دارد و اما کلیات او پنج است ظهور
 اول ظهور علم اجمالی است ظهور دوم علم تفصیل ظهور سوم ظهور صور
 روحانیه است ظهور چهارم ظهور مثالیه است ظهور پنجم ظهور صور
 جسمانیه است اگر ظهور انسانی را جداگیری ظهورات کلیه شش
 بود این ظهورات را تنزلات خمسہ یا ستہ گویند و مختصراً
 نیز گویند. اے سید انسان جامع همه ظهورات است
 و بیان این جامعیت بوجه کثرت میتوان کرد و باید که بدان
 که حقیقت انسانی در همه مراتب بصورت مناسب آن مرتبه

ظہورے دار و ہمہ حقائق صور آن حقیقت است و این حقیقت
 بہ مرتبہ مقدم است بر ہمہ حقائق اگرچہ بہ ظہور پایانی از ہمہ قیام
 اے سید در سورہ فاتحہ کہ اول قرآن مجید است الحمد للہ واقع
 شدہ و معنی اوست کہ جنس حامد و محمود و یہ مخصوص است
 یعنی حامد اوست و محمود اوست بہر حال و بہر صفت بہر جا و بہر صورت
 غیر او حامد و محمود ہے نیست۔ اے سید در سورہ بقرہ الحمد
 واقع شدہ الف اشارہ است باحدیت کہ الف اول است
 و لام اشارہ است بہ علم کہ لام وسط است و میم اشارہ است
 بجا کہ کہ میم آخر اوست یعنی احدیت صورت علم گرفت و علم صورت
 عالم۔ اے سید انچہ ترا ضرورت است تفصیل معنی وحدت
 است و پیوستہ در ان مراقبہ بودن و بہ تفصیل این محارف

را رسیدن در اول امر هیچ درکار نیست چون بنیاید الهی
 معنی وحدت در دل نشیند و خیال دوی مرتفع گردد و تراصفی
 رو خواهد داد که همه علوم و حقائق بر تو کشف خواهد شد و خفیه
 نخواهد ماند تا کثرت از نظرت رفته تو هم دوی باقیست معلوم صحیح
 مشکل که رو نماید چند روز ریاضت بر خود باید گرفت و انفاس
 را مصروف این اندیشه باید ساخت تا خیال باطل از دل
 بدر رود و خیال حق در آید و بجای آن بنشیند اے سید تا
 این خیال در تو قرار نه گرفته و ظاهراً و باطنی ترا فرو نه گرفته
 به هیچ چیز توجه نباید شد چون این خیال قرار گرفت و تفرقه
 مدعی بر طرف شد هیچ چیز ترا مزاحم نخواهد شد چه موهوم باطل
 موجود حق را مزاحم نمی تواند شد نسبت حق میا لم چون نسبت

آب بہ برقت بلکہ نزدیک تر از آن باید دانست یا چون
نسبت طلا بہ زیورہا کہ از دور است کنند و چون نسبت گل
بغروفہا کہ از گل ساختہ و اینہا ہمہ یکیت اے سید رابطہ
میان عالم و میان حق ہم کلمہ من ہست چہ عالم از و ناشی
است و باوے۔ و ہم کلمہ الی چہ عالم سوے اور حج است
و این صدور و رجوع ہمہ در ازل و ابد است و ہم در جمیع
آفات زمانی چہ در ہر آن عالم بہ حقیقت رود و از حقیقت
برآید چون موج از دریا و ہم کلمہ فی است چہ عالم در حق
است و حق در عالم کہ بوجھے او مظهر است و بوجھے این مظهر
است و ہم کلمہ مع چہ معیت ذاتی و صفاتی و فعلی متحقق است
بے شبہہ و ہم کلمہ تو است چہ عالم عین حق است و حق

عین عالم و ہم کلمہ تیس چہ بوجھے عالم عالم است و حق حق
 نہ عالم حق است و نہ حق عالم اے سید حق بوجھے از ہمہ
 روابط سنزہ است و میان حق و عالم رابطہ نیست این اعتبار
 را لاتعین گویند۔ اے سید ہر کہ حق را بدین وجہ شناسد
 حق بوجھے ممکن شناختہ باشد اے سید ادل ساکک را بہ اسم
 ظاہر متوجہ باید شد و یقین باید داشت کہ پیدا اوست بہ
 ہمہ صور و معانی و ہیچ صورتی و ہیچ معانی نیست کہ جز او بود
 و این معانی را مکرر نوشتہ ایم و بہت تاکید باز نویسیم مقصود
 این است کہ فکر وحدت لازم خود باید داشت و خود را بدین
 فکر گرم باید کرد و چون درین فکر استقرار حاصل شود از اسم
 الباطن نیز بہرہ مندی خواہد یافت اے سید اگر سالہا بعبادت

و طاعت و اذکار و اشغال اشتغال نمائی و از وحدت غافل
 باشی از اصل محرومی اگر چه احوال و کیفیات غریبه بد نماید و الا
 و اوقات جلوه گر گردد اے سید عالمی که تو آن را وصل تو هم
 کنی و شمره آن حال علم و وحدت نباشد بحقیقت آن وصل نیست
 آنچه ظاهر شده در همه و عین همه مرتبه است از مراتب ظهور
 نه مقصود حقیقی که مطلق است و ظاهر در همه و عین یا چیزی
 ظاهر می شود که بوجهی از وجود اشیا مغایرت دارد آن متصل
 مقصود نیست هرگاه حقیقت محال چنین باشد اول ترا
 مراقبه مطلق ضروریست تا مسافت ننماید اے سید تفرقه
 و جدائی تا زمانه است که همه رایکه نمی دانی و نمی بینی چون
 همه رایکه دیدی از تفرقه و دوئی خلاص شدی وصل عریان

عیسٰی شد۔ اے سید چون ہمہ را دیدی ہمہ نماند بلکه یکے ماند
 پس اے سید میان تو و مقصود را ہے نیست و را ہے کہ
 هست ہمین است کہ تو اورا جدا از خود و غیر خود سیدانی چون
 دانستی کہ تو نیستی اوست پس راہ نماند و آنا دی و معرفت
 نفس و معرفت حق و قائم مطلق و وصل و کمال قرب اینجا
 حاصل شد و کار تمام گشت۔ اے سید چون بہ این مقام
 رسیدی کہ خود را ندیدی اورا دیدی آسودی دنیا و آخرت
 و رحمت تو یکے شد و فنا و بقا و خیر و شر و کفر و اسلام و موت
 و حیات و طاعت و معصیت عقب ماند بساط زمان و مکان
 و نور دیدہ شد۔ اے سید چون تو نماندی بیچ چیز نماند
 و ہمہ چیز با بتو اندیشہ تو و البستہ است اے سید بد آنکہ ہمہ

چیز درست و هیچ چیز بیرون از تو وجود ندارد و چون خود را
 از همه چیز خالی کردی هیچ چیز نماند۔ اسے سید ترا وجود دے
 جز در حق نیست و همه چیز یا در تو موجود اند چون خود را ہی
 بردی و دوران دریا کے بکیران انداختی یعنی یہ این صفہ تھا اگر
 شدی ہمہ چیز یا با تو دوران دریا گم شد اگر نیک درنگری
 بدانی کہ انانیت کہ از تو سر می زند از تو نیست تو این جسم و روح
 نیستی در تمام عالم یک انا گوے است کہ انانیت او از همه جا
 جلوہ گر است اسے سید علامت وصول مطلقہ آنت کہ انانیت
 کہ از تو سر می زند بر همه چیز اطلاق یا بدیے تکلف ہمہ چیز بار انا
 توانی گفت اینجا معلوم شد کہ حجاب جز تعین انانیت نیست
 اسے سید یکذات است کہ تمام عالم صفت اوست قائم باو

و آن ذات به این صفت ظاهر و پیداست همان ذات است
 که قدرت خود و قدرتهاست همان ذات است که ارادت خود
 ارادتهاست همان ذات است که سمع خود و سمعها و بصیر خود
 و بصیرها و حیات خود و حیاتها و غل خود و غلها و کلام خود و کلامها
 و علی هذا نقیاس و همان ذات است که هستی خود و هستیهاست هر چه
 بجا لم ظهور آمده در ذات پوشیده بود ذات بصورت او در
 علم خود ادلاً و در عین خود ثانیاً جلوه فرمود ذات رنگ او گرفت
 و او رنگ ذات و آنچه پوشیده بود در ذات بلا قطع ذاتها بود
 و همان ذات است که اول علم خودش و دیگر بار بصورت علمها
 جهان شد و همان ذات است که عین ذات بود که غیرش
 نبود پس آن ذات خود بخود معاملت کرد و عاشقی و رزید و

بندگی و خدائی در میان آورد و کارخانه ازلی و ابدی برپا کرد
 سید تو خود را چنان خیال کن که هنوز آنجائی که در اول بودی تا از
 او شوی و دیگر روی تفرقه و غم و بلا نه بینی اے سید روح کو است
 که به او زنده و دل تو او است که به او دانا می و بصیر تو او است که باو
 بینی و سمع تو او است که باو شنوی دوست او است که باو
 حی گیری و پای تو او است که باو میروی اے سید هر جز
 و عضو تو از جز و اعضاے ظاہر و باطن تو او است که به او همه قوی
 اومی و توانی و منی هر صفت او است و دیگر در میان نیست
 اے سید تو حید صفت واحد است نه من و تو اگر اومن و تو با
 شرک است نه تو حید اے سید چون تو رفتی قیامت و چون
 او در میان آمد بقا است اے سید سلوک سچی تست در رفع

اثینیت و جذبہ رفقن تست بوحدت اے سید سلوک و جذبہ
 وقفا و بقا اسم و ولایت متحقق است باہمہ اثباتیا زمندی
 کن کہ عین مطلوب تواند باشد من دوستی و رز کہ اونیر مقصود
 و با خود نیز بہ نظر محبت باشی کہ عین محبوبی اے سید انہاد
 سلوک ضرور است اے سید بد و نیک را در دریاے وحدت
 انداز تا آشنائے حقیقت شوی اے سید سخن وحدت
 را اگر بسیار گویم اندک است و اگر اندک گویم بسیار است
 ہدایت این معرفت در نہایت مندرج است و نہایت
 اور ہدایت مندرج نہ اور اہدایت است و نہ نہایت تا چند
 گویم و چند نویسم نہ من گویم و نہ من نویسم حقیقت خود و خود
 در غفلت است اے سید چون در خواب شوی نیت کن کہ با لم

بطون می روم و رجوع به حقیقت خود می کنم چون بیدار
 شوی بدانکه بعالَم ظهور آمدم و از بطون به ظهور منزل نمودم
 و باید که سحر بر خیزی و استغفار کنی و نماز تهجد گذاری و سوره یسین
 اگر یاد داشته باشی در نماز بخوانی که مختار و اجتهاد دین
 و دنیاوی ماست بعد از آن در تفکر و وحدت مشغول باش تا
 نماز صبح برسد چون از نماز فارغ شوی تا آفتاب بر آمدن
 خواه نخواه مستقبل قبله بمراقبه وحدت باید بود چون آفتاب طلوع
 کند چهار رکعت بدو سلام گذارد و سوره یسین یکبار بخواند و اگر
 در چهار رکعت می توانی خواند بهتره همچنین بعد از نماز اگر توانی
 سوره یسین یکبار بخوان که فوائد بسیار دارد و اما در وقت خواندن
 نماز و قرآن مجید فکر وحدت از دست نده و بدان که خود عباد

می کند و خود کلام خود می خواند لابد ضرورتی بگوئی که اے حقیقت
 من مرا بخود بکش و مرا از من بپوش و از دوی برادر اے
 سید برسا لک همه آداب طریقت ضرورت تفصیل آن آداب
 درین رساله کفایت ندارد و از اختصار اے که مطلوب است
 اما آنچه اینجا می توان نوشت این است که خواب کمتر کند
 و چون ضرورت غالب شود به این اندیشه که نوشتم خواب
 کم کند و طعام و شراب اندک باشد در شبان روز یکبار بود
 اگر صائم بود بهتر و باید که از پریشانی لغو احتراز کند که اسباب
 دوی و بیگانهی و وسوسه باطل و هر چه در شرع منع است و هر چه
 در طریقت بد است همه این چنین است قاصداً یاد دار و که
 ضرورت اے سید باید که سخن کمتر کنی و در خلوت و در صحرای ته

مراقبه ولاحظه وحدت کرده باشی اے سید سخن کردن دل را
 خبث آر دو تفرقه باز دهد و ترا از کسب وحدت و یگانگی غافل
 سازد و جز بضرورت حروف مزین و مختصر گوید وحدت را از اندیشه
 یک لحظه جدا کن اگر در مجلس نشینی بیشتر مقید مشو مبادا غفلت واقع
 شود و سعی کن تا آن کثرت مرآت وحدت شود و متوی گرد و در
 اخفا کئے اندیشه خود در استراحتی الا یسکان ساعی باید بود
 و این کلمات را به همه کس نیاید نمود مگر بخصوصان خود اے سید
 به اولاد و غلام و آشتنا و بیگانه و دشمن و دوست آشنائی بوحده
 باید کرد و همه را بنظر اخلاص و چشم حقیقت باید دید اے سید
 نزاع و جدال مطلق از میان بردار و انکار بالکل از میان برطرف
 کن تا وحدت ظهور نماید و بسیار سعی باید کرد تا خشم و غضب ظهور

نمکدست کردن و زدن خود چه گنجایش دارد همه را مسدود باید
 داشت و رون خانه و بیرون خانه با فرزندان و متعلقان و
 بیگانگان آشنایان باید کرد اگر کسی با او بدی کند زینهار دل بدنه
 کنی دهنه رنجی و ادراخوش سازی و مکافات بدی به نیکوئی کن و
 این اصل کلی است در طریقت اے سید تنها بودن و تنها
 نشستن در جمعیت دخل تمام دارد و حال طالب ازین دو وجه
 خالی نیست تعلقات ظاهر و دایه ارد و اگر ندارد معالیه او
 آسانست او را باید که از همه قطع نظر کرده در خلوت یا در صحرا
 بنشیند و بحقیقت متوجه شود تا زمانی که به حقیقت منجلی شود و هم
 دومی بر خیزد آن زمان بهر روش که خواهد باشد گنجایش دارد
 و اگر تعلقات ظاهر دارد و حقوق شرعی به او متوجه است باید که

بر قدر ضرورت یہ آن پرواز دوا اما باید کہ احتیاط تمام کند کہ
 خلاف شریعت و طریقت واقع نہ شود و اگر در ملاحظہ وحدت کہ
 حقیقت است با کلیہ غفلت واقع شود می باید کہ شہادین
 کار بسیار بکوشد و در مراقبہ وحدت باشد و روزانہ ہم چند
 ساعت برائے این کار معین کند و روز بروز افزودہ باشد
 تا آنکہ این معنی غلبہ کند و از ہمہ وارہا ندائے سید و فتیکہ معنی
 وحدت غالب آید و لطف الہی ظہور فرماید ہمہ حقوق از تو او
 خواهد یافت و ترائیچ خیر و شر و ہیچ کارے نخواہد ماند و کیل
 تو خدا خواہد بود و بجائے تو او خواہد بود و تو در میان نہ - اے سید
 صحبت دنیا و صحبت اہل دنیا در طریق سلوک بسیار مضرت است -
 اما کسیکہ گرفتار است و نمی تواند از ان قطع کرد و ضرورت و احتیاط

تمام باید نمود که واقع نشود چیزی که در مشریت یا طریقت یا حقیقت
 جنگ داشته باشد و اگر تقصیر برود باید که رجوع نموده مدارک آن
 باید کرد که واقع نشود اے سید در لباس تکلف نباید بود چیزی
 از لباس فقر با خود باید داشت و همیشه حاضر حال باید بود
 و از گزشتہ و آئنده یاد نباید کرد و ملاحظه وحدت هرگز از دست
 نباید داد اے سید باید که بدانی که هیچ عذابے سخت تر از عذاب
 دوری از حقیقت خودت - ازین مرگ و این عفت ترسان تر
 متوجه وحدت باید بود و به یقین باید دانست که همه یکیت و غیر
 یک موجود نیست و هر قدر که این اندیشه غالب است تفاوت
 دور است چو از و هم دوری برآمد قیاست بر و واقع شد
 و در حینت شهود آمد آلا باد آسود اے سید این چنین دوستی

هر چاه در دنیا ميرشدني است چو نست که در آن سعی نمی کنی
 و غافل می باشی قیامت بر همه کس و همه چیز آمد نیست و آن بوج
 است بوحدهت اما بعد از آن که ظهور کلی واقع شود اگر چه همه از
 اصل خود برآمده باشند لذت که باید همه روی ندید مگر مرد
 که این جابر آنها قیامت گزیده شده باشد پس باید که سعی کنی
 که آن سعی موعود است ترا این جا رو نماید تا آسودگی تمام
 حاصل شود و لذت که می باید دست دهد مقصود همین است که هم
 دوی برخیزد و تمنای او ماند پس همه اولیا و انبیاء برین اتفاق
 کرده اند و در کتب الهیت و احادیث نبویه و کلمات اولیا و
 دلائل برین بسیار است و عظمای هر فرقه بوحدهت قائل اند
 و همه به یک بیان برین رفته اند که غیر حق موجودی نیست عالم

صورت اوست و ظهور اوست و پس بنحاطر است که شواهد این
 مطلوب مطلب را در کتابی علیحدہ نوشتہ شود دانہ دلائل کہ عقل سلیم
 استنباط آن کردہ آورده شود انشاء اللہ سبحانہ اے سید امروز کہ
 آخر روز زمانست نزدیک رسید کہ آفتاب حقیقت از مشرق منقر
 خلقت طلوع نماید از اینجا کہ پیش از طلوع آفتاب نوار و آثار ظاہر
 می شود و اسرار تو حید از زبان خاص و عام با اختیار و بے اختیار
 فهمید و تا فهمید سر می زند طالب را باید کہ خود را جمع ساختہ از خود
 بپوشد کہ حقیقت وحدت کما یعنی بروے جلوه گر شود و بگفتگو
 زبانی اکتفا واقع نہ شود اللہ مطلق است و محمد بر حق



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ارشاد الطالبین

دمضف حضرت شاہ میر انجی شمس العشاق رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله رب العالمین علی کل حال وفقی کل حین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ وعلی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین۔ اما بعد این رسالہ ارشاد الطالبین درخاندان نبویہ
کہ مخدوم شاہ میر انجی شمس العشاق و حضرت شاہ برہان الدین
قطب الافاق قدس اللہ سرہ برائے طالبان کامل و مریدان

صادق بطریق تلقین و ارشاد در راه حق سبحانه تعالی تصفیة
 کرده تا در پیری راه باطن آسان شود و احوال سلوک و کثود
 طالب در باطن ترقی به طریقت کند و کشاده گردد و مراد
 بر آید انشاء الله تعالی بدان که ای طالب چون یکے بنده از
 بندگان خدا خواهد که معرفت ذات خدا تعالی حاصل کند
 و با واصل شود و صدق در دل او پیدا آید اول سه مرتبه بداند
 یکی عرفان دویم ایمان سویم اسلام عرفان آنکه اول یقین
 به خدا تعالی چنان بیاید که کسی نیست دانا و توانا و قادر و مالک
 بر همه قدرت خود در هیچ باب عاجز نیست در خداوندی او
 نیست او را بر قدرت و صنعت و حکمت او شناس کند این
 عرفان شد بعد ازان بروایمان آوردن لازم است ایمان

چگونه بیاورد چنانچه فرموده قوله تعالی۔ **وَفِعَلُ اللّٰهِ مَا
يَشَاءُ وَيُحْكُمُ مَا يَرِيدُ۔**

بر حکم آن چنان بداند کہ آن خدا ہر چه خواهد قہر کند اگر خواهد
لطف کند دل در میان دو صفت جلال و جمال حق قرار گیرد
بحسب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم **الایمان بین
الخوف والرجا**

درین باب حضرت شاہ میر انجی شمس العشاق قدس اللہ
سرہ دوسرا فرمودہ اند کہ اللہ کرے سو ہوے سمجھی ہے یو چہ
ایمان ہو کر نار ہنا پھو کنا اللہ کے فرمان۔ درین دانستن
شک نہ باشد بعد ازان تسلیم آید کہ معنی اسلام تسلیم است
چنانچہ فرمودہ اند۔ **سلمو تسلیم۔ تسلیم سر عبادت است**

بِرَحْمَةِ اللَّهِ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تَسْلِيمَ چنان باشد
 که هر چه خدا بخواهد بر او امر کرده است بر طاعت و عبادت معرفت
 همه را او را بشرع محمدی علیه السلام تسلیم باشد قوله تعالی -
 وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ هر که طاعت رسول
 کرد و طاعت خدا کرد یعنی بر حکم خدا و رسول خدا تسلیم باشد تا
 اسلام حاصل شود بدان ای طالب اگر این قدر معرفت در دل
 نیاید هرگز باطن دل او روشن نشود اگر ایمان با عرفان و اسلام
 در دل طالب قرار گیرد در هر ذکر که مشغول گردد ملاوت نماید
 انشاء الله تعالی بعد از آن ذکر شروع کند بر طایبان صلوات
 اول ذکر حلی بر اعضای ظاهر اسم الله الله ثابت کند بر حکم
 او ان کو والله ذکر اکثر -

بدین شنیدن ب حرکت و سکنت در خیال و مقام اسم الله الله
 موجود نماید و در ظاهر با زبان و گوش و چشم و دست و قدم
 خواه متحرک خواه ساکن با اسم الله الله مشغول باشد تا حال صفا
 و مقام ناسوت حاصل شود آنرا ذکر حلی گویند که قوله علیه السلام ذکر
 لسان تعلقه معنی ذکر حلی است بعد از آن ذکر قلبی شروع
 کند برین حدیث الذکر قلبی و سوسته و ذکر قلبی چنانچه دل
 باطن جزا الله هیچ چیز نه نماید بجز او کس را نه بنید الله الله در
 دل چنان قرار دارد و مستغرق شود و ثبت گردد تا همه غیر
 را فراموش کند درین حال مقام ملکوت حاصل شود انشاء الله
 تقای بعد از آن ذکر روحی شروع کند حد الذکر روحی مشاهده
 بر عین صورت ظاهر شئی را به بنید تا ازان صورت تصور ظاهر

نظر باطن کشاده نور خدا متعالی را مشاهده کند تا از ان نور خدا را
 به بینید بصیرت باطن کس را که او توفیق بخشد درین جبروت
 حاصل شود قوله تعالی. **يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ** بعد
 از ان ذکر سری معاینه کند یعنی سری مثل محبت باشد تا درین
 مشاهده نور در دل بنده و جان بنده محبت تقای حضرت
 رب العالمین زیاده شود و بر وی اشتیاق و عشق روی نماید
 آنگه آن که از خودی خود بیخود شود که مطلب محبوب به بیند درین جا
 مقام لاهوت حاصل شود و حال بسیار روی نماید و اسرار بشیاء
 آید و معرفت کمال و لقاء جمال و عنایت خود و صاحب ولایت
 گردد انشاء الله تعالی بعد از ان ذکر خفی باید تا وصل ذات بدست
 بر حدیث نبی صلی الله علیه و سلم **الذکر خفی مع الحائنه** یعنی خود را

در ذات مطلق فدا کند و این از ارادت خدا تعالی است که
 محبت عاشق را از طرف ذات جذب کند و بر باید و در خود خفی
 کند تا وصل ذات خدای تعالی حاصل آید از آن توحید حقیقت
 حال خفی که قال علیه السلام یعنی خود را در ذات مطلق فدا کند
 و این از ارادت الی التوحید حقیقت لا رب ولا عبد درین
 جا از خود بی خود چنان فدا شود که نداند من یا تو می ذوق او بر
 شود و در هر طرف او نماید توله تعالی فاینما تولو فله وجه الله
 آخر حال او شود درین جا که حالت ظهور ذات وصفات
 معاینه کند و تسلی شود انشاء الله تعالی در بیان مقام سیر
 و طیر بدانکه این را فهم است طالب را باید که بوجد و روحانی
 سیر کند که یکجه و طیر بر عرش بر ابر سیر خود برود تا شیطان

راه نیابد و نیز درین جا اشارتست بر که عارف باشد فهم کند و هر
 عبادت که کند با وجود نورانی کند این جانبیت با وجود خفاکی
 نیست ندارد و این سیر طریقت است که چون طالب را سیر
 و طیر حاصل شود بعضی جا کشف و کرامت پدید آید چنان نماید
 و سیر حقیقت آنکه تقائی پیر خود را قبله سازد و مشاهده کند تا در
 ذات خدا می رسد و موجود بیند و تعین ذات مطلق به بیند این سیر
 انتهاست طالب صادق را دل آئینه شود تا پیر خود در خود
 محسوس نماید در خود تصور کند هر شاهد خود قرار دهد و خود عارف
 تسلیم دهد در شاهی خود شاهی است همچون بر اعصار
 روح شاهد است درین معنی با همه و بیه همه ذات خدا
 حاصل شود منتهی کامل شود و در میان اولیاء جمع و مقام

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آید محبوب گردد انشاء اللہ تعالیٰ رساله
ارشاد الطاہرین ارشاد شاه میر انجی شمس العشق قدس اللہ
سرہ تمام شد بعونہ اللہ تعالیٰ۔

الایساکن القصر الملعلی

ستدفن عن قریب فی التراب

لناملک ینادی کل یوم

لذواللموت و ابنو الخراب

الہی تبت من کل المعاصی

باخلاص سرجاء للخلاصی

اغثنی یا عیاش المستغثنین

بفضلک یوہ یوخذ بالنواصی

(مروی در سلسله حشيتيه عاليه)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

۱- انا من نور الله وكل شيء من نوري.

۲- بخلق الله آتى وعلى صورته

۳- من رانى فقد رانى الحق.

۴- انا فى العرش احدى وفى السماء احدى وفى

الارض من محمد وفى تحت الترابى محمود.

۵- كل عالم لم يعمل علمه فهو ابليس

۶- من عرف الله لا يقول الله ومن قال

الله لا عرف الله.

۷- ان الموصون اخذ منيهم من الله و

ان المنافقين اخذ منيهم من انفسهم.

ہو ہو ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش از ہمشہ شاہان غیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اسے ختم ریل قریب معلوم شد بدیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

سِرِّ السَّلَوٰکِ

(مصنفہ)

حضرت سیدنا ابوالعلا رضی اللہ عنہ

مترجمہ مولوی منظور احمد صفا ناظر

در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ ہے۔

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزار ہا صوتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے
 ذات نے اس کی ہر اک شکل میں کی جلوہ گری
 شکل آدم میں کبھی صورت، حوا میں کبھی
 اور اس بے چون و بے پلوں کے شر کے بعد کہ جو صد ہزار
 چوٹی اور چوکوئی میں ظاہر ہوا اور جس کا غیر موجود نہیں ہے
 تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی زندگی لاکھوں
 بڑی حیرت اس شکل کی ہیں معجزات لاکھوں
 بلند و پست جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمراہ دست
 وہی ہمسایہ ہمیشہ ہمراہ ہے گدا بھی وہی وہی شاہ
 جلوت فرق ہو کہ خلوت جمع ہے بس وہی ہے ہر جگہ واللہ
 درود اس چھیتے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

پر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پر جملہ موجودات کی ایجاد ہوئی ہے
 یا مٹنے، ختم ہونے، محو و آسپ ہیں : ایجاد کائنات کے مقصود آپن
 اس کے بعد فقیر فقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی
 پایا ہو، ابو العلا احراری الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ
 مراتب فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو
 طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی
 کہ چاہے کوشش کرے امید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ
 وصول بحق ہے شرف یاب ہوگا۔

اب جان اے بھائی کہ فنا کے اعظم جو وصول اعلیٰ
 مقامات فقر ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔
 پہلی فنا فی الافعال۔ دوسری فنا فی الصفات۔ تیسری

فنائی الذات۔

فنائی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنی اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات و سکنات و افعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور اللہ کے افعال جاننا اور ان سب کو اللہ کی طرف سے جاننا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کبھی کی حرکت کا تعلق

فنائی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے (جملہ عالم کے) اختیار سے باہر جانا ہے۔

کھولنے والے کے ہاتھ یا مردہ کی حرکت کا غزال کے ہاتھ سے
 اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا
 کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے۔

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی

ستیا زید نے مجھ کو عمرو نے کر دیا زخمی

سہ دانہ صیاد ازل نے جب کبھی دام پر

اک پرندہ آچھنسا نام اس کا رکھا آدمی

نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہان میں سب کاسب

کر کے اور دن کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی

سہ کمان میں تیر ہے دراصل خود اس صیقلین کی

کمان ابرو معشوق کا لیکن بہانہ

فنا فی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسروں
 کے جملہ صفات کو اللہ کے صفات جانتا ہے یعنی ہر ایسی اپنی
 اور دوسروں کی صفت کو جو صفات حیات ^۱ عظم ^۲ ارادہ
 قدرت ^۳ - مہم ^۴ - بصیر اور کلام ^۵ سے متعلق ہو۔ اپنی اور دوسروں
 کی صفت جانتا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے
 منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بادولت اس کا وجود
 سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جانتا اور سرگز
 اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی
 اس بلند پایہ گروہ کے پاس شرک عظیم ہے ۵
 ہر زبان سے بولتا ہر کان سے سنتا ہوں میں
 ہے تعجب کان ہی ظاہر میں میرے نے زبان

نقل ہے کہ جب سلطان العارفین حضرت خواجہ
 بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے دارِ فنا سے دارِ بقا
 کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اے
 بایزید ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے ؟ عرض کی خداوند
 توحید لایا ہوں جواب آیا اَنْ كُنْ كَلِمَةَ اللّٰہِ یعنی یاد کر
 دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور
 تیرے پیٹھ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ
 میں درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں
 نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے
 تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے
 کہ توحید لایا ہوں ۔

کسی سچے نے کیا کھدی سیچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف
ایک ہی نسبت بہ غیر حق پر ان کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک
میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہو گا جو ہمیشہ ہی
اس بلا میں مبتلا ہیں :

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے :

مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ

یعنی بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لا چکے ہیں مگر

در اصل مشرک ہیں ۔

جب تک ای عادت ہی رہی تری ہر پر شیطان منافق ہے تو دیشیں نہیں

فنا فی الذات سے ساک کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات
 کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جاننا مراد ہے یعنی ساک جو یہ جانتا
 ہے کہ میں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جانتا اور
 دیکھتا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جاننا اور تصور کرنا کہ حضرت
 حق تعالیٰ مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان انواع و اقسام
 کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے سب کچھ وہی ہے۔
 اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یا رہے

غیر اس کا وہم اور پندار ہے

جلوہ زاوہو معکم کا جمال

کب ہر اک میں طاقت دیدار ہے

اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تے فرمایا ہے۔
 مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے پہچانا
 اپنے نفس کو تحقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو (یعنی جو شخص کہ اپنے
 آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جو اس صورت میں
 ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچاں لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا

لَمْ يَكُنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعَدَمِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْقَدَمِ مَنْ عَرَفَ
 نَفْسَهُ بِالنَّقْصِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْكَمَالِ وغیرہ یعنی جب اپنے نقص و زوال و محدودیت
 عدم و رگی جہالت بجزوری ناتوانی آنری کو مٹائی کا علم سوا تو اللہ تعالیٰ کے کمال و قدم حیات
 و اللہ و قدرت و سماعت و عبارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا اور پہچانے کسی شے
 کا کمال و قدرتی شے کے نقص و زوال سے پہچانا جاتا ہے۔

عَرَفْتُ رَبِّي بِرَبِّي دیکھنا میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے
 یعنی جب تک کہ میں تھا حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ
 کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جا چکا حق نے حق کو پہچان
 لیا۔

جب تملک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پایگا
 جب نہ ہوگا تو خدا خورد و نما ہو جائیگا
 اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے
 اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم
 کہ خدا شناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے۔

۴ بندہ کا کہان مقدور و مصلح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے۔

ساک کو پہلے چاہیے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کر لے
اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال
میں اس قدر استعداد و سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور
ہونے لگے۔

وہ مگن ہے جس صورت الہی کی ہر طرح سے آئینہ میں دیکھ لی
اس خیال کی انتہا پر بہت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔
اور طرح طرح کی لذتیں۔ رنگا رنگ کیفیات حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد ساک کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام
پہنچانا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جانتا اور ایسا تصور کرنا چاہیے
کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر
ہوا ہے۔

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر
 کب ہے خالی تجھے مسجد ہو کہ دیر
 طالب و مطلوب یکھے رکے سب
 تو ہی تو ہے کب سے تیرا کوئی غیر؟
 اسکی غیرت کجے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں
 اس لئے وہ خود ہی عین جملہ اشیا ہو گیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا
 چاہئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے
 اور اس باب میں کوشش اور سعی بلیغ کرنا چاہئے کیونکہ کوئی مقصود
 بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شے ہے کہ
 آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرتا اور قیل و قال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیدہ اللہ کے تصور میں متغرق رہے
اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر اٹیں گی۔
اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس
مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور
اپنے وجود میں بھی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہئے۔
یعنی آنکھ بند کر کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا
میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حدود و حدود اور پابند رہنا چاہئے
تاکہ خود کو بھول جایا کرے۔ اور خود کو اور جگہ عالم کو حق جانا جائے
اور حق دیکھا جائے۔

سالک جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے
باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فیر کے
باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا

✓ محو حیرت ہوں کہ جس کو میں "کہا کرتا تھا مین
ڈھونڈتا پھرتا ہوں خود اس کو وہ میں "اب کیا ہوا
جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ سالک خود کو بھول گیا۔
تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا
اور وصول حق حاصل ہو گیا

خود ہی شاید ہی خود شہود بھی : غیر اس کا ہے کہیں موجود بھی؟
سے دن بھر ترے ساتھ تھا خبر کی دہی

شب ساتھ رہا اونگھتے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو میں ہوں یہ گمان تھا مجھ کو

میں جملہ تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا عشوق عیاں تھا مجھے معلوم تھا بلکہ خود مجھ میں نہاں تھا مجھے معلوم تھا

میں سمجھا کہ طلب اس کے ملا دیکھی تھی یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم تھا

یعنی بخود ہوتا۔ خود سے گزر جانا اور نیست ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے اور یہی ہے انتہا اور کمال فقر کا۔

سلاکت کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے

جس کا کہ فنا ثبوتہ ہو اور فقرائیں : گو معرفت دیں نہ ہو اور کشف یقین

وہ اٹھ گیا دریاں سے اللہ رب : اَلْفَقْرَانِ اِنَّهُ هُوَ اللّٰهُ ہے یہیں

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلکشیاں اور ریاضتیں کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود نہ رہے۔ اس مقام پر کل شئی کھا لک الہ
 وَجَّهَهُ كُلِّ شَيْءٍ رِجْعًا إِلَى آصْلِهِ اِنْشَاءً هِيَ الرُّجُوعُ إِلَى اللَّهِ
 بِاللَّهِ تَعَالَى بکار از فاش ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے جملہ طلبکاروں
 کو اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق البنی والہ الامجان صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمۃ اللہ علیہ

نختین بادہ کا نذر جام کردند	ز چشم مست ساقی و ام کردند
برائے صید مرغ جان شائق	ز زلف ماہر ویاں و ام کردند
بجام سر کجبار نج ملامت	بہم بردند و عشقش نام کردند
ز بہر ثقلستان از لب چشم	مہیا شکر و بادام کردند
چو خود کردند از خوشن فاش	عراقی را چہ را بد نام کردند

(مولوی سغور احمد صاحب ناظر)

برہ تو دیدہ بد و ختم شدہ عمر و یار نیامدی
 دل و جان بہ آتشِ حیر تو مگر اے نگار نیامدی
 زمیں بہستم زدہ سوے تو شدہ قاصدِ نئے قاصد
 بسر خزان زدہ گلشنِ مگر اے بہار نیامدی
 تو بگو کہ دستِ رسم کجا کہ رسم بکوی تو یار من
 مگر آہِ باہرہ آگہی تو بہ یار یار نیامدی
 بہ میانِ باد یہ سدا ہے نہ بہ زخمِ مینہ و مرغ
 ہمہ حیرتِ جنینِ غمی پہ غمین زار نیامدی
 شدہ سا لہابتِ بے وفا کہ کسے نیا از نشانِ ^{فت}
 تہلاش تربتِ ناظر ت سیر کو ہمار نیامدی

زہے جوشن بہ برنجہ کف مردانہ می آئی

بہ سرگہ سوئے من قصدے کنی ترکانہ می آئی

بدون آیم برائے مقدست خالی کتم جارا

چولے جان جہاں باطلوہ جانانہ می آئی

بہ پادوست بقیہ جامہ از دست میخوارا

چوسے میکدہ باغزہ مستانہ می آئی

بہ ہر دم طرفہ تلبیہ بہر ساعت عجبتانے

گدایانہ سی سکا ہے گہے شایانہ می آئی

نودہ آشنا لبہائے نوشین تو یا تلخی

کنون رگفتگوئے تلخ بیابانہ می آئی

مریض عشق را وجہ مرض بحر تو چہ می باشد

تو خود بر حال او در تخته خصمانه می آئی
 به رنگ تو بهاران سینه ات آتش کرده ناظر
 سرت گرم چپس سحر آتش خانه می آئی

(+)

یا من که ستر یا لطف بے کران باشد	با ستر تقصیرم یا در بهر بان باشد
توبه بشکنم هر دم باز تو بهی و رزم	رحمتش نمی داند این چه وجه آن باشد
ایکه قیل و قال تو شرح دفتر حقنی	و یک علم و حال تو را ز کن و مکان باشد
دارم این سوال از تو با کمال نادانی	گر چه خامشی دامن کار عاقلان باشد

هر دمی ز من جرعه سحر زمان از تو عفو

ناظر که ام آخر شاخ زعفران باشد

(+)

نگس کہ ہی بنید بے خود گرانستے	دیده است نگاه او حیرت ده زان فتنے
یک محشر متیابی بردل شدگان ریاست	این فتنه کہ بر پاشد از چشم تباست
عجب کمین لے زاید من بندہ تقدیرم	گر زمانہ نظر بایدم تقدیر چنانستے
این خرقہ سالوسم صد عیب پوشد	زیدیکہ ہی و دزم نادان بگمانستے
آکھس کہ خبر دار دہر بلب خود زود	افسانہ کہ در دہر است از بخیرانستے
این شعر ترسم کہ ہر لحظہ ز نو دارد	زان مولوی ثانی گو شاہ شہانستے

ہم نعمت رومی ام مانند حنین ناظر
 این پردہ کہ می سخن زان جان جہانستے

(*)

تا نظر چو بہ دست بالین دادم دست	حقا کہ بعد صدق یقین دادم دست
دست ادہم مطلوب کشیدم بارے	زان روز کہ مقصود چنین دادم دست

نہاں روز کہ صدق دیتین است مرا	گلزارِ جہان و حورِ عین است مرا
مردم بطوافِ کعبہ و رزمہ سفر	آن کعبہ و قبلہ جا الیہین است مرا

(۰)

در راہِ طلبِ اہل یقین را در یاب	بگزارِ سرِ مکانِ کمین را در یاب
گر طالبِ صادقِ مہوشِ کسے	بگزارِ رزمہ و جا الیہین را در یاب

(۰)

الْحَمْدُ لِلَّهِ مَنْشَى الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ
 ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقَدَمِ
 مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
 وَبَعَثْتَ كَلِمَةً رَتَبَتْكَ صِدْقًا وَعَدْلًا
 مَرْكُوزٌ مَرْكُوزٌ مَرْكُوزٌ

قصیدہ

اصبحت زائر الک یا شتخہ الخف
 تو قبلہ دعائی و اہل نیاز را
 می بوسم استانہ قصر حلال تو
 اگر پودہ ہائے چشم مرصع ز گوہر
 رو کردہ ام ز جلائے کماں سوئی تو
 بر روئے عارفان تو مفلح گشتہ است
 خصم تو سوخت در تب تب جو بوی
 رفت از جہاں کسی کہ نہ پئے پئے تو
 ناجس را چه حد کہ زندلاف حب
 جنسیت است عشق مو آرا سبب
 جامی بر آستان تو کا سجا پئے سجود
 بہر نماز مقدم تو نقد جان بکف
 روی امید سوئی تو باشد ز طرف
 در دیدہ اشک عذر ز تقصیر
 فرش حریم نیر تو باشد ز ہر شرف
 تا گیریم ز حادثہ دہر در کنف
 ابواب کون کون بمقتل من عرف
 نادیدہ از زبانہ قہر تہو عرف
 لب پرغیر یا اسفا دل پیرا دلف
 اورا بود بجانب موسم خود شغف
 حاشا کہ جنس گوہر ز نشان بود
 ہر صبح و شام بہر صفائی کشد صف

السلام است قیچی تر تو هر دریا بود
 السلام است آنکه تا از دنیا آدم تیار
 السلام است آنکه نگذشت غرضاً
 السلام است آنکه نماند در ستم کلن
 السلام است آنکه هر قریش است یافت
 السلام است آنکه در شفاعت زحمت
 السلام است آنکه تا بودم درین محنت

السلام است آرزو بهر ملک صحر اوجود
 نور پاکش کن من و از قدسیا اورا
 صدیق تیغ تو از آینه گیتی زدود
 نیز بنار بهر نور تو در چشم شهود
 اطلعه اش از شرک و اندام از زور پیو
 جز بکلیه لطیف تو خلق نتواند کشود
 در سرم سودانی و در جانم متناوبو

سلام است می فرستم مردم آخر کرام
 بلکه آید یک علیکم و جواب سلام

بلغ العلی بک
 کشف الکی علیها
 صلی علی النعمه
 حبیب خلیفها

و هم حاجی کرمان مالک اخبار شوکت الاسلام پیرا باز از غنی سیرا
 (حیدر آباد کن)